حصہ پانزدہم (15)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

اِکراہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿مَنۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِہٖۤ اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ وَ لٰکِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡکُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَیۡہِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ ۚ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۰۶﴾﴾[1]

''جس نے ایمان کے بعد کفر کیا (اس پر اللہ کا غضب ہو) مگر جو شخص مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے (وہ عذاب سے بری ہے) ولیکن جس نے کفر کے لیے سینہ کو کھول دیا اون پر اللہ کا غضب ہے، اور اون کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

ہدایہ میں ہے کہ یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ مشرکین نے کلمۂ کفر بولنے پر انھیں مجبور کیا اور انھوں نے زبان سے کہہ دیا پھر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے قلب کو کس حال پر پایا عرض کی میرا دل ایمان پر بالکل مطمئن تھا ارشاد فرمایا کہ اگر وہ پھر ایسا کریں تو تم کو ایسا ہی کرنا چاہیے[2] یعنی دل ایمان پر مطمئن رہنا چاہیے۔ تفسیر بیضاوی شریف میں ہے کہ کفار قریش نے عمار اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ارتداد پر مجبور کیا ان کے والدین نے انکار کیا ان دونوں کو قتل کرڈالا اور یہ دونوں پہلے دو شخص ہیں جو اسلام میں شہید کیے گئے اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان سے وہ کہہ دیا جو کفار نے چاہا تھا۔ کسی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم)! عمار کافر ہوگیا فرمایا: ''ہرگز نہیں، بے شک عمار چوٹی سے قدم تک ایمان سے بھرپور ہے ایمان اس کے گوشت وخون میں سرایت کیے ہوئے ہے''، اس کے بعد عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے حاضر خدمت اقدس ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں سے آنسو پونچھا اور فرمایا کہ ''تمہیں کیا ہوا (جو روتے ہو) اگر وہ پھر ایسا کریں تو تم ویسا ہی کرنا''۔[3]

---

1 ......پ ١٤، النحل: ١٠٦.

2 ......"الهداية"، كتاب الإكراه، فصل، ج٢، ص٢٧٤.

3 ......"تفسير البيضاوي"، النحل، تحت الآية: ١٠٦، ج٣، ص٤٢٢.

اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

﴿ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴾ (1)

''مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ (عزوجل) کے دین سے کسی شے میں نہیں ہے مگر یہ کہ بچاؤ کے طور پر (اکراہ کی صورت میں زبانی دوستی کا اظہار کر سکتے ہو) اور اللہ (عزوجل) تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ (عزوجل) ہی کی طرف لوٹنا ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (2)

''اور اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو اگر وہ پارسائی (3) کا ارادہ کریں تا کہ زندگیِ دنیا کی متاع حاصل کرو اور جس نے انھیں مجبور کیا تو اس کے بعد کہ وہ مجبور کی گئیں اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

مسئلہ ۱: اکراہ جس کو جبر کرنا بھی لوگ بولتے ہیں اس کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ ناحق ایسا فعل کرنا کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مکرِہ نے کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مکرَہ اپنی مرضی کے خلاف کام کرے مگر مکرَہ جانتا ہے کہ یہ شخص ظالم جابر ہے جو کچھ یہ کہتا ہے اگر میں نے نہ کیا تو مجھے مارڈالے گا اس صورت میں بھی اکراہ ہے۔ (4) (درمختار، ردالمحتار) مجبور کرنے والے کو مکرِہ اور جس کو مجبور کیا اوس کو مکرَہ کہتے ہیں پہلی جگہ رے کو زیر ہے دوسری جگہ زبر۔

مسئلہ ۲: اکراہ کا حکم اس وقت متحقق (5) ہوتا ہے جب ایسے شخص کی جانب سے ہو کہ وہ جس چیز کی دھمکی دے رہا ہے اس کے کر ڈالنے پر قادر ہو جیسے بادشاہ یا ڈاکو کہ ان کے کہنے کے مطابق اگر نہ کرے تو یہ وہ کام کر گزریں گے جس کی دھمکی دے رہے ہیں۔ (6) (ہدایہ)

---

1 ......پ ۳، آل عمران: ۲۸.

2 ......پ ۱۸، النور: ۳۳.

3 ......پاک دامنی۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص ۲۱۷.

5 ......ثابت۔

6 ......"الھدایۃ"، کتاب الإکراہ، ج۲، ص ۲۷۲.

مسئلہ ۳: اکراہ کی دو قسمیں ہیں ایک تام اور اس کو مُلجی بھی کہتے دوسری ناقص اس کو غیر مُلجی بھی کہتے ہیں۔ اکراہ تام یہ ہے کہ مار ڈالنے یا عضو کاٹنے یا ضرب شدید کی دھمکی دی جائے ضرب شدید کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جان یا عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً کسی سے کہتا ہے کہ یہ کام کر، ورنہ تجھے مارتے مارتے بیکار کردوں گا۔ اکراہ ناقص یہ ہے کہ جس میں اس سے کم کی دھمکی ہو مثلاً پانچ جوتے ماروں گا یا پانچ کوڑے ماروں گا یا مکان میں بند کردوں گا یا ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دوں گا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

(اکراہ کے شرائط)

مسئلہ ۴: اکراہ کی شرائط یہ ہیں۔ (۱) مکرِہ اس فعل کے کرنے پر قادر ہو جس کی وہ دھمکی دیتا ہو، (۲) مکرَہ یعنی جس کو دھمکی دی گئی اس کا غالب گمان یہ ہو کہ اگر میں اس کام کو نہ کروں گا تو جس کی دھمکی دے رہا ہے اسے کر گزرے گا، (۳) جس چیز کی دھمکی ہے وہ جان جانا ہے یا عضو کاٹنا ہے یا ایسا غم پیدا کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ کام اپنی خوشی و رضامندی سے نہ ہو، (۴) جس کو دھمکی دی گئی وہ پہلے سے اس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو اور اس کا نہ کرنا خواہ اپنے حق کی وجہ سے ہو مثلاً اس سے کہا گیا کہ تو اپنا مال ہلاک کردے یا بیچ دے اور یہ ایسا کرنا نہیں چاہتا یا کسی دوسرے شخص کے حق کی وجہ سے اس کام کو نہیں کرنا چاہتا مثلاً فلاں شخص کا مال ہلاک کر۔ یا حق شرع کی وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتا مثلاً شراب پینا، زنا کرنا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵: شرط سوم میں بیان کیا گیا کہ ایسا غم پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے رضامندی سے کام کرنا نہ ہو یہ اکراہ کا ادنیٰ مرتبہ ہے اور اس میں سب لوگوں کی ایک حالت نہیں ہے شریف آدمی کے لیے سخت کلامی ہی سے یہ بات پیدا ہو جائے گی اور کمینہ آدمی ہو تو جب تک اسے ضرب شدید کی نوبت نہ آئے معمولی طور پر مارنے اور گالی دینے کی بھی اسے پرواہ نہیں ہوتی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: اکراہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسا کرو ورنہ تمہارا مال لے لوں گا یا حاکم نے کہا یہ مکان میرے ہاتھ بیع کردو ورنہ تمہارے فریق کو دلا دوں گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص۲۱۷.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص۲۱۸.

3 ......المرجع السابق، ص۲۱۹.

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد...إلخ، ج۹، ص۲۳۹.

مسئلہ ۷: قتل یا ضرب شدید یا حبس مدید کی دھمکی دی اس لیے کہ وہ اپنی کوئی چیز بیچ ڈالے یا فلاں چیز خریدے یا اجارہ کرے یا کسی چیز کا اقرار کرے اور اس دھمکی کی وجہ سے اس نے یہ سب کام کر لیے تو مکرَہ کو ان عقود کے فسخ کرنے کا حق باقی رہتا ہے یعنی اکراہ جاتے رہنے کے بعد ان چیزوں کو فسخ کر سکتا ہے اور یہ حق ان دونوں میں سے کوئی مرجائے جب بھی باقی رہتا ہے کہ اس کا وارث فسخ کر سکتا ہے اور مشتری [1] کے مرجانے سے بھی یہ حق باطل نہیں ہوتا نہ زیادت مُنفصِلہ [2] یا زیادت مُتَّصِلہ متولدہ [3] سے یہ حق باطل ہوتا ہے بلکہ وہ چیز اگر یکے بعد دیگرے بہت سے ہاتھوں میں پہنچ گئی جب بھی یہ لے سکتا ہے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۸: دو ایک کوڑا مارنا ضرب شدید نہیں ہے مگر آلات تناسل اور آنکھ پر مارنا کہ ان پر ایک کوڑا مارنا بھی ضرب شدید ہے۔ حبس مدید یہ کہ ایک دن سے زیادہ ہو۔ ذی عزت آدمی کے لیے ضرب غیر شدید اور حبس غیر مدید میں وہی صورت ہے جو اوروں کے لیے ضرب شدید میں ہے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۹: اقرار میں مال قلیل و کثیر کا فرق ہے کہ مال قلیل کے اقرار میں ضرب غیر شدید سے بھی اکراہ پایا جائے گا اور مال کثیر میں ضرب شدید سے اکراہ ہوگا۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: مکرَہ کی بیع نافذ ہے اگرچہ لازم نہیں لازم اس وقت ہوگی کہ رضامندی سے اجازت دے دے لہٰذا مشتری جو کچھ اس بیع میں تصرف کرے گا وہ تصرفات صحیح ہوں گے اور مکرَہ نے ثمن پر راضی خوشی قبضہ کیا یا مبیع کو خوشی سے تسلیم کر دیا تو اب وہ بیع لازم ہوگئی یعنی اب بیع کو فسخ نہیں کر سکتا اور اگر قبضِ ثمن [7] و تسلیم مبیع [8] بھی اکراہ کے ساتھ ہو تو حق فسخ باقی رہے گا، اور ہبہ میں اکراہ ہو تو سرے سے موہوب لہ چیز کا مالک ہی نہیں ہوگا اور اس کے تصرفات صحیح نہیں ہوں گے۔ [9] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: بائع نے اگر اکراہ کے ساتھ ثمن پر قبضہ کیا ہے تو فسخ بیع کی صورت میں ثمن واپس کر دے اگر اس کے

---

1. ......خریدار۔
2. ......کسی شے میں ایسی زیادتی جو اس کے ساتھ متصل نہ ہو مثلاً غلام کا مال کمانا۔
3. ......کسی شے میں ایسی زیادتی جو اس میں خود بخود پیدا ہو جائے اور اس کے ساتھ متصل بھی ہو مثلاً جانور کا بڑا ہونا، موٹا ہو جانا۔
4. ......"الدرالمختار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص۲۱۹، ۲۲۰.
5. ......المرجع السابق.
6. ......"ردالمحتار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص۲۱۹.
7. ......یعنی طے شدہ قیمت پر قبضہ کرنا۔
8. ......بیچی گئی چیز حوالہ کرنا۔
9. ......"الهداية"، کتاب الإکراہ، ج۲، ص۲۷۲-۲۷۳.

پاس موجود ہے اور ہلاک ہوگیا ہے تو اس پر ضمان واجب نہیں کہ ثمن بائع کے پاس امانت ہے۔[1] (ہدایہ، عنایہ)

مسئلہ ۱۲: اکراہ کے ساتھ بیع اگرچہ بیع فاسد ہے مگر اس میں اور دیگر بیوع فاسدہ میں چند وجہ سے فرق ہے۔ یہ بیع[۱] اجازت قولی یا فعلی کے بعد صحیح ہوجاتی ہے دوسری بیعیں فاسد کی فاسد ہی رہتی ہیں۔ جس[۲] نے اس سے خریدا ہے اس کے تصرفات توڑ دیے جائیں گے اگرچہ یکے بعد دیگرے کہیں سے کہیں پہنچی ہو۔ مبیع[۳] غلام تھا اور مشتری نے اسے آزاد کردیا تو بائع کو اختیار ہے کہ مشتری سے یوم القبض کی قیمت لے یا یوم العتاق کی اگر[۴] بائع پر اکراہ ہوا تو ثمن اس کے پاس امانت ہے اور مشتری پر اکراہ ہوا تو مبیع اس کے پاس امانت ہے اور دیگر بیوع فاسدہ میں یہ چاروں باتیں نہیں ہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مبیع اگر ہلاک ہوچکی ہے تو بائع اس کی قیمت لے گا یعنی چیز کی جو واجبی قیمت ہوگی وہ مشتری سے وصول کرے گا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۴: بادشاہ کا کہہ دینا ہی اکراہ ہے اگرچہ وہ دھمکی نہ دے کہ اس کی مخالفت میں جان جانے یا اتلاف عضو کا اندیشہ ہے۔ یوہیں جن لوگوں سے اس قسم کا اندیشہ ہو ان کا کہہ دینا ہی اکراہ ہے اگرچہ دھمکی نہ دیں بعض شوہر بھی ایسے ہوتے ہیں کہ اون کا خلاف کرنے میں عورت کو اسی قسم کا اندیشہ ہوتا ہے ایسے شوہر کا کہنا ہی اکراہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: معاذ اللہ شراب پینے یا خون پینے یا مردار کا گوشت کھانے یا سوئر[5] کا گوشت کھانے پر اکراہ کیا گیا اگر وہ اکراہ غیر ملجی ہے یعنی حبس و ضرب کی دھمکی[6] ہے تو ان چیزوں کا کھانا پینا جائز نہیں ہے البتہ شراب پینے میں اس صورت میں حد نہیں ماری جائے گی کہ شبہہ سے حد ساقط ہوجاتی ہے اور اگر وہ اکراہ ملجی ہے یعنی قتل یا قطع عضو کی[7] دھمکی ہے تو ان کاموں کا کرنا جائز بلکہ فرض ہے اور اگر صبر کیا ان کاموں کو نہیں کیا اور مار ڈالا گیا تو گنہگار ہوا کہ شرع نے ان صورتوں میں اس کے لیے یہ چیزیں جائز کی تھیں جس طرح بھوک کی شدت اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں مباح ہیں۔[8] ہاں اگر اس کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ

---

1. ......"الهداية"، كتاب الإكراه، ج٢، ص٢٧٣.
و"العناية"على"فتح القدير"، كتاب الإكراه، ج٨، ص١٧١.
2. ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الإكراه، مطلب:بيع المكره فاسد...إلخ، ج ٩، ص٢٢٢.
3. ......"الهداية"، كتاب الإكراه، ج٢، ص٢٧٣.
4. ......"الدرالمختار"، كتاب الإكراه، ج٩، ص٢٢٣.
5. ......خنزیر۔
6. ......قید کرنے اور مارنے کی دھمکی۔
7. ......یعنی عضو کاٹنے کی۔
8. ......یعنی شرعی مجبوری کی حالت میں یہ چیزیں جائز ہیں۔

اس حالت میں ان چیزوں کا استعمال شرعاً جائز ہے اور ناواقفی کی وجہ سے استعمال نہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو گناہ نہیں۔ یوہیں اگر استعمال نہ کرنے سے کفار کو غیظ و غضب میں ڈالنا مقصود ہو تو گناہ نہیں۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: معاذ اللہ کفر کرنے پر اکراہ ہوا اور قتل یا قطع عضو کی دھمکی دی گئی تو اس شخص کو صرف ظاہری طور پر اس کفر کے کر لینے کی رخصت ہے اور دل میں وہی یقین ایمانی قائم رکھنا لازم ہے جو پہلے تھا اور اس شخص کو چاہیے کہ اپنے قول و فعل میں توریہ کرے یعنی اگرچہ اس فعل یا قول کا ظاہر کفر ہے مگر اس کی نیت ایسی ہو کہ کفر نہ رہے مثلاً اس کو مجبور کیا گیا کہ بت کو سجدہ کرے اور اس نے سجدہ کیا تو یہ نیت کرے کہ خدا کو سجدہ کرتا ہوں یا سرکار رسالت مآب (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) میں گستاخی کرنے پر مجبور کیا گیا تو کسی دوسرے شخص کی نیت کرے جس کا نام محمد ہو اور اگر اس شخص کے دل میں توریہ کا خیال آیا مگر توریہ نہ کیا یعنی خدا کے لیے سجدہ کی نیت نہیں کی تو یہ شخص کافر ہو جائے گا اور اس کی عورت نکاح سے خارج ہو جائے گی اور اگر اس شخص کو توریہ کا دھیان ہی نہیں آیا کہ توریہ کرتا اور بت کو ہی سجدہ کیا مگر دل سے اس کا منکر ہے تو اس صورت میں کافر نہیں ہوگا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: کفر کرنے پر مجبور کیا گیا اور کفر نہ کیا اس وجہ سے قتل کر دیا گیا تو ثواب پائے گا اسی طرح نماز یا روزہ توڑنے یا نماز نہ پڑھنے یا روزہ نہ رکھنے پر مجبور کیا گیا یا حرم میں شکار کرنے یا حالت احرام میں شکار کرنے یا جس چیز کی فرضیت قرآن سے ثابت ہو اس کے چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے اس کے خلاف کیا جو مکرِہ کرانا چاہتا تھا اور قتل کر ڈالا گیا سب میں ثواب کا مستحق ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: روزہ دار مسافر یا مریض ہے جس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یہ اگر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو روزہ توڑ دے اور نہ توڑا یہاں تک کہ قتل کر ڈالا گیا تو گنہگار ہوگا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: رمضان میں دن کے وقت کھانے پینے یا بی بی سے جماع کرنے پر اکراہ ہوا اور روزہ دار نے ایسا کر لیا تو اس پر روزہ کی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔[5] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص۲۲۵.

و "الفتاوی الھندیة"، کتاب الإکراہ، الباب الثاني فیما یحل... إلخ، ج۵، ص۳۸.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد... إلخ، ج ۹، ص ۲۲۶.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإکراہ، ج ۹، ص ۲۲۷.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الإکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسد... إلخ، ج ۹، ص ۲۲۸.

5 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الإکراہ، الباب الثاني فیما یحل... إلخ، ج۵، ص۴۹.

مسئلہ ۲۰: اگر اکراہ غیر مُلجی ہو تو کفر کا اظہار نہیں کرسکتا اس صورت میں اظہار کفر کی رخصت نہیں ہے کہ غیر ملجی اس کے حق میں اکراہ ہی نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: اس پر مجبور کیا گیا کہ کسی مسلم یا ذمی کے مال کو تلف کرے اور دھمکی بھی قتل یا قطع عضو کی ہے تو تلف کرنے کی اس کے لیے رخصت ہے اور اگر اس نے تلف نہ کیا اور اس کے ساتھ وہ کرڈالا گیا جس کی دھمکی دی گئی تھی تو ثواب کا مستحق ہے اور اگر اس نے مال تلف کرڈالا تو مال کا تاوان مجبور کرنے والے کے ذمہ ہے کہ یہ شخص اس کے لیے بمنزلہ آلہ کے ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: اس پر مجبور کیا گیا کہ فلاں شخص کو قتل کرڈال یا اس کا عضو کاٹ ڈال یا اس کو گالی دے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھے مارڈالوں گا یا تیرا عضو کاٹ ڈالوں گا تو اس کو ان کاموں کے کرنے کی اجازت نہیں ہے اگر اس کے کہنے کے موافق کرے گا گنہگار ہوگا اور قصاص مجبور کرنے والے سے لیا جائے گا کہ مکرَہ اس کے لیے بمنزلہ آلہ کے ہے۔ جس کے عضو کاٹنے پر اسے مجبور کیا گیا اس نے اس کو اجازت دے دی کہ ہاں تو ایسا کرلے اب بھی اس کو اجازت نہیں ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: اگر اس کو مجبور کیا گیا کہ تو اپنا عضو کاٹ ڈال ورنہ میں تجھے قتل کرڈالوں گا تو اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہے اور اگر اس پر مجبور کیا گیا کہ تو خودکشی کرلے ورنہ میں تجھے مارڈالوں گا اس کو خودکشی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: اکراہ ہوا کہ تو اپنے کو تلوار سے قتل کر ورنہ میں تجھے اتنے کوڑے ماروں گا کہ تو مرجائے یا نہایت بری طرح سے قتل کروں گا تو اس صورت میں خودکشی کرنے میں گناہ نہیں کہ اس سختی اور تکلیف سے بچنے کے لیے خودکشی کرتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: زنا پر اکراہ ہوا خواہ اکراہ مُلجی ہو یا غیر مُلجی، زنا کی اجازت نہیں مگر اس زانی پر اکراہ ملجی میں حد نہیں اور عورت کو مجبور کیا گیا اور اکراہ ملجی ہے تو اسے رخصت ہے اور غیر ملجی ہے تو رخصت نہیں اور عورت سے اکراہ غیر ملجی میں بھی حد ساقط ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: لواطت پر اِکراہ ہوا اکراہ مُلجی ہو یا غیر مُلجی بہرصورت اس کی اجازت نہیں۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص۲۲۸.

2 ......المرجع السابق، ص۲۲۹.

3 ......المرجع السابق.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الإکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسدٌ...إلخ، ج۹، ص۲۳۰.

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الإکراہ، الباب الثانی فیمایحل...إلخ، ج۵، ص۴۰.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص۲۳۰.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الإکراہ، مطلب: بیع المکرہ فاسدٌ...إلخ، ج۹، ص۲۳۱.

مسئلہ ۲۷: عورت کو زنا کرانے پر مجبور کیا اور اس نے مرد کو قابو دے دیا تو عورت بھی گنہگار ہے اور قابو نہ دیا اور اس کے ساتھ کرلیا گیا تو عورت گنہگار نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: زنا پر اکراہ ہوا اس نے زنا نہیں کیا اور قتل کردیا گیا اس کو ثواب ملے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: نکاح و طلاق و عتاق پر اکراہ ہوا یعنی دھمکی دے کر ایجاب یا قبول کرالیا یا طلاق کے الفاظ کہلوائے یا غلام کو آزاد کرایا تو یہ سب صحیح ہوجائیں گے اور غلام کی قیمت مکرِہ سے وصول کرسکتا ہے اور طلاق کی صورت میں اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو نصف مہر وصول کرسکتا ہے اور مدخولہ ہے تو کچھ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: خود زوجہ نے شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور اکراہ ملجی ہے تو عورت شوہر سے کچھ نہیں لے سکتی اور غیر ملجی ہے تو نصف مَہر لے سکتی ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: نکاح میں مَہر ذکر نہیں کیا گیا اور اکراہ کے ساتھ طلاق دلوائی گئی تو شوہر پر متعہ واجب ہے جس کا بیان کتاب الطلاق میں گزرا اور مکرِہ سے اس کو وصول کرے گا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: ایک طلاق دینے پر اکراہ ہوا اور اس نے تین طلاقیں دے دیں اور عورت غیر مدخولہ ہے تو مکرِہ سے نصف مَہر واپس نہیں لے سکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: اس پر اکراہ ہوا کہ زوجہ کو تفویض طلاق کردے[7] یا اس کی طلاق فلاں شخص کے اختیار میں دے دے اس نے ایسا ہی کردیا اور زوجہ یا اس شخص نے طلاق دے دی طلاق ہوجائے گی اور غیر مدخولہ ہے، تو نصف مہر مکرِہ سے وصول کرے گا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني فيمايحل... إلخ، ج٥، ص٤٨.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الإكراه، ج٩، ص٢٣١.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب الإكراه، مطلب: بيع المكره فاسد... إلخ، ج٩، ص٢٣٢.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني فيمايحل... إلخ، ج٥، ص٤٢.

7 ......یعنی طلاق سپرد کردے۔

8 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني فيمايحل... إلخ، ج٥، ص٤٢.

مسئلہ ۳۴: مرد مریض نے اپنی عورت کو مجبور کیا کہ وہ اس سے طلاق بائن کی درخواست کرے عورت نے اس سے کہا کہ تو مجھے طلاق بائن دے دے اس نے دے دی اور عدت ہی میں وہ شخص مرگیا عورت وارث ہوگی اور اگر عورت نے دو طلاق بائن کی درخواست کی تو وارث نہیں ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: عورت کو مجبور کیا گیا کہ ایک ہزار کے بدلے میں شوہر کی طلاق قبول کرے اس نے قبول کرلی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اوس پر روپے واجب نہیں ہوں گے اور اگر ایک ہزار پر خلع کے لیے عورت پر اکراہ ہوا اور اس نے خلع کرایا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور مال واجب نہیں ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: ایک شخص کو مجبور کیا گیا کہ فلانی عورت سے دس ہزار مہر پر نکاح کرے اور اس عورت کا مہر مثل ایک ہزار ہے اس نے دس ہزار مہر پر نکاح کیا نکاح صحیح ہے مگر مہر ایک ہی ہزار واجب ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: ایک شخص ہزار روپے پر خلع کرنے میں مجبور کیا گیا اور اس کی عورت کا مہر چار ہزار ہے اس نے خلع کرلیا اور عورت خلع کرانے پر مجبور نہیں کی گئی ہے تو ایک ہزار پر خلع ہوگیا عورت کے ذمہ یہ روپے لازم ہوں گے اور مرد مجبور کرنے والے سے کچھ نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: اکراہ کے ساتھ یہ سب چیزیں صحیح ہیں نذر، یمین، ظہار، رجعت، ایلا، فے یعنی اس کو منت ماننے پر مجبور کیا کہ نماز یا روزہ یا صدقہ یا حج کی منت مانے اور اس نے مان لی تو منت پوری کرنی ہوگی۔ یوہیں ظہار کیا تو بغیر کفارہ عورت سے قربت جائز نہ ہوگی اور ایلا کیا تو اس کے احکام بھی جاری ہوں گے اور رجعت کرلی تو رجعت ہوگئی اور ایلا کیا تھا فے کرنے پر مجبور کیا گیا فے ہوگئی۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: عورت سے ظہار کیا تھا اس کو مجبور کیا گیا کہ ظہار کے کفارہ میں اپنا غلام آزاد کرے اس نے آزاد کیا اگر یہ غلام غیر معین ہے جب تو کچھ نہیں کہ اس نے اپنا فرض ادا کیا اور اگر معین غلام کو آزاد کرایا تو دو صورتیں ہیں وہی سب میں گھٹیا اور کم

---

1 ……"الفتاوی الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني فيما يحل...إلخ، ج٥، ص٤٣.

2 ……المرجع السابق.

3 ……المرجع السابق، ص٤٤.

4 ……المرجع السابق، ص٤٦.

5 ……"الفتاوی الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني فيما يحل...إلخ، ج٥، ص٤٦.

و"الدرالمختار"، كتاب الإكراه، ج٩، ص٢٣٢.

درجہ کا ہے جب بھی مکرِہ پر ضمان واجب نہیں اور اگر دوسرے غلام اس سے گھٹیا ہیں تو مکرِہ پر اس کی قیمت واجب ہے اور کفارہ ادا نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: قسم کے کفارہ دینے پر مجبور کیا گیا اور یہ معین نہیں کیا ہے کہ کونسا کفارہ دے اور اس نے کفارہ دے دیا کفارہ صحیح ہے اور اگر معیَّن کر دیا ہے اور اس سے کم درجہ کا کفارہ دے سکتا تھا تو مکرِہ پر ضمان واجب ہے اور کفارہ صحیح نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: اکراہ کے ساتھ اسلام صحیح ہے۔[3] (درمختار) یعنی اگر اس نے اکراہ کی وجہ سے اپنا اسلام ظاہر کیا تو جب تک اس سے کفر ظاہر نہ ہو اس کو کافر نہ کہیں گے۔ اس لیے کہ یہ کیونکر یقین کیا جاسکتا ہے کہ اس نے محض خوف سے ہی اسلام ظاہر کیا ہے دل میں اس کے اسلام نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کافر نے مسلمان پر حملہ کیا اور جب مسلمان نے حملہ کیا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا انھوں نے یہ خیال کر کے کہ محض تلوار کے خوف سے اسلام ظاہر کیا ہے کلمہ پڑھنے کے باوجود اس کو قتل کر ڈالا، جب حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کو اس کی اطلاع ہوئی تو نہایت شدت سے انکار فرمایا[4]۔ اسلام صحیح ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ محض مونھ سے کہہ دینے سے ہی وہ حقیقۃً مسلمان ہے کہ اسلام حقیقی تو دل سے تصدیق کا نام ہے صرف مونھ سے بولنا کیا مفید ہوسکتا ہے جبکہ دل میں تصدیق نہ ہو۔

مسئلہ ۴۲: اکراہ کے ساتھ اس سے دَین معاف کرایا گیا یا کفیل[5] کو بَری کرایا گیا یا شفیع کو[6] طلبِ شفعہ سے روک دیا گیا یا کسی کو جبراً مرتد بنانا چاہا یہ سب چیزیں اکراہ سے نہیں ہوسکتیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: قاضی نے مجبور کر کے کسی سے چوری یا قتلِ عمد کا اقرار کرایا اور اس اقرار پر اس کا ہاتھ کاٹا گیا یا قصاص لیا گیا اگر وہ شخص نیک ہے تو قاضی سے قصاص لیا جائے گا اور اگر چوری و قتل میں متہم ہے مشہور ہے کہ چور ہے، قاتل ہے تو قاضی سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔[8] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٤٦.

2 ......المرجع السابق، ص٤٧.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الإكراه، ج٩، ص٢٣٣.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب على مايقاتل المشركون، الحديث: ٢٦٤٣، ج٣، ص٦٣.

5 ......کفالت کرنے والا یعنی ضامن۔

6 ......حق شفعہ رکھنے والے کو۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الإكراه، ج٩، ص٢٣٤.

8 ......المرجع السابق، ص٢٣٦.

مسئلہ ۴۴: شوہر نے عورت کو دھمکی دی کہ مہر معاف کردے یا ہبہ کردے[1] ورنہ تجھے ماروں گا اس نے ہبہ کردیا یا معاف کردیا اگر شوہر اس کے مارنے پر قادر ہے تو ہبہ اور معاف کرنا صحیح نہیں اور اگر یہ دھمکی دی کہ ہبہ کردے ورنہ طلاق دے دوں گا یا دوسرا نکاح کرلوں گا تو یہ اکراہ نہیں اس صورت میں ہبہ کرے گی تو صحیح ہو جائے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: شوہر نے عورت کو اس کے باپ ماں کے یہاں جانے سے روک دیا کہ جب تک مہر نہ بخشے گی جانے نہیں دوں گا یہ بھی اکراہ کے حکم میں ہے کہ اس حالت میں بخشنا صحیح نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص کو دھمکی دی گئی کہ وہ اپنی فلاں چیز زید کو ہبہ کردے اس نے زید وعمرو دونوں کو ہبہ کردی عمرو کے حق میں ہبہ صحیح ہے اور زید کے حق میں صحیح نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: ایک شخص کو کھانا کھانے پر اکراہ کیا گیا اور وہ کھانا بھی خود اسی کا ہے اگر وہ بھوکا ہے تو کچھ نہیں کہ اپنی چیز کا فائدہ خود اسی کو پہنچا اور اگر آسودہ تھا[5] تو مکرِہ سے تاوان لے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: بہت سے مسلمان کافروں نے گرفتار کرلیے ہیں ان کافروں کا جو سرغنہ[7] ہے یہ کہتا ہے کہ اگر تم اپنی لونڈی زنا کے لیے دے دو تو ایک ہزار قیدی رہا کیے دیتا ہوں قیدی چھوڑانے کے لیے اس کو لونڈی دینا حلال نہیں اللہ تعالیٰ ان اسیروں کے لیے کوئی سبب پیدا کردے گا یا انھیں اس مصیبت پر صبر واجر دے گا۔[8] (درمختار) اس سے اسلام کی نظافت و پاکیزگی کا اندازہ کرنا چاہیے کہ اپنے ایک ہزار آدمی کفار کے ہاتھ سے چھوڑانے کے لیے بھی اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا کہ مسلمان اپنی لونڈی کو بھی زنا کے لیے دے بخلاف دیگر مذاہب کہ انھوں نے بہت معمولی باتوں کے لیے اپنی بی بیاں اور لڑکیاں پیش کردیں چنانچہ تاریخ عالم اس پر شاہد ہے معلوم ہوا کہ کفار کو جب کبھی کامیابی ہوئی تو اسی قسم کی حرکات سے۔

---

1 ...... یعنی بطور تحفہ دیدے۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الاکراہ، ج۹، ص ۲۳۷.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الإکراہ، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً...إلخ، ج۵، ص۳۸.

5 ...... یعنی بھوکا نہ تھا۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص ۲۳۹.

7 ...... یعنی سردار۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الإکراہ، ج۹، ص ۲۳۹.

مسئلہ ۴۹: چوروں نے کسی کو مجبور کیا کہ تمہارا مال کہاں ہے بتاؤ ورنہ ہم قتل کرڈالیں گے اس نے نہیں بتایا انھوں نے قتل کرڈالا یہ شخص گنہگار نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: مرد وعورت دونوں نے اس پر اتفاق کرلیا ہے کہ لوگوں کے سامنے ایک ہزار پر طلاق دوں گا اور طلاق دینا مقصود نہ ہوگا محض لوگوں کے دکھانے کے لیے ایسا کیا جائے گا چنانچہ لوگوں کے سامنے ایک ہزار پر طلاق دے دی۔ طلاق واقع ہوجائے گی اور مال لازم نہ ہوگا۔[2] (عالمگیری)

حجر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝ وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ﴾[3]

''اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ (عزوجل) نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے اور انھیں اسی میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انھیں سپرد کردو۔''

(حدیث ۱): امام احمد وابوداود و ترمذی وابن ماجہ ودارقطنی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص خرید وفروخت میں دھوکا کھا جاتے تھے ان کے گھر والوں نے حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) ان کو مجحور کردیجیے[4] ان کو بلا کر حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے بیع سے منع فرمایا انھوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) میں بیع سے صبر نہیں کرسکتا حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''اگر بیع کو تم نہیں چھوڑتے تو جب بیع کرو یہ کہہ دیا کرو کہ دھوکا نہیں ہے''۔[5]

---

1 ......''الفتاوی الهندیة''، کتاب الإکراه، الباب الثانی فیما یحل... إلخ، ج٥، ص٤٩.

2 ......المرجع السابق، ص٥١.

3 ......پ٤، النساء: ٥، ٦.

4 ......یعنی ان کو خرید وفروخت سے روک دیجیے۔

5 ......''المسند''، للإمام احمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك بن النضر، الحدیث: ١٣٢٧٥، ج٤، ص٤٣٣.

و''سنن أبی داود''، کتاب الإجارة، باب فی الرجل یقول... إلخ، الحدیث: ٣٥٠١، ج٣، ص٣٩١.

(حدیث ۲): دوسری حدیث میں فرمایا: ''تین شخصوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے سوتے سے یہاں تک کہ بیدار ہو اور بچہ سے یہاں تک کہ بالغ ہوجائے اور مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے''۔[1]

مسئلہ ۱: کسی شخص کے تصرفات قولیہ روک دینے کو حجر کہتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالٰی نے مختلف مراتب پر پیدا فرمایا ہے کسی کو سمجھ بوجھ اور دانائی و ہوشیاری عطا فرمائی اور بعض کی عقلوں میں فتور[2] اور کمزوری رکھی جیسے مجنون اور بچے کہ ان کی فہم و عقل میں جو کچھ قصور ہے وہ مخفی نہیں اگر ان کے تصرفات نافذ ہوجایا کریں اور بسا اوقات یہ اپنی کم فہمی سے[3] ایسے تصرفات کر جاتے ہیں جو خود ان کے لیے مضر ہیں تو انھیں کو نقصان اوٹھانا پڑے گا لہٰذا اس کی رحمتِ کاملہ نے ان کے تصرفات کو روک دیا کہ ان کو ضرر نہ پہنچنے پائے۔ باندی غلام کی عقل میں فتور نہیں ہے مگر یہ خود اور جو ان کے پاس ہے سب ملکِ مولیٰ ہے لہٰذا ان کو پرائی مِلک میں تصرّف کرنے کا کیا حق ہے۔

مسئلہ ۲: حجر کے اسباب تین ہیں۔ نابالغی، جنون، رقیت نتیجہ یہ ہوا کہ آزاد عاقل بالغ کو قاضی مجور نہیں کرسکتا ہاں اگر کسی شخص کے تصرفات کا ضرر عام لوگوں کو پہنچتا ہو تو اس کو روک دیا جائے گا مثلاً طبیب جاہل کہ فن طب میں مہارت نہیں رکھتا اور علاج کرنے کو بیٹھ جاتا ہے لوگوں کو دوائیں دے کر ہلاک کرتا ہے۔ آج کل بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص سے یا مدرسہ میں طب پڑھ لیتے ہیں اور علاج و معالجہ سے سابقہ بھی نہیں پڑتا دو تین برس کے بعد سند طب حاصل کرکے مطب کھول لیتے ہیں اور ہر طرح کے مریض پر ہاتھ ڈال دیتے ہیں مرض سمجھ میں آیا ہو یا نہ آیا ہو نسخے پلانا شروع کردیتے ہیں۔ وہ اس کہنے کو کسرِ شان[4] سمجھتے ہیں کہ میری سمجھ میں مرض نہیں آیا ایسوں کو علاج کرنا کب جائز و درست ہے۔ علاج کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مدت دراز تک استاد کامل کے پاس بیٹھے اور ہر قسم کا علاج دیکھے اور استاد کی موجودگی میں علاج کرے اور طریق علاج کو استاد پر پیش کرتا رہے جب استاد کی سمجھ میں آجائے کہ یہ شخص اب علاج میں ماہر ہوگیا تو علاج کی اجازت دے۔ آج کل تعلیم اور امتحان کی سندوں کو علاج کے لیے کافی سمجھتے ہیں مگر یہ غلطی ہے اور سخت غلطی ہے، اسی کی دوسری مثال جاہل مفتی ہے کہ لوگوں کو غلط فتوے دے کر خود بھی گمراہ و گنہگار ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی کرتا ہے طبیب ہی کی طرح آج کل مولوی بھی ہورہے ہیں کہ جو کچھ اس زمانہ میں مدارس میں تعلیم ہے وہ ظاہر ہے اول تو درس نظامی جو ہندوستان کے مدارس میں عموماً جاری ہے اس کی تکمیل کرنے والے بھی بہت قلیل افراد ہوتے ہیں عموماً کچھ معمولی طور پر پڑھ کر سند حاصل کرلیتے ہیں اور اگر پورا درس بھی پڑھا تو اس پڑھنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اب اتنی

---

1 ......"المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند علي بن أبي طالب، الحديث: ١١٨٣، ج١، ص٢٩٥.

و"سنن أبي داود"، كتاب الحدود، باب في المجنون يسرق... إلخ، الحديث: ٤٤٠٣، ج٤، ص١٨٨.

2 ......خرابی، نقص۔ 3 ......نادانی سے۔ 4 ......بے عزتی، توہین۔

استعداد ہوگئی کہ کتابیں دیکھ کر محنت کر کے علم حاصل کرسکتا ہے ورنہ درس نظامی میں دینیات کی جتنی تعلیم ہے ظاہر کہ اس کے ذریعہ سے کتنے مسائل پر عبور ہوسکتا ہے مگر ان میں اکثر کو اتنا بیباک [1] پایا گیا ہے کہ اگر کسی نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تو یہ کہنا ہی نہیں جانتے کہ مجھے معلوم نہیں یا کتاب دیکھ کر بتاؤں گا کہ اس میں وہ اپنی توہین جانتے ہیں اٹکل پچو [2] جی میں جو آیا کہہ دیا۔ صحابۂ کبار وائمۂ اعلام کی زندگی کی طرف اگر نظر کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ باوجود زبردست پایۂ اجتہاد رکھنے کے بھی وہ کبھی ایسی جرأت نہیں کرتے تھے جو بات نہ معلوم ہوتی اس کی نسبت صاف فرمادیا کرتے کہ مجھے معلوم نہیں۔ ان نوآموز مولویوں کو [3] ہم خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ تکمیل درس نظامی کے بعد فقہ واصول وکلام وحدیث وتفسیر کا بکثرت مطالعہ کریں اور دین کے مسائل میں جسارت [4] نہ کریں جو کچھ دین کی باتیں ان پر منکشف وواضح ہوجائیں ان کو بیان کریں اور جہاں اشکال پیدا ہو [5] اس میں کامل غور وفکر کریں خود واضح نہ ہو تو دوسروں کی طرف رجوع کریں کہ علم کی بات پوچھنے میں کبھی عار [6] نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳: جنون قوی ہو یا ضعیف حجر کے لیے سبب ہے۔ معتوہ جس کو بوہرا کہتے ہیں وہ ہے جو کم سمجھ ہو اوس کی باتوں میں اختلاط ہو اوٹ پٹانگ باتیں [7] کرتا فاسد التدبیر ہو [8] مجنون کی طرح لوگوں کو مارتا گالی دیتا نہ ہو یہ معتوہ اس بچہ کے حکم میں ہے جس کو تمیز ہے۔ [9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: مجنون نہ طلاق دے سکتا ہے نہ اقرار کرسکتا ہے اسی طرح نابالغ کہ نہ اس کی طلاق صحیح نہ اقرار، مجنون اگر ایسا ہے کہ کبھی کبھی اسے افاقہ ہوجاتا ہے اور افاقہ بھی پوری طور پر ہوتا ہے تو اس حالت میں اس پر جنون کا حکم نہیں ہے اور اگر ایسا افاقہ ہے کہ عقل ٹھکانے پر نہیں آئی ہو تو نابالغ عاقل کے حکم میں ہے۔ [10] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: غلام طلاق بھی دے سکتا ہے اور اقرار بھی کرسکتا ہے مگر اس کا اقرار اس کی ذات تک محدود ہے لہٰذا اگر مال کا اقرار کرے گا تو آزاد ہونے کے بعد اس سے وصول کیا جاسکتا ہے اور حدود وقصاص کا اقرار کرے گا تو فی الحال قائم کردیں گے آزاد ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ [11] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶: نابالغ نے ایسا عقد کیا جس میں نفع وضرر دونوں ہوتے ہیں جیسے خرید وفروخت کہ نہ ہمیشہ اس میں نفع ہی

---

1 ...... بے پرواہ، دلیر۔ 2 ...... یعنی بے جانے بوجھے۔ 3 ...... نئے نئے مولویوں کو۔
4 ...... جرأت۔ 5 ...... کسی مسئلہ میں مشکل پیش آئے۔ 6 ...... شرم۔
7 ...... بیہودہ باتیں۔ 8 ...... یعنی سوچ وبچار میں درستگی نہ ہو۔

9 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۴۳ و کتاب الطلاق، مطلب: فی الحشیشة... إلخ، ج۴، ص۴۳۸.

10 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحجر، ج۹، ص ۲۴۴.

11 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحجر، ج۹، ص ۲۴۵، وغیرہ.

ہوتا ہے نہ ہمیشہ ضرر، اگر وہ خریدنے اور بیچنے کے معنی جانتا ہو کہ خریدنا یہ ہے کہ دوسرے کی چیز ہماری ہو جائے گی اور بیچنا یہ کہ اپنی چیز اپنی نہ رہے گی دوسرے کی ہو جائے گی تو اس کا عقد ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے جائز کردے گا جائز ہو جائے گا رد کردے گا باطل ہو جائے گا اور اگر اتنا بھی نہ جانتا ہو کہ بیچنا اور خریدنا اسے کہتے ہیں تو اس کا عقد باطل ہے ولی کے جائز کرنے سے بھی جائز نہیں ہوگا مجنون کا بھی یہی حکم ہے۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۷: فعل میں حجر نہیں ہوتا یعنی ان کے افعال کو کالعدم نہیں سمجھا جائے گا بلکہ ان کا اعتبار کیا جائے گا لہٰذا نابالغ یا مجنون نے کسی کی کوئی چیز تلف کردی تو ضمان واجب ہے فی الحال تاوان وصول کیا جائے گا یہ نہیں کہ جب وہ بالغ ہو یا مجنون ہوش میں آئے اس وقت تاوان وصول کریں یہاں تک کہ اگر ایک دن کے بچہ نے کروٹ لی اور کسی شخص کی شیشہ کی کوئی چیز تھی وہ ٹوٹ گئی اس کا بھی تاوان دینا ہوگا۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸: بچہ نے کسی سے قرض لیا یا اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی گئی یا اس کو کوئی چیز عاریت دی گئی یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی گئی اور یہ سب کام ولی کی بغیر اجازت ہوئے اور بچہ نے وہ چیز تلف کردی تو ضمان واجب نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: آزاد عاقل بالغ پر حجر نہیں کیا جاسکتا کہ مثلاً وہ سفیہ ہے مال کو بیجا خرچ کرتا ہے عقل و شرع کے خلاف وہ اپنے مال کو برباد کرتا ہے۔ گانے بجانے والوں کو دے دیتا ہے تماشہ کرنے والوں کو دیتا ہے کبوتر بازی میں مال اڑاتا ہے بیش قیمت کبوتروں کو خریدتا ہے پتنگ بازی میں آتش بازی میں اور طرح طرح کی بازیوں میں مال ضائع کرتا ہے۔ خرید و فروخت میں بے محل ٹوٹے میں پڑتا ہے[4] کہ ایک روپیہ کی چیز ہے دس پانچ میں خرید لی دس کی چیز ہے بلاوجہ ایک روپیہ میں بیع کر ڈالی۔ غرض اسی قسم کے بیوقوفی کے کام جو شخص کرتا ہے اس کو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک حجر نہیں کیا جاسکتا اسی طرح فسق یا غفلت کی وجہ سے یا مدیون ہے اس وجہ سے اس پر حجر نہیں ہوسکتا مگر صاحبین[5] کے نزدیک ان صورتوں میں بھی حجر کیا جاسکتا ہے اور صاحبین ہی کے قول پر یہاں فتویٰ دیا جاتا ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...."الهداية"، كتاب الحجر، ج ٢، ص ٢٧٧.

و"الدرالمختار"، كتاب الحجر، ج ٩، ص ٢٤٥.

2 ...."الدرالمختار"، كتاب الحجر، ج ٩، ص ٢٤٦.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الحجر، الباب الاول فى تفسيره شرعاً...إلخ، ج ٥، ص ٥٤.

3 ...."الدرالمختار"، كتاب الحجر، ج ٩، ص ٢٤٧.

4 ....خسارے میں پڑتا ہے، نقصان اٹھاتا ہے۔

5 ....یعنی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما۔

6 ...."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحجر، ج ٩، ص ٢٤٧.

مسئلہ ۱۰: سفیہ یعنی جس آزاد عاقل بالغ پر حجر ہوا اس کے وہ تصرفات [1] جو فسخ کا احتمال رکھتے ہیں اور ہزل سے باطل ہوجاتے ہیں انھیں میں حجر کا اثر ہوتا ہے کہ یہ شخص نابالغ عاقل کے حکم میں ہوتا ہے اور جو تصرفات ایسے ہیں کہ نہ فسخ ہوسکیں اور نہ ہزل سے [2] باطل ہوں ان میں حجر کا اثر نہیں ہوتا لہٰذا نکاح، طلاق، عتاق، استیلاد [3]، تدبیر [4]، وجوب زکوۃ و فطرہ وحج ودیگر عبادات بدنیہ، باپ دادا کی ولایت کا زائل ہونا، نفقہ میں خرچ کرنا یعنی اپنے اور اہل وعیال پر اور ان لوگوں پر خرچ کرنا جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے، نیک کاموں میں ایک تہائی تک وصیت کرنا، عقوبات [5] کا اقرار کرنا یہ چیزیں وہ ہیں کہ باوجود حجر بھی صحیح ہیں اور ان کے علاوہ جن میں ہزل کا اعتبار ہے وہ قاضی کی اجازت سے کرسکتا ہے یعنی قاضی اگر نافذ کردے گا تو نافذ ہوجائیں گے۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: نابالغ جس کا مال ولی یا وصی کے قبضہ میں تھا وہ بالغ ہوا اور اس کی حالت اچھی معلوم ہوتی ہے اور چال چلن ٹھیک ہیں (یہاں نیک چلنی کے صرف یہ معنے ہیں کہ مال کو موقع سے خرچ کرتا ہو اور بے موقع خرچ کرنے سے رکتا ہو جس کو رشد کہتے ہیں) تو اس کے اموال اسے دے دیے جائیں اور اگر چال چلن اچھے نہ ہوں تو اموال نہ دیے جائیں جب تک اس کی عمر پچیس سال کی نہ ہوجائے اور اس کے تصرفات پچیس سال سے قبل بھی نافذ ہوں گے اور اس عمر تک پہنچنے کے بعد بھی اس میں رشد ظاہر نہ ہوا تو امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک اب مال دے دیا جائے وہ جو چاہے کرے مگر صاحبین فرماتے ہیں کہ اب بھی نہ دیا جائے جب تک رشد ظاہر نہ ہو مال سپرد نہ کیا جائے اگرچہ اوس کی عمر ستر سال کی ہوجائے۔ [7] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۲: بالغ ہونے کے بعد نیک چلن تھا اور اموال دے دیے گئے اب اس کی حالت خراب ہوگئی تو امام اعظم کے نزدیک حجر نہیں ہوسکتا مگر صاحبین کے نزدیک مجحور کردیا جائے گا جیسا اوپر مذکور ہوا۔ [8] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳: کسی شخص پر کثرت سے دَین ہوگئے قرض خواہوں کو اندیشہ ہے کہ اگر اس نے اپنے اموال کو ہبہ کردیا یا صدقہ کردیا یا اور کسی طرح خرچ کرڈالا تو ہم اپنے دَین کیونکر وصول کریں گے انھوں نے قاضی سے مجحور کرنے کی درخواست کی تو

---

1 ...... معاملات۔
2 ...... مذاق سے۔
3 ...... لونڈی کو اُم ولد بنانا۔
4 ...... غلام یا لونڈی کو مدبر یا مدبرہ بنانا۔
5 ...... جرائم۔
6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحجر، ج۹، ص ۲۵۰-۲۵۳.
7 ...... "الهداية"، کتاب الحجر، باب الحجر للفساد، ج۲، ص۲۷۹، وغیرها.
8 ...... "الهداية"، کتاب الحجر، باب الحجر للفساد، ج۲، ص۲۷۹.

ایسے شخص کو قاضی مجبور کردے گا اب اس کے تصرفات ہبہ وغیرہ نافذ نہیں ہوں گے اور قاضی اس کے اموال کو بیع کر کے دَین ادا کر دے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص مفلس (دیوالیا) ہوگیا اور اس کے پاس کچھ وہ چیزیں ہیں جن کو اس نے خریدا ہے اور ثمن بائع کو نہیں دیا ہے تو یہ چیز تنہا بائع کو نہیں ملے گی بلکہ اس میں دیگر قرض خواہ بھی شریک ہیں جتنی بائع کے حصہ میں آئے اتنی ہی لے سکتا ہے اور اگر اس نے اب تک اس چیز پر قبضہ ہی نہیں کیا ہے یا بغیر اجازت بائع قبضہ کرلیا ہے تو تنہا بائع اس کا حقدار ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: مدیون کا دَین نقود سے[3] ادا کیا جائے گا ان سے نہ ادا ہو تو دیگر سامان سے اور ان سے بھی نہ ہو تو جائداد غیر منقولہ سے اور صرف ایک جوڑا کپڑے کا اوس کے لیے چھوڑ دیا جائے باقی سب اموال ادائے دَین میں صرف کر دیے[4] جائیں۔[5] (عالمگیری)

بلوغ کا بیان

مسئلہ ۱: لڑکے کو جب انزال ہوگیا وہ بالغ ہے وہ کسی طرح ہو سوتے میں ہو جس کو احتلام کہتے ہیں یا بیداری کی حالت میں ہو۔ اور انزال نہ ہو تو جب تک اس کی عمر پندرہ سال کی نہ ہو بالغ نہیں جب پورے پندرہ سال کا ہوگیا تو اب بالغ ہے علامات بلوغ پائے جائیں یا نہ پائے جائیں ،لڑکے کے بلوغ کے لیے کم سے کم جو مدت ہے وہ بارہ سال کی ہے یعنی اگر اس مدت سے قبل وہ اپنے کو بالغ بتائے اس کا قول معتبر نہ ہوگا۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲: لڑکی کا بلوغ احتلام سے ہوتا ہے یا حمل سے یا حیض سے ان تینوں میں سے جو بات بھی پائی جائے تو وہ بالغ قرار پائے گی اور ان میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو جب تک پندرہ سال کی عمر نہ ہو جائے بالغ نہیں اور کم سے کم اس کا بلوغ نوسال میں ہوگا اس سے کم عمر ہے اور اپنے کو بالغہ کہتی ہو تو معتبر نہیں۔[7] (درمختار وغیرہ)

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الحجر، ج۹، ص۲۵٤.
2. ......المرجع السابق.
3. ......یعنی جو رقم نقدی کی صورت میں موجود ہے اُس سے۔
4. ......یعنی قرض کی ادائیگی میں خرچ کیے۔
5. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الحجر، الباب الثالث فی الحجر بسبب الدین، ج٥، ص٦٢.
6. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الحجر، الباب الثانی فی الحجر للفساد، الفصل الثانی، ج٥، ص٦١.
و"الدرالمختار"، کتاب الحجر، فصل، ج۹، ص۲٥۹، ۲٦۰.
7. ......"الدرالمختار"، کتاب الحجر، فصل، ج۹، ص ۲٦۰، وغیرہ.

مسئلہ ۳: لڑکے کی عمر بارہ سال یا لڑکی کی نو سال کی ہو اور وہ اپنے کو بالغ بتاتے ہیں اگر ظاہر حال ان کی تکذیب نہ کرتا ہو[1] کہ ان کے ہم عمر بالغ ہوں تو ان کی بات مان لی جائے گی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴: جب ان کا بالغ ہونا تسلیم کرلیا گیا تو بالغ کے جتنے احکام ہیں ان پر جاری ہوں گے اور اس کے بعد وہ اپنے بالغ ہونے سے انکار کرے بھی تو معتبر نہ ہوگا اگرچہ یہ احتمال ہے کہ وہ نابالغ ہو اس کی بیع و تقسیم نہیں توڑی جائیں گی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: جس لڑکے کی عمر بارہ سال کی ہو اور اس کے ہم عمر بالغ ہوں اس نے اپنی عورت سے جماع کیا اور عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس کے بلوغ کا حکم دیا جائے گا اور بچہ ثابت النسب ہوگا۔[4] (عالمگیری)

ماذون کا بیان

حجر سے تصرفات نہیں کرسکتا تھا جس کا بیان گزرا اس حجر کے دور کرنے کو اذن کہتے ہیں یہاں صرف ان مسائل کو بیان کرنا ہے جن کا تعلق نابالغ یا معتوہ سے ہے غلام ماذون کے مسائل ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۱: نابالغ کے تصرفات تین قسم ہیں۔ نافع محض[۱] یعنی وہ تصرف جس میں صرف نفع ہی نفع ہے جیسے اسلام قبول کرنا۔ کسی نے کوئی چیز ہبہ کی اس کو قبول کرنا اس میں ولی کی اجازت درکار نہیں۔ ضار محض[۲] جس میں خالص نقصان ہو یعنی دنیوی مضرت ہو اگرچہ آخرت کے اعتبار سے مفید ہو جیسے صدقہ وقرض، غلام کو آزاد کرنا۔ زوجہ کو طلاق دینا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ولی اجازت دے تو بھی نہیں کرسکتا بلکہ خود بھی بالغ ہونے کے بعد اپنی نابالغی کے ان تصرفات کو نافذ کرنا چاہے نہیں کرسکتا۔ اس کا باپ یا قاضی ان تصرفات کو کرنا چاہیں تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔ بعض[۳] وجہ سے نافع بعض وجہ سے ضار جیسے بیع، اِجارہ، نکاح یہ اذن ولی پر موقوف ہیں۔[5] (درمختار وغیرہ) نابالغ سے مراد وہ ہے جو خرید وفروخت کا مطلب سمجھتا ہو جس کا بیان اوپر گزر چکا اور جو اتنا بھی نہ سمجھتا ہو اس کے تصرفات ناقابل اعتبار ہیں۔ معتوہ کے بھی یہی احکام ہیں جو نابالغ سمجھ وال کے ہیں۔

مسئلہ ۲: جب ولی نے بیع کی اجازت دے دی تو اس نے جس قیمت پر بھی خرید وفروخت کی ہو جائز ہے اور اذن

---

1 ......جھٹلاتا نہ ہو۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الحجر، فصل، ج۹، ص۲٦٠.

3 ......المرجع السابق، ٢٦١.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الحجر، الباب الثانی فی الحجر للفساد، الفصل الثانی، ج٥، ص٦١.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الماذون، ج۹، ص۲۹۱، وغیرہ.

سے قبل جو عقد کیا ہے وہ اذن پر موقوف ہے ولی کے نافذ کرنے سے نافذ ہوگا اور اذن کے بعد وہ ان تصرفات میں آزاد بالغ کی مثل ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: نابالغ غیر ماذون نے بیع کی تھی اور ولی نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا تھا یہاں تک کہ یہ خود بالغ ہوگیا تو اب اجازت ولی پر موقوف نہیں ہے یہ خود نافذ کرسکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴: ولی باپ ہے باپ کے مرنے کے بعد اس کا وصی پھر وصی کا وصی پھر دادا پھر اس کا وصی پھر اس وصی کا وصی پھر بادشاہ یا قاضی یا وہ جس کو قاضی نے وصی مقرر کیا ہو ان تینوں میں تقدیم و تاخیر نہیں ان تینوں میں سے جو تصرف کردے گا نافذ ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: چچا اور بھائی اور ماں یا اس کے وصی کو ولایت نہیں ہے تو بہن پھوپی خالہ کو کیا ہوتی۔[4] (عالمگیری، درمختار) یہاں مال کی ولایت کا ذکر ہے نکاح کا ولی کون ہے اس کو ہم کتاب النکاح میں[5] بیان کرچکے ہیں وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۶: ولی نے نابالغ یا معتوہ کو بیع کرتے دیکھا اور منع نہ کیا خاموش رہا تو یہ سکوت[6] بھی اذن ہے اور قاضی نے ان کو بیع وشراء[7] کرتے دیکھا اور خاموش رہا تو اس کا سکوت اذن نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۷: نابالغ و معتوہ کے لیے ولی نہ ہو یا ولی ہو مگر وہ بیع وغیرہ کی اجازت نہ دیتا ہو تو قاضی کو اختیار ہے کہ وہ اجازت دیدے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۸: قاضی نے اجازت دے دی اس کے بعد وہ قاضی مرگیا یا معزول ہوگیا تو باپ وغیرہ اب بھی اسے نہیں روک سکتے اور وصی نے اجازت دی تھی پھر وہ مرگیا تو حجر ہوگیا یعنی اس کے بعد جو ولی ہے اس کی اجازت درکار ہے۔[10] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الماذون، الباب الثانی عشرفی الصبی اوالمعتوه...إلخ، ج٥، ص١١٠.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الماذون، ج٩، ص٢٩١.

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الماذون، الباب الثانی عشرفی الصبی اوالمعتوه...إلخ، ج٥، ص١١٠.

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الماذون، الباب الثانی عشرفی الصبی اوالمعتوه...إلخ، ج٥، ص١١٠.
و"الدرالمختار"، كتاب الماذون، ج٩، ص٢٩٣.

5 ......بہارِشریعت، ج٢، حصہ ٧ میں۔ 6 ......خاموشی۔ 7 ......خرید وفروخت۔

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الماذون، ج٩، ص٢٦٤، ٢٦٦، ٢٩٤.

9 ......المرجع السابق، ص٢٩٤.

10 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الماذون، الباب الثانی عشرفی الصبی اوالمعتوه...إلخ، ج٥، ص١١٢، ١١٣.

مسئلہ ۹: ان دونوں یعنی نابالغ ومعتوہ کے پاس جو چیز ہے اس کے متعلق یہ اقرار کیا کہ یہ فلاں کی ہے خواہ یہ چیز ان کے کسب کی ہو یا میراث میں ملی ہوان کا اقرار صحیح ہے اور اگر باپ نے ہی ان کو اذن دیا اور اسی کے لیے اقرار کیا تو یہ اقرار صحیح نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: باپ نے اپنے دو نابالغ لڑکوں کو اجازت دی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی یہ بیع جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: لڑکا مسلمان ہے اور اس کا باپ کافر ہے تو یہ باپ ولی نہیں اور اس کو اذن دینے کا اختیار نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: نابالغ ماذون پر دعویٰ ہوا اور وہ انکار کرتا ہے تو اس پر حلف[4] دیا جائے گا۔[5] (عالمگیری)

غصب کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾[6]

''ایک کا مال دوسرا شخص ناحق طور پر نہ کھائے۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں سعید بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: ''جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔''[7]

حدیث ۲: صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ بھی ناحق لے لیا قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔''[8]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الماذون، مبحث: فی تصرف الصبی... إلخ، ج۹، ص۲۹۵.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی او المعتوه... إلخ، ج۵، ص۱۱۰.

3 ...... المرجع السابق، الباب التاسع فی الشهادة علی العبد الماذون... إلخ، ج۵، ص۱۰۳.

4 ...... قسم۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الماذون، الباب الثالث عشر فی المتفرقات، ج۵، ص۱۱۵.

6 ...... پ۲، البقرة: ۱۸۸.

7 ...... "صحيح البخاري"، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء في سبع ارضين، الحديث: ۳۱۹۸، ج۲، ص۳۷۷.

8 ...... المرجع السابق، باب ماجاء في سبع ارضين، الحديث: ۳۱۹۶، ج۲، ص۳۷۶.

حدیث ۳و۴: امام احمد نے **یعلٰی بن مُرّہ** رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس نے ناحق زمین لی قیامت کے دن اسے یہ تکلیف دی جائے گی کہ اس کی مٹی اٹھا کر میدان حشر میں لائے۔''(1) دوسری روایت امام احمد کی انھیں سے یوں ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لی۔ اللہ عزوجل اسے یہ تکلیف دے گا کہ اس حصہ زمین کو کھودتا ہوا سات زمین تک پہنچے پھر یہ سب اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا اور یہ طوق اس وقت تک اس کے گلے میں رہے گا کہ تمام لوگوں کے مابین فیصلہ ہو جائے۔''(2)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''کوئی شخص دوسرے کا جانور بغیر اجازت نہ دوہے(3) کیا تم میں کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے بالاخانہ پر کوئی آ کر خزانہ کی کوٹھری توڑ کر جو کچھ اس میں کھانے کی چیزیں ہیں اوٹھالے جائے۔ ان لوگوں یعنی اعراب اور بدویوں کے کھانے کے خزانے جانوروں کے تھن ہیں''(4) یعنی جانوروں کا دودھ ہی ان کی غذا ہے۔

حدیث ۶: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے زمانہ میں آفتاب میں گہن لگا اور اسی روز حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تھی حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے گہن کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد یہ فرمایا: ''تمام وہ چیزیں جن کی تمھیں خبر دی جاتی ہے سب کو میں نے اپنی اس نماز میں دیکھا میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی اور یہ اس وقت کہ تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا کہ کہیں اوس کی لپٹ نہ لگ جائے میں نے اس میں صاحبِ مِحجن کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں جہنم میں گھسیٹ رہا ہے۔ (مِحجن اس چھڑی کو کہتے ہیں جس کی مونٹھ(5) ٹیڑھی ہوتی ہے جاہلیت میں ایک شخص عمرو بن لحی نامی تھا، جو اسی قسم کی چھڑی رکھتا اس کو صاحبِ مِحجن کہتے تھے) وہ حاجیوں کی چیز چھڑی کی مونٹھ سے کھینچ لیا کرتا تھا اگر حاجی کو پتا چل جاتا کہ میری چیز کسی نے کھینچ لی تو کہہ دیتا کہ تمہاری چیز میری چھڑی کی مونٹھ سے لگ گئی اور اسے پتا نہ چلتا تو یہ چیز اٹھالے جاتا۔ اور میں نے جہنم میں بلی والی عورت کو دیکھا جس نے بلی پکڑ کر باندھ رکھی تھی نہ اسے کچھ کھلایا نہ چھوڑا کہ وہ کچھ کھالیتی وہ بلی اسی حالت میں بھوک سے مرگئی پھر اس کے بعد جنت میرے سامنے پیش کی گئی۔ یہ اس وقت

(1)...... "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، حديث يعلى بن مرة الثقفي، الحديث: ١٧٥٦٩، ج٦، ص١٧٧.

(2)...... المرجع السابق، الحديث: ١٧٥٨٢، ج٦، ص١٨٠.

(3)...... یعنی دودھ نہ نکالے۔

(4)...... "صحيح مسلم"، كتاب اللقطة، باب تحريم حلب الماشية بغير إذن مالكها، الحديث: ١٣-(١٧٢٦)، ص٩٥٠.

(5)...... چھڑی کا سرا، قبضہ۔

کہ تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا یہاں تک کہ اپنی جگہ پر جا کر کھڑا ہوگیا اور میں نے ہاتھ بڑھایا تھا اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ جنت کے پھلوں میں سے کچھ لے لوں کہ تم بھی انھیں دیکھ لو پھر میری سمجھ میں آیا کہ ایسا نہ کروں۔''(1)

حدیث ۷: بیہقی نے شعب الایمان اور دار قطنی نے مجتبیٰ میں ابوحرہ رقاشی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''خبردار تم لوگ ظلم نہ کرنا سن لو کسی کا مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں۔''(2)

حدیث ۸: ترمذی و ابوداود نے سائب بن یزید سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی چھڑی ہنسی مذاق میں واقعی طور پر نہ لے لے یعنی ظاہر تو یہ ہے کہ مذاق کر رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ لینا ہی چاہتا ہے اور جس نے اس طرح لی ہو وہ واپس کردے۔''(3)

حدیث ۹: امام احمد و ابوداود و نسائی سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اپنا بعینہٖ مال کسی کے پاس پائے تو وہی حقدار ہے اور وہ شخص جس کے پاس مال تھا اگر اس نے کسی سے خریدا ہے تو وہ اپنے بائع سے مطالبہ کرے۔''(4)

حدیث ۱۰: ابوداود نے سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص جانوروں میں پہنچے (اور دودھ دوہنا چاہے) اگر مالک وہاں ہو تو اس سے اجازت لے لے اور وہاں نہ ہو تو تین مرتبہ مالک کو آواز دے اگر کوئی جواب دے تو اس سے اجازت لے کر دوہے اور جواب نہ آئے تو دوہ کر پی لے وہاں سے لے نہ جائے۔''(5) (یہ حکم اس وقت ہے کہ یہ شخص مضطر ہو)

حدیث ۱۱: ترمذی و ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو شخص باغ میں جائے تو کھائے، جھولی میں رکھ کر لے نہ جائے۔''(6) (یہ بھی اضطرار کی صورت میں ہے یا وہاں کا ایسا عرف ہوگا)۔

حدیث ۱۲: ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ رافع بن عَمْرو غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں میں لڑکا تھا انصار

---

1. ......"صحیح مسلم"، کتاب الکسوف، باب ماعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم... إلخ، الحدیث: ۱۰۔(۹۰۴)، ص ۴۵۱.
2. ......"شعب الإیمان"، الباب الثامن والثلاثون... إلخ، باب فی قبض الید... إلخ، الحدیث: ۵۴۹۲، ج۴، ص۳۸۷.
و"المسند" للامام احمد بن حنبل، مسند البصریین، حدیث عم ابی حرۃ الرقاشی، الحدیث ۲۰۷۲۰، ج۷، ص۳۷۶.
3. ......"جامع الترمذي"، کتاب الفتن، باب ماجاء لایحل لمسلم... إلخ، الحدیث: ۲۱۶۷، ج۴، ص۶۵.
4. ......"سنن أبي داود"، کتاب البیوع، باب في الرجل یجد عین مالہ... إلخ، الحدیث: ۳۵۳۱، ج۳، ص۴۰۳.
5. ......"سنن أبي داود"، کتاب الجهاد، باب في ابن السبیل یأکل من التمر... إلخ، الحدیث: ۲۶۱۹، ج۳، ص۵۵.
6. ......"جامع الترمذي"، کتاب البیوع، باب ماجاء في الرخصة في أکل الثمرة... إلخ، الحدیث: ۱۲۹۱، ج۳، ص۴۴.

کے پیڑوں سے کھوریں جھاڑ رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم تشریف لائے اور فرمایا: ''اے لڑکے پیڑوں پر کیوں ڈھیلے پھینکتا ہے میں نے عرض کی جھاڑ کر کھاتا ہوں فرمایا جھاڑو مت جو نیچے گری ہیں انھیں کھالو پھران کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا کی الٰہی (عزوجل) تو اسے آسودہ کردے۔''(1)

حدیث ۱۳: طبرانی نے اشعث بن قیس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے: ''جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔''(2)

مال متقوم محترم منقول (3) سے جائز قبضہ کو ہٹا کرنا جائز قبضہ کرنا غصب ہے جبکہ یہ قبضہ خفیۃً نہ ہو اس ناجائز قبضہ کرنے والے کو غاصب اور مالک کو مغصوب منہ اور چیز کو مغصوب کہتے ہیں جس چیز پرناجائز قبضہ ہو اگر کسی جائز قبضہ کو ہٹا کر نہیں ہوا وہ غصب نہیں مثلاً جو چیز غصب کی تھی اس میں کچھ زائد چیزیں پیدا ہو گئیں، جیسے جانور غصب کیا تھا اس سے بچہ پیدا ہوا۔ گائے غصب کی تھی اس کا دودھ دوہا ان زوائد کو غصب کرنا نہیں کہا جائے گا۔ غیر متقوم چیز پر قبضہ کیا یہ بھی غصب نہیں مثلاً مسلمان کے پاس شراب تھی اس نے چھین لی اور مال محترم نہ ہو جیسے حربی کافر کا مال چھین لیا یہ بھی غصب نہیں۔ غیر منقول پر قبضہ ناجائز کیا یہ بھی غصب نہیں۔(4) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱: بعض ایسی صورتیں بھی ہیں کہ اگرچہ وہ غصب نہیں ہیں مگر ان میں غصب کا حکم جاری ہوتا ہے یعنی ضمان کا حکم دیا جاتا ہے اس وجہ سے ان کو بھی غصب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً مودَع (5) نے ودیعت سے انکار کردیا یا ہلاک کردیا کہ یہاں تاوان لازم ہے۔ پڑا مال اٹھایا اور اس پر گواہ نہیں بنایا، پرائی مِلک میں کوآں کھودا اور اس میں کسی کی چیز گر کر ہلاک ہوگئی اور ان کے علاوہ بہت سی ایسی صورتیں ہیں جن میں تاوان کا حکم ہے اور وہاں غصب نہیں کہ ان سب صورتوں میں تعدّی کی وجہ سے (6) ضمان لازم آتا ہے۔(7) (ردالمحتار)

---

1 ......"سنن أبي داود"، کتاب الجهاد، باب من قال إنه يأكل مماسقط، الحديث: ۲۶۲۲، ج۳، ص۵۵.

2 ......"المعجم الكبير"، الحديث: ۶۳۷، ج۱، ص۲۳۳.

3 ......منقول وہ مال ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہو۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الغصب، ج۹، ص۲۹۸، ۳۰۱، وغيره.

5 ......جس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے۔

6 ......یعنی اپنی طرف سے قصداً زیادتی کی وجہ سے۔

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الغصب، ج۹، ص۲۹۸.

مسئلہ۲: جانور کو غصب کر لایا اس کے ساتھ لگا ہوا بچہ چلا آیا یا غصب کے بعد بچہ پیدا ہوا بچہ کا تاوان غاصب پر نہیں یا بچہ کو غصب کر لایا اور اسے ہلاک کر دیا اس کے جدا ہونے سے گائے کا دودھ سوکھ گیا یہاں بچہ کا ضمان ہے اور گائے میں جو کچھ کمی ہوئی اس کا نقصان دینا ہوگا یہ نقصان تعدی کی وجہ سے ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۳: کسی شخص کا مٹی کا ڈھیلا یا ایک قطرہ پانی لے لیا اگرچہ بغیر اجازت ایسا کرنا جائز نہیں مگر یہ غصب نہیں کہ مال متقوم نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۴: چھپا کر کسی کی چیز لے لی جس کو چوری کہتے ہیں اگر دس درہم قیمت کی ہے جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے یہ غصب نہیں کہ ہلاک ہونے سے یہاں تاوان لازم نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۵: دوسرے کے جانور پر بغیر اجازت مالک بوجھ لادنا یا سوار ہونا بلکہ مشترک جانور پر بغیر اجازت شریک بوجھ لادنا یا سوار ہونا غصب ہے ہلاک ہونے سے تاوان دینا ہوگا دوسرے کے بچھونے پر بغیر اجازت بیٹھنا غصب نہیں اگر وہ ہلاک ہو جائے تو تاوان نہیں جب تک اس کے فعل سے ہلاک نہ ہو۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ۶: غصب کا حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ دوسرے کا مال ہے تو غاصب گنہگار ہے اور چیز موجود ہو تو مالک کو واپس کر دے موجود نہ ہو تو تاوان دے اور معلوم نہ ہو کہ پرایا مال ہے تو اس کا حکم واپس کرنا یا چیز موجود نہ ہو تو تاوان دینا ہے اور اس صورت میں گنہگار نہیں ہوا۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ۷: غاصب سے دوسرا شخص چھین لے گیا تو مغصوب منہ کو یعنی جس کی چیز غصب کی گئی اسے اختیار ہے کہ غاصب سے ضمان لے یا غاصب الغاصب سے۔[6] (درمختار)

مسئلہ۸: شے موقوف[7] غصب کی جس کی قیمت ایک ہزار ہے پھر غاصب سے کسی نے غصب کر لی اور اس وقت

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۲۹۸، ۲۹۹.

2 ......المرجع السابق، ص۳۰۰. 3 ......المرجع السابق، ص۳۰۱.

4 ......"الهداية"، كتاب الغصب، ج۲، ص۲۹۶.
و"الدرالمختار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۱.

5 ......"الهداية"، كتاب الغصب، ج۲، ص۲۹۶.
و"الدرالمختار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۲.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۲.

7 ......وقف شدہ چیز۔

اس کی قیمت دو ہزار ہے تو اگر غاصب دوم غاصب اول سے زیادہ مالدار ہے اسی غاصب دوم سے تاوان لے ورنہ متولی کو اختیار ہے جس سے چاہے لے اور جس ایک سے لے گا دوسرا بری ہو جائے گا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: پرائی دیوار گرادی تو مالک کا جو کچھ نقصان ہوا لے لے۔ اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ دیوار کی قیمت اس سے وصول کرے اور گرا ہوا ملبہ اسے دے دے یا ملبہ خود لے لے اور دیوار کی قیمت سے ملبہ کی قیمت کم کر کے باقی اس سے وصول کرے اس کو یہ حق نہیں کہ اس سے دیوار بنوانے کا مطالبہ کرے۔ ہاں اگر مسجد یا کسی عمارت موقوفہ[2] کی دیوار کسی نے گرائی ہے تو اسے دیوار بنوانی ہوگی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: دیوار گرانے والے نے اگر ویسی ہی دیوار بنوادی تو ضمان سے بری ہو جائے گا اور اگر دیوار میں نقش ونگار پھول پتے ہیں تو ان کا بھی تاوان دینا ہوگا اور اگر تصویریں بنی ہیں تو رنگ کا ضمان ہے تصاویر کا ضمان نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: جس چیز کو جہاں سے غصب کیا وہیں واپس کرنا ہوگا غاصب اگر دوسرے شہر میں دینا چاہتا ہے مالک اس سے کہہ سکتا ہے کہ جہاں سے لائے ہو وہیں چل کر دینا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: غاصب کے واپس کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس طرح واپس کرے کہ مالک کو علم ہو جائے اگر اس کی لاعلمی میں چیز واپس کر دی بری ہو گیا مثلاً اس کے صندوق یا تھیلی میں سے روپے نکال لے گیا تھا پھر اس میں رکھ آیا اور مالک کو پتا نہ چلا یہ واپسی بھی صحیح ہے۔ یوہیں اگر کسی دوسرے نام سے مالک کو دے دی جب بھی بری ہو جائے گا مثلاً مالک کو ہبہ کیا یا ودیعت کے نام سے اسے دے آیا بلکہ اگر وہ چیز کھانے کی تھی مالک کو کھلا دی اس صورت میں بھی بری ہو جائے گا مگر اس چیز میں اگر تغیر[6] کر دی ہے اور مالک کو دے آیا تو بری نہیں مثلاً کپڑے کو قطع کر کے اس کو سی کر مالک کو دیا یا گیہوں[7] کو پسوا کر اس کی روٹی مالک کو کھلا دی یا شکر کا شربت بنا کر پلا دیا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: گیہوں غصب کیے تھے مالک کو یہ گیہوں پیسنے کو دے آیا پیسنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ یہ تو میرے ہی

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۳.

2 ......وقف شدہ عمارت۔

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۰٤.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۰٤.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۰۵، ۳۰٦.

6 ......کسی قسم کی تبدیلی۔ 7 ......گندم۔

8 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۰٦.

گیہوں ہیں آٹے کو روک سکتا ہے۔ یوہیں سوت غصب کیا تھا اور مالک کو کپڑا بننے کے لیے دے آیا کپڑا بننے کے بعد مالک کو معلوم ہوا کہ یہ سوت میرا ہی تھا کپڑا رکھ سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: سوتے میں انگوٹھی یا جوتے یا ٹوپی اوتار لی اگر وہاں سے لے نہیں گیا اور پہنا دی تو ضامن نہیں اور وہاں سے لے گیا تو اب بیداری میں دینے سے ضمان سے بری ہوگا اور سوتے میں پہنا دے گا تو بری نہ ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: غاصب نے مغصوب کو مالک کی گود میں رکھ دیا اس کو یہ نہیں معلوم ہوا کہ میری چیز ہے اس کی گود میں سے کوئی دوسرا اٹھالے گیا غاصب بری ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جو چیز غصب کی اور وہ ہلاک ہوگئی اس کی دو صورتیں ہیں اگر وہ چیز قیمی ہے تو قیمت تاوان دے اور مثلی ہے تو اس کی مثل تاوان میں دے اور مثلی ہے مگر اس وقت موجود نہیں ہے یعنی بازار میں نہیں ملتی اگرچہ گھروں میں اس کا وجود ہے تو اس صورت میں بھی قیمت تاوان میں دے سکتا ہے۔[4] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۷: مثلی چیز اگر دوسری جنس کے ساتھ مخلوط ہوجائے اور تمیز دشوار ہو جیسے گیہوں کو جو میں ملا دیا یا تمیز نہ ہو سکے جیسے تل کا تیل کہ اس کو روغن زیتون[5] میں ملا دیا یا پاک تیل کو ناپاک تیل میں ملا دیا اب یہ مثلی نہیں ہے بلکہ قیمی ہے۔ یوہیں اگر اس میں صنعت کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوجائے مثلاً تانبے وغیرہ کے برتن کہ یہ بھی قیمی ہیں اگرچہ تانبا مثلی تھا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: بعض ذوات القیم اور ذوات الامثال کی تفصیل۔ پنیر ضمان کے بارے میں قیمی ہے اور دیگر امور میں مثلاً سلم کے باب میں مثلی ہے کہ اس میں سلم صحیح ہے۔ کوئلا، گوشت اگرچہ کچا ہو، اینٹ، صابون، گوبر، درخت کے پتے، سوئی، چمڑا کچا ہو یا پکایا ہوا، نجس تیل، نصف صاع سے کم غلہ، روٹی، پانی، کسم[7]، تانبے، پیتل، مٹی کے برتن، انار، سیب، کھیرا، ککڑی، خربزہ، تربز، سِکَنجبین[8]، سوختنی لکڑی[9] لکڑی کے تختے، چٹائی، کپڑے، تازہ پھول، ترکاریاں[10]، دہی، چربی، دنبے کی چکی[11]

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الغصب، الباب السادس فی إسترداد المغصوب... إلخ، ج٥، ص١٣٥.

2 ......المرجع السابق، ص١٣٥، ١٣٦. 3 ......المرجع السابق، ص١٣٦.

4 ......"الهدایة"، کتاب الغصب، ج٢، ص٢٩٦، وغیرها.

5 ......زیتون کا تیل۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الغصب، ج٩، ص ٣٠٧.

7 ......ایک پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

8 ......لیموں کے رس کا مشروب۔ 9 ...... جلانے کے قابل لکڑی۔

10 ......سبزیاں۔ 11 ......دنبے کی چوڑی چپٹی دم۔

ان سب کی نسبت قیمی ہونا مُصرَّح ہے۔ تانبا، پیتل، لوہا، سیسہ[1]، کھجور کی سب قسمیں ایک ہی جنس ہیں، سرکہ، آٹا، روئی، اون، کاتی ہوئی اون، ریشم، چونا، روپیہ، اشرفی، پیسہ، بھوسہ، مہندی، وسمہ[2]، خشک پھول، کاغذ، دودھ ان چیزوں کے مثلی ہونے کی تصریح ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مثلی اور قیمی کے متعلق قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کی مثل بازار میں پائی جاتی ہو اور اس کی قیمتوں میں معتدبہ[4] فرق نہ ہو وہ مثلی ہے جیسے انڈے اخروٹ اور جن کی قیمتوں میں بہت کچھ تفاوت ہوتا ہے جیسے گائے، بھینس، آم، امرود وغیرہا یہ سب قیمی ہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: کپڑے جو گزوں سے بکتے ہیں جیسے ململ، لٹھا وغیرہ کہ اس کی سب تہیں ایک سی ہوتی ہیں یہ مثلی ہیں اور جو کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ گزوں سے نہ بکیں وہ قیمی ہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: غاصب یہ کہتا ہے کہ شے مغصوب ہلاک ہوگئی تو اسے حاکم قید کرے جب اتنا زمانہ گزر جائے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اگر اس کے پاس چیز ہوتی تو ضرور ظاہر کر دیتا قید خانہ میں پڑا نہ رہتا تو اب اس کے متعلق تاوان کا حکم ہوگا خواہ مثل تاوان دلائی جائے یا قیمت۔[7] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۲: غاصب کہتا ہے کہ میں نے چیز مالک کو واپس کر دی تھی اس کے یہاں ہلاک ہوئی اور مالک کہتا ہے غاصب کے پاس ہلاک ہوئی اور دونوں نے ثبوت کے گواہ پیش کیے غاصب کے گواہوں کو ترجیح دی جائے گی اور قیمت میں اختلاف ہو تو مالک کے گواہ معتبر ہیں اور اگر خود مغصوب میں اختلاف ہو غاصب کہتا ہے میں نے یہ چیز غصب کی اور مالک کہتا ہے وہ چیز غصب کی تو قسم کے ساتھ غاصب کا قول معتبر ہے۔[8] (درمختار)

---

1 ......ایک قسم کی دھات۔ 2 ......نیل کے پتے جن سے خضاب تیار کیا جاتا ہے۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الغصب، الباب الأول فی تفسير الغصب...إلخ، ج٥، ص١١٩.

و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الغصب، مطلب: فی رد المغصوب ...إلخ، ج٩، ص٣٠٨.

4 ......عام طور پر۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الغصب، ج٩، ص٣١٠.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الغصب، مطلب: الصابون...إلخ، ج٩، ص٣١١.

7 ......"الهداية"، کتاب الغصب، ج٢، ص٢٩٧، وغيرها.

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الغصب، ج٩، ص٣١١.

مسئلہ ۲۳: کسی کی جائداد غیر منقولہ[1] چھین لی (یہ حقیقۃً غصب نہیں ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا) اگر یہ چیز موجود ہے تو مالک کو دلا دی جائے گی اور اگر ہلاک ہوگئی مثلاً مکان تھا گر گیا اور ہلاک ہونا آفت سماویہ[2] سے ہو مثلاً زمین دریا برد ہوگئی، مکان بارش کی کثرت یا زلزلہ یا آندھی سے گر گیا تو ضمان واجب نہیں اور اگر ہلاک ہونا کسی کے فعل سے ہو تو اس پر ضمان واجب ہے۔ غاصب نے ہلاک کیا ہو تو غاصب تاوان دے کسی اور نے کیا ہو تو وہ دے اور اگر وہ چیز مثلاً مکان موجود ہے مگر غاصب کے رہنے استعمال کرنے کی وجہ سے اس میں نقصان پیدا ہوگیا ہے یا کھیت میں زراعت کرنے کی وجہ سے زمین کمزور ہوگئی تو اس نقصان کا تاوان دینا ہوگا۔ اور نقصان کا اندازہ یوں کیا جائے گا کہ اس زمین کا اس حالت میں کیا لگان[3] ہوتا اور اب کیا ہے، مکان کی اوس حالت میں کیا قیمت ہوتی اور اس حالت میں کیا ہے۔[4] (ہدایہ، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۲۴: زمین غصب کی اور کاشت کی جس کی وجہ سے اسے زمین کا نقصان دینا پڑا تو بیج اور یہ نقصان کی مقدار پیداوار میں سے لے لے باقی جو کچھ غلہ ہے اسے تصدق کردے مثلاً من بھر بیج ڈالے تھے اور ایک من کی قیمت کی قدر ضمان دینا پڑا اور کھیت میں چار من غلہ پیدا ہوا تو دو من خود لے لے اور دو من صدقہ کردے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: جائداد موقوفہ مکان یا زمین کو غصب کیا اس کا تاوان دینا ہوگا اگرچہ اس نے خود ہلاک نہ کی ہو بلکہ اس سے جو کچھ منفعت حاصل کی ہے اس کا بھی تاوان دینا ہوگا مکان میں سکونت کی تو واجبی کرایہ[6] لیا جائے گا زمین میں زراعت کی تو لگان وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح نابالغ کی جائداد غیر منقولہ پر قبضہ کیا تو اس کا ضمان لیا جائے گا اور منافع حاصل کیے تو اُجرت مثل بھی لی جائے گی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: چیز میں نقصان کی چار صورتیں ہیں۔ ۱ نرخ کا کم ہوجانا۔ ۲ اُس کے اجزا کا جاتا رہنا مثلاً غلام کی آنکھ جاتی رہی۔ ۳ وصف مرغوب فیہ کا فوت ہوجانا مثلاً بہرا ہوگیا، آنکھ کی روشنی جاتی رہی، گیہوں خشک ہوگیا، سونے چاندی کے زیور تھے ٹوٹ کر سونا چاندی رہ گئے۔ ۴ معنی مرغوب فیہ جاتے رہے مثلاً غلام کوئی کام کرنا جانتا تھا غاصب کے پاس جا کر وہ کام بھول گیا۔ پہلی صورت میں اگر مغصوب چیز دے دی تو ضمان واجب نہیں اور دوسری صورت میں مطلقاً ضمان واجب ہے۔ اور تیسری صورت

---

1 ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو۔ 2 ......قدرتی آفت۔ 3 ......زمین کا خراج، سرکاری محصول۔

4 ......"الهداية"، كتاب الغصب، ج٢، ص٢٩٧.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الأول في تفسير الغصب... إلخ، ج٥، ص١٢٠، وغيرهما.

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الأول في تفسير الغصب... إلخ، ج٥، ص١٢٠.

6 ......رائج کرایہ۔

7 ......"الدر المختار"، كتاب الغصب، ج٩، ص٣١٢.

میں اگر مغصوب اموالِ ربا میں سے نہ ہو تو ضمان واجب ہے اور وہ مغصوب اموالِ ربا میں سے ہو تو ضمان نہیں مثلاً گیہوں غصب کیے تھے وہ خراب ہو گئے یا چاندی کا برتن یا زیور غصب کیے تھے اور غاصب نے توڑ ڈالے اس میں مالک کو اختیار ہے کہ وہی خراب لے لے یا اس کا مثل لے لے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ چیز بھی لے اور نقصان کا معاوضہ بھی لے۔ اور چوتھی صورت میں اگر معمولی نقصان ہے تو نقصان کا ضمان لے سکتا ہے اور زیادہ نقصان ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہ چیز لے لے اور جو کچھ نقصان ہوا وہ لے یا چیز کو نہ لے بلکہ اس کی پوری قیمت وصول کرے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: مغصوب شے کو اُجرت پر دیا اور اس سے اُجرت حاصل کی اور فرض کرو اُجرت پر دینے سے اس چیز میں نقصان پیدا ہو گیا تو جو کچھ نقصان کا معاوضہ دینے کے بعد اس اُجرت میں سے بچے اس کو صدقہ کر دے یوہیں اگر مغصوب ہلاک ہو گیا تو اس اُجرت سے تاوان دے سکتا ہے اور اس کے بعد کچھ بچے تو تصدّق کر دے اور اگر غاصب غنی[2] ہو تو کل آمدنی تصدّق[3] کر دے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: مغصوب[5] یا ودِیعت[6] اگر معین چیز ہو اسے بیچ کر نفع حاصل کیا تو اس نفع کو صدقہ کر دینا واجب ہے مثلاً ایک چیز کی قیمت سو روپے تھی اور غاصب نے اسے سوا سو میں بیچا سو روپے تاوان کے دینے ہوں گے اور پچیس روپے کو صدقہ کر دینا ہو گا اور اگر وہ چیز غیر متعین یعنی از قبیل نقود ہو[7] تو اس میں چار صورتیں ہیں۔ (۱) عقد و نقد دونوں اسی حرام مال پر مجتمع ہوں مثلاً یوں کہا کہ اس روپیہ کی فلاں چیز دو پھر وہی روپیہ اسے دے دیا تو یہ چیز جو خریدی ہے یہ بھی حرام ہے یا بائع کو پہلے سے وہ حرام روپیہ دے دیا تھا پھر اس سے چیز خریدی یہ چیز حرام ہے۔ (۲) عقد ہو نقد نہ ہو یعنی حرام روپیہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کی فلاں چیز دو مگر بائع کو یہ روپیہ نہیں دیا بلکہ دوسرا دیا۔ (۳) عقد نہ ہو نقد ہو بائع سے حرام کی طرف اشارہ کر کے نہیں کہا کہ اس روپیہ کی چیز دو بلکہ مطلقاً کہا کہ ایک روپیہ کی چیز دو مگر ثمن میں یہی حرام روپیہ دیا۔ (۴) حلال روپیہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کی چیز دو مگر ثمن میں حرام روپیہ ادا کیا ان تین صورتوں میں تصدق واجب نہیں ہے اور بعض فقہا ان صورتوں میں بھی تصدق کو واجب کہتے ہیں اور یہ قول بھی باقوت ہے مگر زمانہ کی حالت دیکھتے ہوئے کہ حرام سے بچنا بہت دشوار ہو گیا قول اول پر بعض علماء نے فتوےٰ دیا ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الغصب، مطلب: شری داراً... إلخ، ج۹، ص۳۱٦.

2 ...... مالدار یعنی صاحب نصاب ہو۔ 3 ...... صدقہ۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الغصب، مطلب: شری داراً... إلخ، ج۹، ص۳۱٦.

5 ...... غصب کی گئی چیز۔ 6 ...... امانت۔ 7 ...... یعنی سونے چاندی، روپے پیسے کی قسم سے ہو۔

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الغصب، مطلب: شری داراً... إلخ، ج۹، ص۳۱۷.

مغصوب چیز میں تغیر

مسئلہ ۱: مغصوب میں ایسی تبدیل کردی کہ وہ دوسری چیز ہوگئی یعنی پہلا نام بھی باقی نہ رہا اور اُس کے اکثر مقاصد بھی جاتے رہے یا اُس کو اپنی چیز یا دوسرے کی چیز میں اس طرح ملا دیا کہ تمیز نہ ہوسکے مثلاً گیہوں کو گیہوں میں ملا دیا یا دشواری سے جدا ہوسکے مثلاً جَو میں گیہوں ملادیے تو غاصب تاوان دے گا اور اُس چیز کا مالک ہوجائے گا مگر غاصب اُس چیز سے نفع حاصل نہیں کرسکتا جب تک تاوان نہ دیدے یا مالک اسے معاف نہ کردے یا قاضی اُس کے تاوان کا حکم نہ کردے یعنی مالک کی رضامندی درکار ہے اور وہ ان تینوں صورتوں سے ہوتی ہے۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲: روپیہ[2] غصب کرکے گلادیا[3] تو اگرچہ اب وہ نام باقی نہ رہا اوسے روپیہ نہیں کہا جائے گا مگر اس کے اکثر مقاصد اب بھی باقی ہیں کہ اب بھی وہ ثمن ہے اس کا زیور وغیرہ بن سکتا ہے لہٰذا مالک کو واپس لینے کا حق باقی ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳: مالک موجود نہیں ہے پردیس چلا گیا ہے غاصب چاہتا ہے کہ اس کی چیز واپس کردے مگر مالک کے انتظار میں چیز خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو لوگوں کو گواہ بنالے کہ میں اُسے ضمان دے دوں گا اب اُس سے نفع حاصل کرسکتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: کھانے کی چیز غصب کی اور اُس کو چبایا کہ چیز اس قابل نہ رہی کہ مالک کو واپس دی جائے مگر چونکہ ضمان دیا نہیں لہٰذا حلق سے اوتارنا لقمۂ حرام نگلنا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵: بکری غصب کرکے ذبح کرڈالی اُس کا گوشت بھونا یا پکایا یا گیہوں غصب کرکے آٹا پسوایا یا کھیت میں بودیے یا لوہا غصب کرکے اُس کی تلوار، چُھری وغیرہ بنوالی یا تانبا، پیتل غصب کرکے ان کے برتن بنالیے ان سب صورتوں میں غاصب کے ذمہ ضمان لازم ہوگا اور چیز غاصب کی مِلک ہوجائے گی مگر بے رضامندی مالک اِنتفاع حلال نہیں۔[7] (ہدایہ، درمختار)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الغصب، فصل فيما يتغير... إلخ، ج۲، ص۲۹۹.
و "الدرالمختار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۱۹.

2 ...... یعنی سونے، چاندی یا کسی دھات کا سکہ۔　3 ...... یعنی پگھلا دیا۔

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۲۰.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الغصب، مطلب شرى داراً... إلخ، ج۹، ص۳۲۱.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۲۱.

7 ...... "الهداية"، كتاب الغصب، فصل فيمايتغير... إلخ، ج۲، ص۲۹۹.
و "الدرالمختار"، كتاب الغصب، ج۹، ص۳۲۲.

مسئلہ ۶: بکری ذبح کرڈالی بلکہ بوٹی بھی بنالی تواب بھی مالک ہی کی ملک ہے مالک کواختیار ہے کہ بکری کی قیمت لے کر بکری غاصب کو دیدے یا بکری خود لے لے اور غاصب سے نقصان کا معاوضہ لے اگر بکری کا آگے کا پاؤں کاٹ لیا جب بھی یہی حکم ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: جو جانور حلال نہیں ہیں اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تو کاٹنے والے پر قیمت واجب ہے۔ جانور کے کان یا دم کاٹ ڈالی نقصان کا تاوان دینا ہوگا۔ گھوڑا خچر گدھا اور وہ جانور جس سے کام لیا جاتا ہے جیسے بیل، بھینسا ان کی آنکھ پھوڑ دی تو چوتھائی قیمت تاوان دے اور جن سے کام نہیں لیا جاتا جیسے گائے، بکری ان کی آنکھ پھوڑ دی تو جو کچھ نقصان ہوا وہ تاوان دے۔ گدھے کو ذبح کرڈالا تو پوری قیمت واجب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مغصوب چیز موجود ہے مگر اُس کے لینے میں غاصب کا نقصان ہوگا مثلاً شہتیر[3] غصب کر کے مکان میں لگالی کہ اب اس کے نکالنے میں غاصب کا مکان توڑنا ہوگا اس صورت میں غاصب سے اُس کی قیمت دلوائی جائے گی یا اینٹیں غصب کر کے عمارت چنوائی[4] تو غاصب کو قیمت دینی ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: بلاقصد ایک شخص کی چیز دوسرے کی چیز میں اس طرح چلی گئی کہ بغیر نقصان اس چیز کو حاصل نہ کیا جاسکے تو جس کی چیز زیادہ قیمت کی ہو وہ کم قیمت والے کو نقصان دے مثلاً ایک شخص کی اشرفی[6] دوسرے کی دوات[7] میں چلی گئی اور جب تک دوات نہ توڑی جائے اشرفی نہ نکل سکے تو دوات توڑی جائے گی اور اُس کی قیمت اشرفی والا دے گا یا مرغی نے موتی نگل لیا یا گائے نے دیگ میں سرڈال دیا اور کسی طرح باہر نہیں نکلتا اور اگر آدمی نے موتی نگل لیا تو موتی کی قیمت تاوان دے اور آدمی نگل کر مرگیا تو پیٹ چاک کر کے موتی نکالا جاسکتا ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: سونا یا چاندی غصب کر کے روپیہ، اشرفی یا برتن بنالیا تو مالک کی ملک بدستور قائم ہے مالک ان چیزوں کو لے لے گا اور بنانے کا کوئی معاوضہ نہ دے گا۔[9] (ہدایہ)

---

1. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثاني في أحكام المغصوب... إلخ، ج٥، ص١٢٢.
2. ......المرجع السابق، ص١٢٢، ١٢٣.
3. ......بڑی کڑی۔
4. ......یعنی عمارت تعمیر کی۔
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثاني في أحكام المغصوب... إلخ، ج٥، ص١٢٤.
6. ......سونے کا سکہ۔
7. ......سیاہی کی بوتل وغیرہ۔
8. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الغصب، مطلب شرى داراً... إلخ، ج ٩، ص ٣٢٣.
9. ...... "الهداية"، كتاب الغصب، فصل فيما يتغير... إلخ، ج٢، ص ٣٠٠.

مسئلہ ۱۱: غاصب[1] نے کپڑا غصب کیا تھا اور اوسے پھاڑ ڈالا اس میں تین صورتیں ہیں۔(۱) اگر اس طرح پھاڑا کہ کام کا نہ رہا تو پوری قیمت تاوان دے۔ (۲) اور اگر زیادہ پھاڑا کہ اس کے بعض منافع فوت ہوگئے مگر کام کا ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا غاصب کو دیدے اور پوری قیمت وصول کرلے یا کپڑا خود ہی رکھ لے اور جو کمی ہوگئی اوس کا تاوان لے۔ (۳) اور اگر تھوڑا پھاڑا ہے کہ اس کے منافع بدستور باقی ہیں مگر اس میں عیب پیدا ہوگیا تو مالک کو کپڑا رکھ لینا ہوگا اور نقصان کا تاوان لے سکتا ہے۔ اور اگر پھاڑ کر اس نے کچھ صنعت کی مثلاً اُس کا کرتا وغیرہ بنالیا تو مالک کی ملک جاتی رہی صرف قیمت تاوان میں لے سکتا ہے۔[2] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۲: کپڑا غصب کرکے رنگ دیا مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے اور رنگ کی قیمت دیدے یعنی رنگ کی وجہ سے کپڑے کی قیمت میں جو کچھ زیادتی ہوئی وہ دیدے اور چاہے تو سفید کپڑے کی قیمت تاوان لے اور کپڑا غاصب ہی کو دیدے یا چاہے تو کپڑا بیچ کرکے کپڑے کی قیمت کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے خود لے اور رنگ کی زیادتی کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے وہ غاصب کو دیدے۔[3] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: اگر کپڑا دوسرے کے رنگ میں گر گیا اور اس پر رنگ آ گیا تو مالک کو اختیار ہے کہ کپڑا لے کر رنگ کی قیمت دیدے یا کپڑا بیچ کر ثمن کو قیمت پر تقسیم کردے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: رنگ غصب کرکے اپنا کپڑا رنگ لیا تو رنگ کا تاوان دینا ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص کا کپڑا غصب کیا دوسرے کا رنگ غصب کیا اور کپڑا رنگ لیا تو کپڑے کا مالک کپڑا لے لے اور رنگ والے کو رنگ یا اُس کی قیمت دیدے یا چاہے تو کپڑا بیچ کر ثمن دونوں پر تقسیم کردیا جائے اور اگر ایک ہی شخص کے کپڑے اور رنگ دونوں کو غصب کیا اور رنگ دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ رنگا ہوا کپڑا لے لے اور اس صورت میں غاصب کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور چاہے تو غاصب کو ہی وہ کپڑا دیدے اور کپڑے اور رنگ دونوں کا تاوان لے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......غصب کرنے والے۔

2 ......"الهداية"، كتاب الغصب، فصل فيما يتغير... إلخ، ج٢، ص ٣٠١، وغيرها.

3 ......"الهداية"، كتاب الغصب، فصل فيما يتغير... إلخ، ج٢، ص ٣٠١، ٣٠٢.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثاني في أحكام المغصوب... إلخ، ج٥، ص ١٢١.

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثاني في أحكام المغصوب... إلخ، ج٥، ص ١٢١.

5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۶: کپڑا غصب کر کے دھویا یا اُس میں پھننے [1] بنائے جس طرح رومال، تولیا میں بناتے ہیں تو مالک اپنا کپڑا لے لے اور غاصب کو دھونے یا پھننے بٹنے کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا ہاں اگر جھالر لگائی تو اُس کا حکم وہی ہے جو رنگ کا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ستو غصب کر کے اُس میں گھی مل دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ ستو کا تاوان لے اور یہ ستو غاصب کو دیدے یا یہ ستو خود لے لے اور اُتنا ہی گھی غاصب کو دیدے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: چاندی یا سونے کے زیور یا برتن غصب کر کے توڑ پھوڑ ڈالے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہی ٹوٹا پھوٹا لے لے اور توڑنے سے جو نقصان ہوا ہے اس کا معاوضہ کچھ نہیں مل سکتا کہ سود ہوگا اور چاہے تو یہ کر سکتا ہے کہ چاندی کے زیور یا برتن کی قیمت سونے سے لگا کر اُتنا سونا لے لے اور سونے کے برتن یا زیور کی قیمت چاندی سے لگا کر اُتنی چاندی لے لے کہ جنس بدل جانے کی صورت میں سود نہ ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: چاندی کی چیز پر سونے کا ملمع تھا غاصب نے ملمع دور کر دیا مالک کو اختیار ہے کہ اپنی یہی چیز لے لے اور نقصان کا معاوضہ کچھ نہیں لے سکتا اور چاہے تو غیر جنس سے اُس ملمع شدہ چیز کی قیمت کا تاوان لے اور اگر بیع میں یہی صورت ہوتی کہ ملمع شدہ چیز خرید کر مشتری [5] نے اُس کے ملمع کو دور کر دیا پھر اُس کے بعد اس چیز کے کسی عیب سابق پر [6] مطلع ہوا تو نہ چیز کو واپس کر سکتا کہ اُس نے اُس میں ایک جدید عیب پیدا کر دیا اور نہ نقصان لے سکتا کہ سود ہوگا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: تانبے لوہے پیتل کی چیزیں اگر اپنی صنعت کی وجہ سے حدِ وزن سے خارج نہ ہوئی ہوں یعنی اب بھی وہ وزن سے بکتی ہوں اور اُن کو غاصب نے خراب کر ڈالا تو مالک کو اختیار ہے کہ اُسی جنس کو تاوان میں لے اور اس صورت میں کچھ زیادہ نہیں لے سکتا اور چاہے تو روپے پیسے سے اُس کی قیمت لے لے خرابی تھوڑی ہو یا زیادہ سب کا ایک حکم ہے۔ اور اگر حدِ وزن سے خاج ہو کر گنتی سے بکتی ہوں تو اگر تھوڑا نقصان ہے مالک یہی کر سکتا ہے کہ چیز اپنے پاس رکھ لے اور نقصان کا معاوضہ لے،

---

1 ......دھاگے یا ریشم کا پھول یا گچھا۔

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثاني في أحكام المغصوب... إلخ، ج٥، ص١٢٢.

3 ...... "الدر المختار"، كتاب الغصب، ج٩، ص ٣٢٩.

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثاني في أحكام المغصوب... إلخ، ج٥، ص١٢٣.

5 ......خریدار۔ 6 ......یعنی خریدنے سے پہلے جو عیب تھا اُس پر۔

7 ......"الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الغصب، مطلب: شرى داراً... إلخ، ج٩، ص٣٢٦.

چیز غاصب کو دے کر قیمت نہیں لے سکتا اور اگر زیادہ عیب پیدا ہو گیا ہے تو اختیار ہے کہ چیز دیدے اور قیمت لے لے یا چیز رکھ لے اور نقصان وصول کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: جانور غصب کیا غاصب کے یہاں وہ مدت تک رہا بڑھ گیا اور اُس کی قیمت زیادہ ہوگئی مالک اپنا جانور لے لے گا اور غاصب کو کوئی معاوضہ نہیں ملے گا۔ کھیت یا باغ کو چھین کر اُس کو پانی دیا زراعت بڑھ گئی درخت میں پھل آ گئے مالک اپنا کھیت اور باغ لے لے گا اور کوئی معاوضہ نہیں دے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: روئی غصب کر کے کتوالی یا سوت غصب کر کے کپڑا بُنوالیا مالک کپڑے یا سوت کو نہیں لے سکتا بلکہ روئی یا سوت کا تاوان لے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: زمین غصب کر کے اُس میں عمارت بنالی یا درخت لگائے غاصب کو حکم دیا جائے گا کہ اپنی عمارت اوٹھالے جا اور درخت کاٹ لے اور اگر عمارت و درخت کے نکالنے میں زمین خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مالک زمین درخت یا عمارت کی قیمت دیدے اور یہ اس کے ہو جائیں گے۔ قیمت اس طرح دلائی جائے گی کہ دیکھا جائے تنہا زمین کی کیا قیمت ہے اور زمین کی مع عمارت یا درخت کے کیا قیمت ہے جو کچھ زیادتی ہو وہ غاصب کو دلادی جائے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۴: زمین غصب کر کے اُسی زمین کی مٹی سے دیوار بنوائی تو یہ دیوار بھی مالک زمین کی ہے اس کا معاوضہ غاصب کو نہیں ملے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: لکڑی غصب کر کے چیر ڈالی وہ اب تک مالک ہی کی ملک ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: لکڑی چیرنے کے لیے آرہ عاریت لیا وہ ٹوٹ گیا اور اس نے بلا اِجازتِ مالک اُسے جوڑوایا ٹوٹے ہوئے آرہ کی قیمت مالک کو دے اور یہ آرہ اسی کا ہو گیا۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الغصب، الباب الثانی فی أحکام المغصوب...إلخ، ج٥،ص١٢٣.

2 ...... المرجع السابق،ص ١٢٤.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الهدایة"، کتاب الغصب، فصل فیما یتغیر...إلخ، ج٢،ص٣٠١.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الغصب،الباب الثانی فی أحکام المغصوب... إلخ، ج٥،ص ١٢٥.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الغصب، ج٩،ص٣٣٢.

7 ...... المرجع السابق،ص٣٣٣.

مسئلہ ۲۷: مردار کا چمڑا غصب کر کے اُسے پکالیا اگر ایسی چیز سے پکایا جس کی کوئی قیمت نہیں جب تو مالک چمڑے کو مفت لے لے گا اور اگر ایسی چیز سے پکایا جس کی کوئی قیمت ہے تو جو کچھ پکانے سے چمڑے کی قیمت میں زیادتی ہوئی غاصب کو مالک دے گا یعنی اگر یہ چمڑا مذبوح کا ہوتا تو کیا قیمت ہوتی اور اب پکنے پر کیا قیمت ہے جو کچھ قیمت میں اضافہ ہو غاصب کو دے اور اگر غاصب کے پاس وہ چمڑا بغیر کسی کے فعل کے ضائع ہوگیا تو غاصب سے تاوان نہیں لیا جائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: دروازے کا ایک بازو تلف کر دیا یا موزے یا جوتے میں سے ایک کو تلف کر دیا تو مالک کو اختیار ہے کہ دوسرا بھی اسی کو دے کر دونوں بازو یا دونوں موزے یا دونوں جوتے کی قیمت اس سے وصول کرے اگر انگوٹھی کا حلقہ خراب کر ڈالا نگینہ باقی ہے تو صرف حلقہ ہی کا تاوان لے سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

اتلاف سے کہاں ضمان واجب ہے کہاں نہیں

مسئلہ ۱: انڈا توڑ دیا اندر سے گندہ نکلا یا اخروٹ توڑ دیا اندر سے خالی نکلا ضمان واجب نہیں کہ یہ مال نہیں ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: چٹائی کی بناوٹ[4] کھول ڈالی یا دروازہ کی چوکھٹ الگ کر دی یا اسی طرح کسی اور شے کی ترکیب[5] اور بناوٹ خراب کر دی اگر اس کو پہلی حالت پر لایا جاسکتا ہے تو اُس کو حکم دیا جائے گا کہ اُسی طرح ٹھیک کر دے اور ٹھیک نہ کیا جاسکتا ہو تو اُس سے قیمت وصول کی جائے اور یہ ٹوٹی ہوئی چیز اسے دے دی جائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: دیوار گرادی اور ویسی ہی بنادی تو ضمان سے بری ہوگیا اور لکڑی کی دیوار تھی اُسی لکڑی کی بنائی بَری ہوگیا اور دوسری لکڑی کی بنائی تو بری نہ ہوا ہاں اگر یہ اُس سے بہتر ہے تو بری ہو جائے گا۔[7] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴: دوسرے کی زمین سے مٹی اوٹھائی اگر وہاں مٹی کی کوئی قیمت نہیں ہے اور مٹی لے لینے سے زمین میں کوئی

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثانى فى أحكام المغصوب...إلخ، ج٥، ص١٢٦.

2 ......المرجع السابق، ص١٢٨.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثالث فيما لايجب...إلخ، ج٥، ص١٢٨.

4 ......سلائی۔

5 ......شے کی مختلف اجزاء کو ملانا۔

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثالث فيما لايجب...إلخ، ج٥، ص١٢٨.

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الغصب، ج٩، ص٣٠٤.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثالث فيما لايجب...إلخ، ج٥، ص١٢٩.

نقصان بھی پیدا نہیں ہوا تو کچھ نہیں اور زمین میں نقصان ہو گیا تو نقصان کا ضمان دے اور اگر مٹی کی وہاں قیمت ہے تو تاوان بہر حال ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: دوسرے کا گوشت بغیر اُس کے حکم کے پکا ڈالا ضمان دینا ہوگا اور اگر مالک نے گوشت کو دیگچی میں رکھ کر چولہے پر چڑھا دیا اور چولہے میں لکڑیاں بھی رکھ دی تھیں اس نے اُس کے بغیر کہے لکڑیوں میں آگ دیدی اور گوشت پک گیا اس پر تاوان نہیں اسی کی مثل چار صورتیں اور ہیں۔ اول یہ کہ کسی شخص کے گیہوں بغیر اُس کے حکم کے پیس دیے تاوان دینا ہوگا اور اگر گیہوں والے نے گیہوں پیسنے کے لیے چکی میں ڈالے تھے اور چکی میں بیل جوڑ دیا تھا اس نے بیل کو چلا دیا اور گیہوں پس گئے تاوان نہیں۔ دوم یہ کہ دوسرے کا گھڑا اٹھایا اور ٹوٹ گیا تاوان دینا ہوگا اور گھڑے والے نے گھڑا جھکایا اور اُٹھانا چاہتا تھا اس نے ہاتھ لگا دیا اور گھڑا دونوں سے چھوٹ کر گرا تاوان نہیں۔ سوم کسی کے جانور پر بوجھ لاد دیا اور جانور ہلاک ہو گیا تاوان ہے اور اگر مالک نے بوجھ لادا تھا اور وہ بوجھ راستہ میں گر پڑا اس نے اٹھا کر لاد دیا اور جانور ہلاک ہو گیا تاوان نہیں۔ چہارم کسی کے قربانی کا جانور ایام قربانی کے سوا دوسرے دنوں میں ذبح کیا تاوان ہے اور قربانی کے دنوں میں ذبح کر ڈالا جائز ہے اور تاوان نہیں۔ جن صورتوں میں تاوان نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ صراحۃً اجازت نہیں ہے مگر دلالۃً اجازت ہے اور دلالت بھی اعتبار کی جاتی ہے جبکہ صراحت کے خلاف نہ ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ایک شخص نے دیوار گرانے کے لیے مزدور اکٹھے کیے تھے اس کی دیوار بلا اجازت گرا دی تاوان نہیں کہ یہاں بھی دلالۃً اجازت ہے۔ اس کا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ جو کام ایسا ہے کہ اُس میں جس سے بھی مدد لے لیں فرق نہیں ہوتا اُس میں دلالت کافی ہے اور اگر ہر شخص یکساں نہ کرسکتا ہو تو ہر شخص کے لیے اجازت نہیں ہے مثلاً بکری ذبح کر کے کھال کھینچنے کے لیے لٹکا دی تھی کوئی آیا اور اُس نے بغیر اجازت کھال کھینچی ضامن ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: قصاب نے بکری خریدی تھی اور بغیر اجازت کسی نے ذبح کر ڈالی ضمان دینا ہوگا اور اگر قصاب نے بکری کو گرا کر اس کے ہاتھ پاؤں ذبح کرنے کے لیے باندھ رکھے تھے اور اس نے ذبح کر دی تاوان نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دوسرے کے مال کو بغیر اجازت خرچ کرنا چند موقعوں پر جائز ہے۔ مریض کے مال یعنی نقود کو اُس کا باپ یا بیٹا اوس کی ضروریات میں بغیر اجازت صرف کرسکتا ہے۔ سفر میں کوئی شخص بیمار ہو گیا یا وہ بیہوش ہو گیا اُس کے ساتھ والے اُس کی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثالث فيما لا يجب... إلخ، ج٥، ص١٢٩.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

ضروریات میں اُس کا مال صرف کرسکتے ہیں۔ مودَع مودِع کے مال کواُس کے والدین پرخرچ کرسکتا ہے جبکہ ایسی جگہ ہو کہ قاضی سے اجازت حاصل نہ کرسکے۔ سفر میں کوئی شخص مرگیا اُس کے سامان کو بیچ کر تجہیز و تکفین میں صرف کرسکتے ہیں اور باقی جورہ جائے وہ ورثہ کو دے دیں۔ مسجد کا کوئی متولی نہیں ہے اہل محلّہ مسجد کی آمدنی کولوٹے چٹائی وغیرہ ضروریات مسجد میں صرف کرسکتے ہیں۔ میت نے کسی کووصی نہیں کیا ہے بڑے ورثہ چھوٹوں پرخرچ کرسکتے ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جانور چھوٹ گیااور اُس نے کسی کا کھیت چرلیا تاوان واجب نہیں۔ بلی نے کسی کا کبوتر کھالیا تو تاوان نہیں اور اگر کبوتر یا مرغی پر بلی چھوڑی اور اُس نے اُسی وقت پکڑلیا تاوان ہے اور کچھ دیر بعد پکڑا تو تاوان نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مسلمان کے پاس شراب تھی اُسے کسی نے تلف کردیا[3] اس پر تاوان نہیں تلف کرنے والا مسلم ہو یا کافر اور ذمی کی شراب کسی نے تلف کی تو اُس پر تاوان ہے۔ مسلم نے تلف کی ہے تو قیمت دے اور ذمی نے تلف کی تو اُس کی مثل شراب دے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مسلمان نے کافر سے شراب خرید کر پی لی تو نہ ضمان واجب ہے نہ ثمن۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مسلمان کی شراب غصب کرکے سرکہ بنالیا اگرایسی چیز ڈال کر بنایا جس کی کچھ قیمت نہیں ہے مثلاً تھوڑا سا نمک یاتھوڑے سے گیہوں تو یہ سرکہ اُسی کا ہے جس کی شراب تھی اور اگر زیادہ نمک وغیرہ ڈالا جس کی کچھ قیمت ہے تو سرکہ غاصب کا ہے اور غاصب پر تاوان بھی نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: کسی نے دوسرے کی چیز تلف کردی مالک نے اس کو جائز رکھا کہہ دیا کہ میں نے جائز کردیا یا میں اس پر راضی ہوں وہ ضمان سے بری نہیں ہوگا یعنی مالک چاہے تو اس کہنے کے بعد بھی ضمان لے سکتا ہے۔[7] (تنویر)

مسئلہ ۱۴: غاصب کے پاس سے کوئی دوسرا غصب کرکے لے گیا مالک کو اختیار ہے غاصبِ اول سے تاوان لے یا غاصبِ دوم سے، اگر غاصبِ اول سے ضمان لیا تو وہ غاصبِ دوم سے رجوع کرے گا اور غاصبِ دوم سے لیا تو وہ اول سے رجوع

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الغصب، مطلب: فیما یجوزمن التصرف...إلخ، ج۹، ص۳۳۴.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الغصب، الباب الثالث فیما لایجب...إلخ، ج۵، ص۱۳۰.

3 ......ضائع کردیا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الغصب، ج۹، ص ۳۴۹.

5 ......المرجع السابق، ص۳۵۰.

6 ...... المرجع السابق، ص ۳۵۱.

7 ......"تنویر الأبصار"، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۳۱.

نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر غاصب نے مغصوب کوکسی کے پاس ودیعت رکھا تو مالک اس مودَع سے تاوان لے سکتا ہے ایک سے ضمان لے گا تو دوسرا بری ہوجائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: غاصب الغاصب نے مغصوب چیز غاصب اول کے پاس واپس کردی تاوان سے بری ہوگیا اور مغصوب چیز غاصب دوم نے ہلاک کردی اور اُس کی قیمت غاصب اول کو دیدی اب بھی بری ہوگیا اب مالک اس سے تاوان کا مطالبہ نہیں کرسکتا مگر یہ ضرور ہے کہ مغصوب کا واپس کرنا یا اُس کی قیمت ادا کرنا معروف ہو قاضی نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہو یا گواہوں سے ثابت ہو یا خود مالک نے تصدیق کی ہو۔ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ غاصب اول نے اقرار کیا ہو کہ اُس نے چیز یا اُس کی قیمت مجھ کو دیدی ہے تو یہ اقرار محض غاصب اول کے حق میں معتبر ہے یعنی اُس کو لینے والا اقرار دیا جائے گا اصل مالک کے حق میں وہ اقرار بے کار ہے یعنی وہ اب بھی غاصب دوم سے مطالبہ کر کے ضمان وصول کرسکتا ہے مگر چونکہ غاصب اول اقرار کرچکا ہے لہٰذا غاصب دوم اُس سے رجوع کرے گا اور اگر غاصب اول سے مالک نے ضمان لیا تو وہ دوم سے نہیں لے سکتا کہ مغصوب یا اُس کی قیمت پانے کا اقرار کرچکا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: غاصب نے مغصوب کو بطور عاریت دے دیا ہے تو مالک معیر و مستعیر جس سے چاہے ضمان لے سکتا ہے جس سے لے گا وہ دوسرے سے نہیں لے سکتا ہاں اگر مستعیر نے اس چیز کو تلف کردیا ہے اور مالک نے معیر سے ضمان لیا تو وہ مستعیر سے رجوع کرسکتا ہے۔ اور غاصب نے ہبہ کردیا ہے اور موہوب لہ کے پاس ہلاک ہوگئی اور مالک نے اس سے ضمان لیا تو یہ واہب سے رجوع نہیں کرسکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: غاصب نے مغصوب کو بیچ ڈالا اور مشتری کو تسلیم کردیا اور مالک نے غاصب سے ضمان لے لیا تو بیع صحیح ہوگئی اور ثمن غاصب کا ہوگیا اور مشتری سے ضمان لیا تو بیع باطل ہوگئی مشتری غاصب سے ثمن واپس لے اور اگر مبیع مشتری کو نہیں دی ہے تو مشتری سے ضمان نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: غاصب نے مغصوب کو رہن رکھ دیا ہے یا اُجرت پر دے دیا ہے اور مالک نے مرتہن یا مستاجر سے تاوان لیا تو یہ غاصب پر رجوع کریں گے، یوہیں مودَع سے تاوان لیا تو وہ غاصب سے وصول کرے گا۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثاني عشر في غاصب الغاصب...إلخ، ج٥، ص١٤٦.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الغصب، مطلب: في ابحاث غاصب الغاصب، ج٩، ص٣٣٠.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الثاني عشر في غاصب الغاصب...إلخ، ج٥، ص١٤٦.

4 ......المرجع السابق، ص١٤٧.

5 ......"ردالمحتار"، كتاب الغصب، مطلب: في ابحاث غاصب الغاصب، ج٩، ص٣٣١.

مسئلہ ۱۹: مالک کو اختیار ہے کہ کچھ حصہ ضمان کا غاصب سے لے اور باقی غاصب الغاصب سے اور ایک سے ضمان کو اختیار کرلیا تو اب دوسرے سے نہیں لے سکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: غاصب سے مغصوب کو کسی نے اس لیے لیا ہے کہ مالک کو دیدے گا مالک کے یہاں گیا وہ نہیں ملا تو یہ شخص غاصب الغاصب کے حکم میں ہے جب تک مالک کو دے نہ دے بریٔ الذمہ نہ ہوگا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص نے گھوڑا غصب کیا اس سے دوسرے نے غصب کیا دوسرے کے یہاں سے مالک چورا لے گیا پھر غاصب دوم اس مالک سے زبردستی چھین لے گیا اور مالک کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے مالک یہ چاہتا ہے کہ غاصب اول سے مطالبہ کرے اب یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ جب اُس کی چیز اُس کو مل گئی کسی طرح سے بھی ملی غاصب بری ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: غاصب نے مغصوب کو بیع کردیا اور مالک نے اس بیع کو جائز کردیا بیع صحیح ہوجائے گی بشرطیکہ وقتِ اجازت بائع یعنی غاصب اور مشتری و مغصوب سب موجود ہوں ہلاک نہ ہوئے ہوں اور یہ اجازت مقدمہ دائر کرنے سے قبل ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: غاصب نے مغصوب کو بیع کردیا پھر خود غاصب اس چیز مغصوب کا مالک ہوگیا کہ مالک سے خریدلی یا اُس نے اسے ہبہ کردی یا میراث میں یہ چیز اسے ملی تو وہ پہلی بیع جو اس نے کی تھی باطل ہوگئی۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۴: شہر یا گاؤں میں آگ لگ گئی بجھانے کے لیے کسی کی دیوار یا مکان پر چڑھا اور اس کے چڑھنے سے عمارت کو نقصان پہنچا کوئی چیز ٹوٹ گئی یا دیوار گرگئی اس کا تاوان واجب نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: کسی کے مکان میں بغیر اجازت مالک داخل ہونا جائز نہیں مگر بضرورت مثلاً اس کا کپڑا اُڑکر اُس مکان میں چلا گیا اور معلوم ہے کہ اگر مالک مکان سے کہہ دے گا تو وہ لے لے گا اسے نہیں دے گا مگر اچھے لوگوں سے یہ کہہ دے کہ محض اس غرض سے مکان میں گھسنا چاہتا ہے اور اگر مالک سے اندیشہ نہیں ہے تو جانے کی ضرورت نہیں مالک سے کہہ دے کہ کپڑا لاکر

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الغصب ج۹،ص ۳۳۰.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الغصب،مطلب: فی ابحاث غاصب الغاصب،ج۹،ص ۳۳۱.

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الغصب،الباب الثانی عشر فی غاصب الغاصب...إلخ،ج۵، ص ۱۴۸.

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الغصب،الباب الرابع عشر فی المتفرقات،ج۵،ص ۱۴۹، ۱۵۰.

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع،الباب التاسع فیمایجوزبیعه ...إلخ،الفصل الثالث،ج۳،ص ۱۱۱.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الغصب،ج۹،ص ۳۳۳.

دیدے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی اُچکا اس کی چیز لے کر کسی کے مکان میں گھس گیا یہ اُس سے لینے کے لیے اُس کے پیچھے جاسکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: ایک شخص نے قبر کھودوائی تھی دوسرے نے اپنی میت اُس میں دفن کردی اگر یہ زمین پہلے شخص کی مملوک ہے تو وہ قبر کھود کر میت نکلوا سکتا ہے یا زمین کو برابر کر کے اُس کو کام میں لاسکتا ہے اور میت کی توہین کرنے والا یہ نہیں ہے۔ بلکہ حقیقۃً میت کی توہین اُس نے کی کہ بغیر اجازت پرائی زمین میں دفن کردی۔ اور اگر وہ زمین مباح یا وقف ہے تو نہ میت کو نکال سکتا ہے نہ زمین کو برابر کرسکتا ہے قبر کھودنے کی اُجرت لے سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: غاصب[3] نے مغصوب چیز کو غائب کردیا پتا نہیں چلتا کہ کہاں ہے مالک کو اختیار ہے کہ صبر کرے اور چیز ملنے کا انتظار کرے اور چاہے تو غاصب سے ضمان لے اگر غاصب سے ضمان لے لیا تو چیز غاصب کی ہوگئی اور غاصب کی یہ مِلک مِلکِ مستند ہے یعنی اگرچہ ملک کا حکم اس وقت دیا جائے گا مگر یہ مِلک وقتِ غصب سے شمار ہوگی اور اوس چیز میں جو زوائد مُتَّصِلہ ہوئے غاصب ان کا بھی مالک ہے[4] اور زوائد مُنْفَصِلہ[5] کا مالک نہیں جیسے درخت میں پھل اور جانوروں میں بچے۔[6] (ہدایہ، عنایہ)

مسئلہ ۲۸: اُس چیز کی قیمت کیا ہے اگر اس میں اختلاف ہے تو گواہ مالک کے معتبر ہیں اور گواہ نہ ہوں تو غاصب جو کہتا ہے قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہے۔[7] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۹: غاصب اگر یہ کہتا ہے کہ اس کی قیمت کیا ہے میں نہیں جانتا تو اُسے مجبور کیا جائے گا کہ بتائے اور نہیں

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الغصب، مطلب: فیمایجوز فیه...إلخ، ج۹، ص۳۳۳.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الغصب، ج۹، ص۳۳۳.

3 ......غصب کرنے والا۔

4 ......یعنی ایسی زیادتیاں جو اس چیز کے ساتھ متصل ہوں وہ بھی غاصب کی ملکیت شمار ہوں گی۔

5 ......چیز میں ایسی زیادتی جو اس کے ساتھ متصل نہ ہو۔

6 ......"الهداية"، کتاب الغصب، فصل، ج۲، ص۳۰۲.

و"العناية"علی"فتح القدير"، کتاب الغصب، فصل، ج۸، ص۲۷۲.

7 ......"الهداية"، کتاب الغصب، فصل، ج۲، ص۳۰۲.

و"الدرالمختار"، کتاب الغصب، فصل فی مسائل متفرقة، ج۹، ص۳۳۷.

بتاتا تو جو کچھ مالک کہتا ہے اُس پر غاصب کو قسم دی جائے یعنی قسم کھائے کہ یہ قیمت نہیں ہے جو مالک کہتا ہے اگر قسم کھانے سے انکار کرتا ہے تو مالک جو کچھ کہتا ہے دینا ہوگا اور قسم کھا گیا تو مالک کو قسم کھانی ہوگی کہ جو کچھ میں نے قیمت بیان کی وہی ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: شے مغصوب ضمان لینے کے بعد ظاہر ہوگئی تو مالک کو اختیار ہے کہ ضمان جو لے چکا ہے واپس کردے اور اپنی چیز لے لے اور چاہے تو ضمان کو نافذ کردے یہ اُس صورت میں ہے کہ قیمت وہ لی گئی جو غاصب نے بتائی ہے اور غاصب کو اختیار نہیں ہے اور اگر قیمت وہ دلائی گئی ہے جو مالک نے بتائی یا مالک نے گواہوں سے ثابت کی ہے یا غاصب پر قسم دی گئی اس نے قسم کھانے سے انکار کردیا ہے تو ان صورتوں میں مالک اس چیز کو نہیں لے سکتا۔[2] (ہدایہ، عنایہ)

مسئلہ ۳۱: مغصوب میں جو زیادت مُنفصِلہ پیدا ہوئی مثلاً جانور کا دودھ، درخت کے پھل، یہ غاصب کے پاس بمنزلۂ امانت ہے اگر غاصب نے اُس میں تعدّی کی، ہلاک کرڈالی، خرچ کرڈالی یا مالک نے طلب کی اور غاصب نے نہیں دی جب تو ضمان واجب ہوگا ورنہ ان کا ضمان واجب نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: طبلہ[4]، سارنگی[5]، ستار[6]، یکتارا[7]، دوتارا[8]، ڈھول اور ان کے علاوہ دوسری قسم کے باجے کسی نے توڑ ڈالے توڑنے والے کو تاوان دینا ہوگا مگر تاوان میں باجے کی قیمت نہیں دی جائے گی بلکہ اوس قسم کی لکڑی گھڑی ہوئی باجے کے سوا اگر کسی جائز کام میں آئے اُس کی جو قیمت ہو وہ دی جائے یہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے مگر صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے وہ یہ کہ توڑنے والے پر کچھ بھی تاوان واجب نہیں بلکہ ان کی بیع بھی جائز نہیں اور یہ اختلاف اُسی صورت میں ہے جب وہ لکڑی کسی کام میں آسکتی ہو ورنہ بالاتفاق تاوان نہیں اور اگر امام کے حکم سے توڑے ہوں تو بالاتفاق تاوان واجب نہیں اور یہ اختلاف اُس میں ہے کہ وہ باجے ایسے شخص کے نہ ہوں جو گاتا بجاتا ہو

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الغصب، فصل فی مسائل متفرقة، ج۹، ص۳۳۸.

2 ......"الهداية"، کتاب الغصب، فصل، ج۲، ص۳۰۲، ۳۰۳.

و"العناية"، علی"فتح القدير"، کتاب الغصب، فصل، ج۸، ص۲۷۳.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الغصب، فصل فی مسائل متفرقة، ج۹، ص۳۴۱.

4 ......ایک قسم کا ایک رُخا ڈھول۔

5 ......ایک قسم کا ساز جس میں تار لگے ہوئے ہوتے ہیں اسے گز سے بجایا جاتا ہے۔

6 ......ایک قسم کا ساز جسے مضراب (ستار بجانے کے لئے استعمال ہونے والا ایک چھوٹا سا آلہ) سے بجایا جاتا ہے۔

7 ......ایک قسم کا باجا جس میں ایک تار لگا ہوتا ہے۔

8 ......ایک قسم کی چھوٹی سارنگی جس میں دو تار ہوتے ہیں۔

اور گویے کے ہوں تو بھی بالاتفاق تاوان واجب نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: شطرنج، گنجفہ[2]، چوسر[3]، تاش وغیرہ ناجائز کھیل کی چیزیں تلف کردیں ان کا بھی تاوان واجب نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: طبل غازی کو توڑ ڈالا یا وہ دف جس کو شادیوں میں بجانا جائز ہے اسے توڑا یا چھوٹے بچوں کے تاشے باجے توڑ ڈالے تو ان کا تاوان ہے۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: بولنے والے کبوتر یا فاختہ کو تلف کیا تو تاوان میں وہ قیمت لی جائے گی جو بولنے والے کی ہے اسی طرح بعض کبوتر خوبصورت ہوتے ہیں اس کی وجہ سے اُن کی قیمت زیادہ ہوتی ہے تو تاوان میں یہی قیمت لی جائے گی اور اُڑنے والے کبوتروں میں وہ قیمت لگائی جائے گی جو نہ اُڑنے والے کی ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: سینگ والا مینڈھا جو لڑایا جاتا ہے یا اصیل مرغ جس کو لڑاتے ہیں ان میں وہ قیمت لگائی جائے گی جو نہ لڑنے والوں کی ہے کیونکہ ان کا لڑانا حرام ہے قیمت میں اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔[7] (عالمگیری) یوہیں تیتر، بٹیر وغیرہ لڑاتے ہیں اور اس کی وجہ سے انھیں بہت داموں میں خریدتے بیچتے ہیں ان کے اتلاف میں وہی قیمت لی جائے گی جو گوشت کھانے کے تیتر بٹیر کی ہو۔

مسئلہ ۳۷: درخت میں چھوٹے چھوٹے پھل ہیں جو اس وقت کسی کام کے نہیں جیسے امرود کے ابتدائی پھل وہ تلف کر ڈالے تو یہ نہیں خیال کیا جائے گا کہ ان کی کچھ قیمت نہیں ہے بلکہ تاوان لیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ تنہا درخت کی کیا قیمت ہے اور درخت مع پھل کی کیا قیمت ہے جو زیادتی قیمت میں ہو وہ نقصان کرنے والے سے لی جائے۔ یوہیں اگر درخت میں

---

1 ......"الهداية"، كتاب الغصب، فصل في غصب مالايتقدم، ج٢، ص٢٠٧.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الغصب، مطلب: في ضمان... إلخ، ج٩، ص٣٥٢.

2 ......ایک قسم کا کھیل جس میں 96 گول پتے اور تین کھلاڑی ہوتے ہیں۔

3 ......ایک قسم کا کھیل جو سات کوڑیوں سے کھیلا جاتا ہے اس کی بساط کے چار حصے ہوتے ہیں اور ہر حصے میں نو خانے ہوتے ہیں۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الرابع في كيفية الضمان، ج٥، ص١٣١.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الغصب، فصل في مسائل متفرقة، ج٩، ص٣٥٤.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الرابع في كيفية الضمان، ج٥، ص١٣١.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الغصب، الباب الرابع في كيفية الضمان، ج٥، ص١٣١.

7 ......المرجع السابق.

کلیاں نکلی ہیں اور کسی نے ان کو جھاڑ کر گرا دیا تو یہاں بھی اُسی صورت سے تاوان لیا جائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: کسی شخص نے خاص کوئیں میں نجاست ڈالی تو اوس سے تاوان لیا جائے گا۔اور عام کوئیں میں ڈالی تو اسے حکم ہوگا کہ کوئیں کو پاک کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: علی بن عاصم رحمہ اللہ تعالٰی کہتے ہیں میں نے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سوال کیا کہ ایک شخص کا ایک روپیہ دوسرے کے دو روپے میں مل گیا اُس کے پاس سے دو روپے جاتے رہے ایک باقی ہے اور معلوم نہیں یہ کس کا روپیہ ہے اس کا کیا حکم ہے امام نے فرمایا وہ جو باقی ہے اُس میں سے ایک تہائی ایک روپیہ والے کی ہے اور دو تہائیاں دو۲ روپے والے کی۔علی بن عاصم کہتے ہیں اس کے بعد میں ابن شبرمہ رحمہ اللہ تعالٰی سے ملا اور ان سے بھی یہی سوال کیا اُنھوں نے کہا تم نے اس کو کسی اور سے بھی پوچھا ہے میں نے کہا ہاں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے پوچھا ہے ابن شبرمہ نے کہا اُنھوں نے یہ جواب دیا ہوگا میں نے کہا ہاں۔ابن شبرمہ نے کہا اُنھوں نے غلط جواب دیا اس لیے کہ دو روپے جو گم ہوگئے اون میں ایک تو یقیناً اُس کا ہے جس کے دو روپے تھے اور ایک میں احتمال ہے کہ اُس کا ہو یا ایک روپیہ والے کا ہو اور جو باقی ہے اس میں بھی احتمال ہے کہ دو والے کا ہو یا ایک والے کا دونوں برابر کا احتمال رکھتے ہیں لہٰذا نصف نصف دونوں بانٹ لیں۔کہتے ہیں مجھے ابن شبرمہ کا جواب بہت پسند آیا پھر میں امام اعظم (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے ملا اور ان سے کہا کہ اس مسئلہ میں آپ کے خلاف جواب ملا ہے امام (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے فرمایا کیا تم ابن شبرمہ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے پاس گئے تھے میں نے کہا ہاں۔فرمایا اُنھوں نے تم سے یہ کہا ہے وہ سب باتیں بیان کردیں میں نے کہا ہاں۔فرمایا کہ جب تینوں روپے مل گئے اور امتیاز باقی نہ رہا تو ہر روپیہ میں دونوں شریک ہوگئے ایک والے کی ایک تہائی اور دو والے کی دو تہائیاں پھر جب دو گم ہوگئے تو دونوں کی شرکت کے دو روپے گم ہوئے اور جو باقی ہے یہ بھی دونوں کی شرکت کا ہے کہ ایک تہائی ایک کی اور دو تہائیاں دوسرے کی۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص نے دوسرے سے کہا اس بکری کو ذبح کر دو اوس نے ذبح کردی اور بکری اوس کی نہ تھی جس نے ذبح کرنے کو کہا تھا تو ذبح کرنے والے کو تاوان دینا ہوگا اوسے یہ بات کہ بکری دوسرے کی ہے معلوم ہو یا نہ ہو دونوں کا ایک حکم ہے ہاں یہ فرق ہے کہ اگر معلوم نہیں ہے تو کہنے والے سے رجوع کرسکتا ہے اور معلوم ہو تو رجوع بھی نہیں کرسکتا۔[4] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الغصب، الباب الرابع في كيفية الضمان، ج٥، ص١٣١.

2 ......المرجع السابق، ص ١٣٢.

3 ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الغصب، الجزء الأول، ص ٤٤٦.

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الغصب، الباب التاسع في الأمر بالاتلاف...إلخ، ج٥، ص١٤٢.

مسئلہ ۴۱: کسی نے کہا میرے اس کپڑے کو پھاڑ کر پانی میں ڈال آ وٗ اُس نے ایسا ہی کیا تو اُس پر تاوان نہیں مگر گنہگار ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: زمین غصب کر کے اُس میں کوئی چیز بوئی مالک نے کھیت جوت کر کوئی اور چیز بودی مالک کو تاوان نہیں دینا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کاشت کی مالک نے کہا تم نے ایسا کیوں کیا میرا کھیت واپس دو بونے والے نے کہا اُتنے ہی بیج مجھے دے دو اور میں اُجرت کے طور پر کام کروں گا یا یہ کہ جو کچھ کھیت میں ہو نصف میرا اور نصف تمہارا مالک زمین نے بیج دے دیے پیداوار مالک زمین لے گا اور اس کو اُجرت مثل دے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: درخت کی شاخ دوسرے کی دیوار پر آگئی اس کو اپنی دیوار کے نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ ہے مالکِ درخت سے کہہ دے کہ شاخ کاٹ ڈالو ورنہ میں خود کاٹ ڈالوں گا اگر مالک نے کاٹ دی فبہا ورنہ یہ کاٹ ڈالے اس پر تاوان واجب نہیں کہ مالک کا خاموش رہنا رضامندی کی دلیل ہے اور اگر مالکِ درخت سے بغیر کہے کاٹ ڈالی تو تاوان واجب ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: دو انڈے غصب کیے ایک کو مرغی کے نیچے رکھ دیا اور دوسرے کو اس نے نہیں رکھا بلکہ مرغی آپ سیتی رہی[5] اور دونوں سے بچے ہوئے تو دونوں غاصب کے ہیں اور غاصب سے دو انڈے تاوان میں لیے جائیں گے اور اگر غصب نہ کیے ہوتے بلکہ اس کے پاس ودیعت ہوتے تو جس انڈے کو مرغی نے خود سی کر بچہ نکالا وہ مودِع کا ہوتا اور جس کو مرغی کے نیچے رکھتا وہ مودَع کا ہوتا اور اس انڈے کا تاوان دینا ہوتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: تنور میں اتنی لکڑیاں ڈال دیں کہ تنور اُن کا متحمل نہ تھا شعلہ اوٹھا اور وہ مکان جلا اور پڑوس کا مکان بھی جل گیا اس مکان کا تاوان دینا ہوگا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الغصب، الباب التاسع فی الأمر بالاتلاف...إلخ، ج٥، ص١٤٣.

2 ......المرجع السابق، الباب العاشر فی زراعة الأرض المغصوبة ، ج٥، ص١٤٤.

3 ......المرجع السابق.

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الغصب، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج٥، ص١٥٠.

5 ......مرغی خود انڈوں پر بچے نکالنے کے لیے بیٹھتی رہی۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الغصب، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج٥، ص١٥١.

7 ......المرجع السابق، ص١٥٢.

مسئلہ ۴۷: ایک شخص کا دامن دوسرے شخص کے نیچے دبا ہوا تھا دامن والے کو خبر نہ تھی وہ اوٹھا اور دامن پھٹ گیا آدھا تاوان اس پر واجب ہے جس نے دبا رکھا تھا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۴۸: دلال کو بیچنے کے لیے چیز دی تھی دلال کو معلوم ہوا کہ یہ چیز چوری کی ہے، جس نے دی اُسے واپس کردی مالک نے دلال سے اپنی چیز مانگی اس نے کہا جس نے مجھے دی تھی اُس کو دے دی دلال بری ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: دائن نے مدیون کے سر سے پگڑی اوتار لی اور یہ کہا کہ جب میرا روپیہ لاؤ گے تمہاری پگڑی دے دوں گا وہ جب روپیہ لایا تو پگڑی ضائع ہوگئی تھی تو اس کے لیے غصب کا حکم نہیں ہے بلکہ رہن کا حکم ہے کہ مرہون چیز ہلاک ہونے پر جو کیا جاتا ہے یہاں بھی کیا جائے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: ایک کا جانور دوسرے کے گھر میں گھس گیا گھر میں سے نکالنا جانور کے مالک کا کام ہے۔ اور پرند کسی کے کوئیں میں گر کر مر گیا تو کوئیں سے اُس کو نکالنا پرند کے مالک کا کام ہے کوآں صاف کرانا اُس کے ذمہ نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: تربز غصب کیا اور اُس میں سے ایک کھانپ کاٹ لی تو تربز مالک ہی کا ہے اور سب کھانپیں کاٹ ڈالیں تو مالک کی مِلک جاتی رہی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: ایک مکان میں بہت لوگ جمع تھے صاحب خانہ کا آئینہ اوٹھا کر ایک نے دیکھا اُس نے دوسرے کو دے دیا یکے بعد دیگرے سب دیکھتے رہے اور آئینہ ٹوٹ گیا کسی سے تاوان نہیں لیا جائے گا کہ ایسی چیزوں کے استعمال کی عادۃً اجازت ہوا کرتی ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: ایک نے کسی کی ٹوپی اوتار کر دوسرے کے سر پر رکھ دی اُس نے اپنے سر سے اوتار کر ڈال دی پھر وہ ٹوپی ضائع ہوگئی اگر اُس نے ٹوپی والے کے سامنے پھینکی ہے کہ اگر وہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے تو کسی پر تاوان نہیں ورنہ تاوان ہے دونوں میں سے جس سے چاہے تاوان وصول کرسکتا ہے۔ یوہیں ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اُس کے سر سے ٹوپی گر گئی اُس کو کسی نے وہاں سے ہٹا دیا اور وہاں سے چور لے گیا اگر ایسی جگہ ہٹا کر رکھی کہ مُصلّی لینا چاہے تو ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے تو ہٹانے والے پر تاوان نہیں اور اگر دور رکھی تو تاوان ہے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الغصب، فصل فیمایصیربه المرء غاصباًوضامناً، ج۲، ص۲۶۲.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الغصب، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج۵، ص۱۵٤.

3 ......المرجع السابق، ص۱۵۵. 4 ......المرجع السابق. 5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق، ص۱۵۸. 7 ......المرجع السابق، ص۱۵۹.

شفعہ کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابورافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''پروسی کو شفعہ کرنے کا حق ہے''۔[1]

حدیث ۲: امام احمد و ترمذی وابوداود وابن ماجہ ودارمی جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''پروسی کو شفعہ کرنے کا حق ہے اس کا انتظار کیا جائے گا اگرچہ وہ غائب ہو جبکہ دونوں کا راستہ ایک ہو''۔[2]

حدیث ۳: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''شریک شفیع ہے اور شفعہ ہر شے میں ہے''۔[3]

حدیث ۴: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فیصلہ فرمادیا کہ شفعہ ہر شرکت کی چیز میں ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو مکان ہو یا باغ ہو۔ اُسے یہ حلال نہیں کہ شریک کو بغیر خبر کیے بیچ ڈالے خبر کرنے پر وہ چاہے تو لے لے اور چاہے چھوڑ دے اور اگر بغیر خبر کیے اُس نے بیچ ڈالا تو وہ حقدار ہے۔[4]

حدیث ۵: صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فیصلہ کیا کہ شفعہ ہر غیر منقسم چیز میں ہے اور جب حدود واقع ہوگئے اور راستے پھیر دیے گئے یعنی تقسیم کر کے ہر ایک کا راستہ جدا کر دیا گیا تو اب شفعہ نہیں یعنی شرکت کی وجہ سے جو شفعہ تھا وہ اب نہیں۔[5]

حدیث ۶: صحیح بخاری میں عَمْرو بن شَرِید سے مروی ہے کہتے ہیں میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس کھڑا تھا اتنے میں ابورافع رضی اللہ تعالٰی عنہ آئے اور یہ کہا کہ سعد تمہارے دار میں جو میرے دو مکان ہیں اُنھیں خرید لو اُنھوں نے کہا میں نہیں خریدوں گا مِسْوَر بن مَخْرَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا واللہ تم کو خریدنا ہوگا سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا واللہ میں چار ہزار درہم سے زیادہ نہیں دوں گا اور وہ بھی باقساط ابورافع رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا۔ مجھے پانسو اشرفیاں مل رہی ہیں

---

[1] ...... "صحيح البخاري"، كتاب الشفعة... إلخ، باب عرض الشفعة على صاحبها قبل البيع، الحديث: ۲۲۵۸، ج۲، ص۶۱.

[2] ...... "جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في الشفعة للغائب، الحديث: ۱۳۷٤، ج۳، ص۸۳.

[3] ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء ان الشريك شفيع، الحديث: ۱۳۷٦، ج۳، ص۸٤.

[4] ......"صحيح مسلم"، كتاب المساقاة... إلخ، باب الشفعة، الحديث: ۱۳۳، ۱۳٤ ـ (۱٦۰۸)، ص۸٦۸.

[5] ......"صحيح البخاري"، كتاب الشفعة... إلخ، باب الشفعة فيما لم يقسم... إلخ، الحديث: ۲۲۵۷، ج۲، ص۶۱.

اور اگر میں نے رسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے یہ سنا نہ ہوتا کہ پڑوسی کو قرب کی وجہ سے حق ہوتا ہے تو چار ہزار میں نہیں دیتا جبکہ پانسو دینار مجھے مل رہے ہیں یہ کہہ کر ان کو چار ہزار میں دے دیا۔[1]

مسائل فقهيه

غیر منقول جائداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اُتنے ہی میں اُس جائداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفعہ کہتے ہیں۔ یہاں اس کی ضرورت نہیں کہ مشتری اس پر راضی ہو جب ہی شفعہ کیا جائے وہ راضی ہو یا ناراض بہر صورت جو حق دار ہے لے سکتا ہے۔ جس شخص کو یہ حق حاصل ہے اوس کو شفیع کہتے ہیں۔ مشتری نے مثلی چیز کے عوض میں جائداد خریدی ہے مثلاً روپے اشرفی پیسے کے عوض میں ہے تو اُس کی مثل دے کر شفیع لے لے گا اور اگر قیمی چیز ثمن ہے تو اُس کی جو کچھ قیمت ہے وہ دے گا۔

مسئلہ ۱: شفعہ وہ شخص کرسکتا ہے جس کی مِلک جائداد مبیعہ سے متصل ہے خواہ اُس جائداد میں شفیع کی شرکت ہو یا اس کا جوار (پڑوس) ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: شفعہ کے شرائط حسب ذیل ہیں۔ (۱) جائداد کا انتقال عقد معاوضہ کے ذریعہ سے ہو یعنی بیع یا معنی بیع میں ہو۔ معنی بیع مثلاً جائداد کو بدل صلح قرار دیا یعنی اُس کو دے کر صلح کی ہو اور اگر انتقال میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو شفعہ نہیں ہوسکتا مثلاً ہبہ، صدقہ، میراث، وصیت کی رو سے جائداد حاصل ہوئی تو اُس پر شفعہ نہیں ہوسکتا۔ ہبہ بشرط العوض میں اگر دونوں جانب سے تقابض بدلین ہو گیا تو شفعہ ہوسکتا ہے۔ اور اگر ہبہ میں عوض کی شرط نہ تھی مگر موہوب لہ نے عوض دے دیا مثلاً زید نے عَمْرو کو ایک مکان ہبہ کر دیا اور عمرو نے زید کو اُس کے عوض میں مکان ہبہ کیا تو دونوں میں سے کسی پر شفعہ نہیں ہوسکتا۔[3] (عالمگیری) (۲) مبیع عقار یعنی جائداد غیر منقولہ ہو منقولات میں شفعہ نہیں ہوسکتا۔ (۳) بائع کی ملک زائل ہو گئی ہو لہٰذا اگر بائع کو خیار شرط ہو تو شفعہ نہیں ہوسکتا جب وہ اپنا خیار شرط ساقط کر دے گا تب ہو سکے گا۔ اور مشتری کو خیار ہو تو شفعہ ہوسکتا ہے۔ (۴) بائع کا حق بھی زائل ہو گیا ہو یعنی مبیع کے واپس لینے کا اُسے حق نہ ہو لہٰذا مشتری نے بیع فاسد کے ذریعہ سے جائداد بیچی تو شفعہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر مشتری نے اس جائداد کو بیع صحیح کے ذریعہ فروخت کر ڈالا تو اب شفعہ ہوسکتا ہے اور اس شفعہ کو اگر بیع ثانی پر بنا کرے تو بیع ثانی

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الشفعة... إلخ، باب عرض الشفعة... إلخ، الحديث: ۲۲۵۸، ج۲، ص ٦١.

2 ...... "الدر المختار"، كتاب الشفعة، ج۹، ص ۳٦٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الأول في تفسيرها... إلخ، ج۵، ص ١٦٠.

کا جو کچھ ثمن ہے اُس کے ساتھ لے گا اور اگر بیع اول پر بنا کرے تو مشتری کے قبضہ کرنے کے دن جو اُس کی قیمت تھی وہ دینی ہوگی۔(۵) جس جائداد کے ذریعہ سے اس جائداد پر شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوا ہے وہ اس وقت شفیع کی ملک میں ہو یعنی جبکہ مشتری نے اس شفعہ والی جائداد کو خریدا لہٰذا اگر وہ مکان شفیع کے کرایہ میں ہو یا عاریت کے طور پر اوس میں رہتا ہے تو شفعہ نہیں کرسکتا یا اس مکان کو اس نے پہلے ہی بیع کر دیا ہے تو اب شفعہ نہیں کرسکتا۔(۶) شفیع نے اوس بیع سے نہ صراحۃً رضامندی ظاہر کی ہو نہ دلالۃً۔[1]

مسئلہ۳: دو منزلہ مکان ہے اُس کی دونوں منزل میں شفعہ ہوسکتا ہے مثلاً اگر صرف بالاخانہ فروخت ہوا تو شفعہ ہوسکتا ہے اگرچہ اوس کا راستہ نیچے کی منزل میں نہ ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ۴: نابالغ اور مجنون کے لیے بھی حق شفعہ ثابت ہوتا ہے ان کا وصی یا ولی اس کا مطالبہ کرے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۵: شفعہ کے ذریعہ سے جو جائداد حاصل کی گئی وہ اُسی کی مثل ہے جس کو خریدا ہے یعنی اس جائداد میں شفیع کو خیار رویت خیار عیب حاصل ہوگا جس طرح مشتری کو ہوتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۶: شفعہ کا حکم یہ ہے کہ جب اس کا سبب پایا جائے یعنی جائداد بیچی گئی تو طلب کرنا جائز ہے اور بعد طلب و اشہاد یہ مؤکد ہو جاتا ہے اور قاضی کے فیصلہ یا مشتری کی رضامندی سے شفیع اُس چیز کا مالک ہو جاتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ۷: مکان موقوف کے متصل کوئی مکان فروخت ہوا تو نہ واقف شفعہ کرسکتا ہے نہ متولی نہ وہ شخص جس پر یہ مکان وقف ہے کہ شفعہ کے لیے یہ ضرورت تھی کہ جس کے ذریعہ سے شفعہ کیا جائے وہ مملوک ہو اور مکان موقوف مملوک نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۸: زمین موقوف میں کسی نے مکان بنایا ہے اور اُس کے جوار میں کوئی مکان فروخت ہوا تو یہ شفعہ نہیں کرسکتا اور اپنی عمارت بیع کرے تو اس پر بھی شفعہ نہیں ہوسکتا۔[7] (عالمگیری)

---

1. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشفعة،الباب الأول فی تفسيرها... إلخ،ج٥،ص١٦٠،١٦١.
2. ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، ج٩،ص٣٦٢.
3. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشفعة،الباب الأول فی تفسير ها... إلخ،ج٥،ص١٦١.
4. ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، ج٩،ص٣٦٤.
5. ......المرجع السابق،ص ٣٦٤،٣٦٥.
6. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشفعة،الباب الاوّل فی تفسيرها... إلخ،ج ٥،ص١٦١.
7. ......المرجع السابق.

مسئلہ ۹: جس جائداد موقوفہ کی بیع نہیں ہوسکتی اگر کسی نے ایسی جائداد بیع کردی تو اس پر شفعہ نہیں ہوسکتا کہ شفعہ کے لیے بیع ہونا ضرور ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: اگر وقف ایسا ہو جس کی بیع جائز ہو اور وہ فروخت ہوا تو اس پر شفعہ ہوسکتا ہے اور اگر اُس کے جوار میں کوئی جائداد فروخت ہوئی تو وقف کی جانب سے شفعہ نہیں ہوسکتا کہ اس کا کوئی مالک نہیں جو شفعہ کرسکے۔ یوہیں اگر جائداد کا ایک جز وقف ہے اور ایک جز ملک اور جو حصہ مِلک ہے وہ فروخت ہوا تو وقف کی جانب سے اُس پر شفعہ نہیں ہوسکتا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مکان کو نکاح کا مَہر قرار دیا یا اُس کو اُجرت مقرر کیا تو اُس پر شفعہ نہیں ہوسکتا اور اگر مَہر کوئی دوسری چیز ہے مکان کو اُس کے بدلے میں بیع کیا یا نکاح میں مَہر کا ذکر نہ ہوا اور مَہرِ مثل واجب ہوا اُس کے بدلے میں عورت کے ہاتھ مکان بیچ دیا تو شفعہ ہوسکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

شفعہ کے مراتب

مسئلہ ۱: شفعہ کے چند اسباب مجتمع ہوجائیں تو اُن میں ترتیب کا لحاظ رکھا جائے گا جو سبب قوی ہو اُس کو مقدم کیا جائے۔ شفعہ کے تین سبب ہیں۔ (۱) شفعہ کرنے والا شریک ہے یا (۲) خلیط ہے یا (۳) جارِ ملاصق۔ شریک وہ ہے کہ خود مبیع میں اُس کی شرکت ہو مثلاً ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک نے بیع کی تو دوسرے شریک کو شفعہ پہنچتا ہے۔ خلیط کا یہ مطلب ہے کہ خود مبیع میں شرکت نہیں ہے اس کا حصہ بائع کے حصہ سے ممتاز ہے مگر حقِ مبیع میں شرکت ہے مثلاً دونوں مکانوں کا ایک ہی راستہ ہے اور راستہ بھی خاص ہے یا دونوں کے کھیت میں ایک نالی سے پانی آتا ہو۔ جار ملاصق یہ ہے کہ اس کے مکان کی پچھیت[4] دوسرے کے مکان میں ہو۔ ان سب میں مقدم شریک ہے پھر خلیط اور جار ملاصق کا مرتبہ سب سے آخر میں ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲: شریک نے مشتری کو تسلیم کردی یعنی شفعہ کرنا نہیں چاہتا ہے تو خلیط کو شفعہ کا حق حاصل ہوگیا کہ اُس کے بعد اسی کا مرتبہ ہے یا اُس جائداد میں کسی کی شرکت ہی نہیں ہے تو خلیط کو شفعہ کا حق ہے اور خلیط نے بھی مشتری سے

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، ج۹، ص ۳۷۱.

2 ......المرجع السابق، ص ۳۷۲.

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشفعة، الباب الأوّل فی تفسيرها...إلخ، ج۵، ص ۱۶۱.

4 ......مکان کے پیچھے کی دیوار۔

5 ......"الهداية"، کتاب الشفعة، ج۲، ص ۳۰۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، ج۹، ص ۳۶۵۔۳۶۸.

نہیں لینا چاہا تسلیم کر دی یا کوئی خلیط ہی نہیں ہے تو جار کو حق ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: نہر عظیم اور راستۂ عام میں شرکت سبب شفعہ نہیں ہے بلکہ اس صورت میں جار ملاصق کو شفعہ کا حق ملے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴: نہر عظیم وہ ہے جس میں کشتی چل سکتی ہو اور اگر کشتی نہ چل سکے تو نہر صغیر ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: کوچۂ سربستہ[4] میں جن لوگوں کے مکانات ہیں وہ سب خلیط ہیں کہ خاص راستہ میں شرکت ہوگئی۔ کوچہ سربستہ سے دوسرا راستہ نکلا کہ آگے چل کر یہ بھی بند ہوگیا اس میں بھی کچھ مکانات ہیں اگر اس میں کوئی مکان فروخت ہوا تو اس کوچہ والے حقدار ہیں پہلے کوچہ والے نہیں اور پہلے کوچہ میں مکان فروخت ہوا تو دونوں کوچہ والے برابر کے حقدار ہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: کوچۂ سربستہ میں ایک مکان ہے جس میں ایک حصہ ایک شخص کا ہے اور ایک حصہ میں دو شخص شریک ہیں اور جس کوچہ میں یہ مکان ہے اس میں دوسروں کے بھی مکانات ہیں ایک شریک نے اپنا حصہ بیع کیا تو اُس کا شریک شفعہ کرسکتا ہے وہ نہ کرے تو دوسرا شخص کرے جو شریک نہ تھا مگر اسی مکان میں اس کا مکان بھی ہے اور یہ بھی نہ کرے تو اُس کوچہ کے دوسرے لوگ کریں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مبیع میں شرکت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پوری مبیع میں شرکت ہے مثلاً پورا مکان دو شخصوں میں مشترک ہو۔ دوم یہ کہ بعض مبیع میں شرکت ہو یعنی مکان کا ایک جز مشترک ہے اور باقی میں شرکت نہیں مثلاً پردہ کی دیوار دونوں کی ہو اور ایک نے اپنا مکان بیع کر دیا تو پردہ کی دیوار جو مشترک ہے اس کی بھی بیع ہوگئی یہ شخص شریک کی حیثیت سے شفعہ کرے گا لہٰذا دوسرے شفیعوں پر مقدم ہوگا مگر جو شخص پورے مکان میں شریک ہے وہ اس شریک پر مقدم ہوگا۔[7] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الثانى فى بيان مراتب الشفعة، ج٥، ص١٦٦.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، ج٩، ص٣٦٧.

3 ......المرجع السابق، ص٣٦٦.

4 ......بند گلی۔

5 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، ج٢، ص٣٠٩.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الثانى فى بيان مراتب الشفعة، ج٥، ص١٦٦.

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، ج٩، ص٣٦٦.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الثانى فى بيان مراتب الشفعة، ج٥، ص١٦٦.

مسئلہ ۸: دیوار میں شرکت سے یہ مراد ہے کہ دیوار کی زمین میں شرکت ہو اور اگر زمین میں شرکت نہ ہو صرف دیوار میں شرکت ہو تو اس کو شریک نہیں شمار کیا جائے گا۔ دونوں کی صورتیں یہ ہیں ایک مکان کے بیچ میں ایک دیوار قائم کر دی گئی پھر تقسیم یوں ہوئی کہ ایک شخص نے دیوار سے ادھر کا حصہ لیا اور دوسرے نے اُدھر کا اور دیوار تقسیم میں نہیں آئی لہٰذا دونوں کی ہوئی۔ اور اگر مکان کو تقسیم کر کے ایک خط کھینچ دیا پھر بیچ میں دیوار بنانے کے لیے ہر ایک نے ایک ایک بالشت زمین دے دی اور دونوں کے پیسوں سے دیوار بنی تو یہاں زمین میں بالکل شرکت نہیں ہے اگر شرکت ہے تو دیوار میں ہے اور دیوار و عمارت میں شرکت موجب شفعہ نہیں لہٰذا اس شرکت کا اعتبار نہیں بلکہ یہ شخص جار ملاصق ہے اور اسی حیثیت سے شفعہ کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: بیچ کی دیوار پر دونوں کی کڑیاں ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ یہ دیوار دونوں میں مشترک ہے صرف اتنی بات سے کہ دونوں کی کڑیاں ہیں دیوار کا مشترک ہونا معلوم ہوتا ہے ان میں سے ایک کا مکان فروخت ہوا اگر دوسرے نے گواہوں سے دیوار کا مشترک ہونا ثابت کر دیا تو اس کو شریک قرار دیا جائے گا اور شفعہ میں اس کا مرتبہ جار سے مقدم ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: یہ جو کہا گیا کہ شریک کے بعد جار ملاصق کا مرتبہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بیع کی خبر سن کر اس نے شفعہ طلب کیا ہو اور اگر اُس وقت اس نے شفعہ طلب نہ کیا اور شریک نے شفعہ تسلیم کر دیا یعنی بذریعۂ شفعہ لینا نہیں چاہتا تو اب اُس جار کو شفعہ کرنے کا حق نہ رہا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: دو منزلہ مکان ہے نیچے کی منزل زید و عَمْرو کی شرکت میں ہے اور اوپر کی منزل میں زید و بکر شریک ہیں اگر زید نے نیچے کی منزل بیع کی تو عَمْرو شفعہ کرسکتا ہے، بکر نہیں اور اوپر کی منزل بیچی تو بکر شفعہ کرسکتا ہے عمرو نہیں۔[4] (بدائع)

مسئلہ ۱۲: ایک مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے مگر اس بالا خانہ کا راستہ دوسرے مکان میں ہے اُس مکان میں نہیں ہے جس کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ یہ بالا خانہ[5] فروخت ہوا تو وہ شخص شفعہ کرے گا جس کے مکان میں اس کا راستہ ہے وہ نہیں کرسکتا جس کے مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ اور اگر پہلے شخص نے تسلیم کر دیا نہ لینا چاہا تو دوسرا شخص شفعہ کرسکتا ہے مگر بالا خانہ کا کوئی جارِ ملاصق ہے تو شفعہ میں یہ بھی شریک ہے اور اگر نیچے کی منزل فروخت ہوئی تو بالا خانہ والا شفعہ کرسکتا ہے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الثانی فی بيان مراتب الشفعة، ج٥، ص١٦٦.

2 ...... المرجع السابق، ص١٦٧.　3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "بدائع الصنائع"، كتاب الشفعة، باب بيان كيفية سبب الشفعة، ج٤، ص١٠٥.

5 ...... اوپری منزل۔

اور وہ مکان جس میں بالاخانہ کا راستہ ہے فروخت ہوا تو اُس میں بھی بالاخانہ والا شفعہ کرسکتا ہے۔[1] (بدائع)

مسئلہ ۱۳: کوچہ سربستہ میں چند اشخاص کے مکانات ہیں ان میں سے کسی نے اپنا مکان یا کوئی کمرہ بیع کردیا اور راستہ مشتری کے ہاتھ نہیں بیچا بلکہ مشتری سے یہ طے پایا کہ اس مکان کا دروازہ شارع عام[2] میں کھول لے اس صورت میں بھی اس کوچے کے رہنے والے شفعہ کرسکتے ہیں کیونکہ بوقتِ بیع یہ لوگ راستہ میں شریک ہیں اور اگر اس وقت ان لوگوں نے شفعہ نہ کیا اور مشتری نے دروازہ کھولنے کے بعد اس کو بیع کر ڈالا تو اب شفعہ نہیں کرسکتے کہ راستہ کی شرکت دوسری بیع کے وقت نہیں ہے بلکہ اب وہ شخص شفعہ کرسکتا ہے جو جار ملاصق ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مکان کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ ایک گلی میں ہے دوسرا دوسری گلی میں ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے دو مکان تھے ایک کا دروازہ ایک گلی میں تھا دوسرے کا دوسری گلی میں تھا ایک شخص نے دونوں کو خرید کر ایک مکان کر دیا اس صورت میں ہر گلی والے اپنی جانب کا مکان شفعہ کر کے لے سکتے ہیں ایک گلی والوں کو دوسری جانب کے حصہ کا حق نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جب وہ مکان بنا تھا اُسی وقت اُس میں دو دروازے رکھے گئے تھے تو دونوں گلی والے پورے مکان میں شفعہ کا برابر حق رکھتے ہیں۔ یوہیں اگر دو گلیاں تھیں دونوں کے بیچ کی دیوار نکال کر ایک گلی کر دی گئی تو ہر ایک کوچہ والے اپنی جانب میں شفعہ کا حق رکھتے ہیں۔ دوسری جانب میں اُنھیں حق نہیں۔ اسی طرح کوچہ سربستہ تھا[4] اُس کی دیوار نکال دی گئی کہ سربستہ نہ رہا بلکہ کوچہ نافذہ ہوگیا تو اب بھی اس کے رہنے والے شفعہ کا حق رکھیں گے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: باپ کا مکان تھا اُس کے مرنے کے بعد بیٹوں کو ملا اور اُن میں سے کوئی لڑکا مرگیا اور اُس نے اپنے بیٹے وارث چھوڑے ان میں سے کسی نے اپنا حصہ بیع کیا تو اُس کے بھائی اور چچا سب شفعہ کرسکتے ہیں بھائیوں کو چچا پر ترجیح نہیں ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: مکان کے دو پڑوسی ہیں ایک موجود ہے دوسرا غائب ہے موجود نے شفعہ کا دعویٰ کیا مگر قاضی ایسے شفعہ کا

---

1. ......"بدائع الصنائع"، کتاب الشفعة، باب بیان کیفیة سبب الشفعة، ج٤، ص١٠٥.
2. ......عام راستہ۔
3. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشفعة، الباب الثانی فی بیان مراتب الشفعة، ج٥، ص١٦٨.
4. ......بند گلی تھی یعنی ایسی گلی تھی جو آگے جا کر بند ہو جاتی تھی۔
5. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشفعة، الباب الثانی فی بیان مراتب الشفعة، ج٥، ص١٦٩.
6. ......المرجع السابق، ص١٧٠.

قائل نہ تھا اُس نے دعوے کو خارج کر دیا کہ شفعہ کا تجھے حق نہیں ہے پھر وہ غائب آیا اور اُس نے دوسرے قاضی کے پاس دعویٰ کیا جس کے مذہب میں پروسی کے لیے بھی شفعہ ہے یہ قاضی پورا مکان اسی شفعہ کرنے والے کو دلائے گا۔[1] (بدائع)

مسئلہ ۱۷: کسی کے مکان کا پرنالہ دوسرے کے مکان میں گرتا ہے یا اُس مکان کی نالی اس مکان میں ہے تو اُس کو اس مکان میں جوار[2] کی وجہ سے شفعہ کا حق ہے شرکت کی وجہ سے نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: شفعہ کا دعویٰ کیا اور قاضی نے اس کا حکم دے دیا اس کے بعد شفیع نے[4] جائداد لینے سے انکار کر دیا تو دوسرے لوگ جو اس کے بعد شفعہ کر سکتے تھے اُن کا حق باطل ہو گیا یعنی وہ لوگ اب شفعہ نہیں کر سکتے کہ بعد قضائے قاضی[5] اس کی مِلک مُتَقَرِّد ہو گئی اور اگر قاضی کے حکم سے قبل ہی یہ اپنے حق سے دست بردار ہو گیا تو دوسرے لوگ کر سکتے ہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: بعض حقدار موجود ہیں بعض غائب ہیں جو موجود ہیں انھوں نے دعویٰ کیا تو ان کے لیے فیصلہ کر دیا جائے گا اس کا انتظار نہ کیا جائے گا کہ وہ غائب بھی آ جائے کیونکہ آ جانے کے بعد وہ مطالبہ کرے یا نہ کرے کیا معلوم لہٰذا اُس کے آنے تک فیصلہ کو مؤخر نہ کیا جائے۔ پھر اس غائب نے آنے کے بعد اگر مطالبہ کیا تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ اگر اس کا مرتبہ اُس سے کم ہے جس کے لیے فیصلہ ہوا تو اس کا مطالبہ ساقط۔ اور برابر کا ہے یعنی اگر وہ شریک ہے تو یہ بھی شریک ہے یا دونوں خلیط ہیں یا دونوں پروسی ہیں تو اس صورت میں دونوں کو برابر برابر جائداد ملے گی اور اگر اس کا مرتبہ اُس سے اونچا ہے یعنی مثلاً وہ خلیط یا پروسی تھا اور یہ شریک ہے تو کل جائداد اسی کو ملے گی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: شفیع چاہتا ہے کہ جائداد مبیعہ[8] میں سے ایک حصہ لے لے اور باقی مشتری کے لیے چھوڑ دے اس کا حق شفیع کو نہیں یعنی مشتری کو اس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جائداد کا یہ جز لینے میں مشتری اپنا ضرر تصور کرتا ہو۔[9] (درمختار)

---

1 ......"بدائع الصنائع"، کتاب الشفعة، باب بیان کیفیة سبب الشفعة، ج٤، ص١٠٣.

2 ......پڑوس۔

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشفعة، الباب الثانی فی بیان مراتب الشفعة، ج٥، ص١٧٠.

4 ......شفعہ کرنے والے نے۔ 5 ......قاضی کے فیصلے کے بعد۔

6 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشفعة، مطلب: فی الکلام علی الشفعة... إلخ، ج٩، ص٣٦٩.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، ج٩، ص٣٦٩.

8 ......بیچی گئی جائداد۔

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، ج٩، ص٣٧٠.

مسئلہ ۲۱: ایک شفیع نے اپنا حق شفعہ دوسرے کو دے دیا مثلاً تین شخص شفیع تھے ان میں سے ایک نے دوسرے کو اپنا حق دے دیا یہ دینا صحیح نہیں بلکہ اس کا حق ساقط ہوگیا اور اس کے سوا جتنے شفیع ہیں وہ سب برابر کے حقدار ہیں بلکہ اگر دو شخص حقدار ہیں ان میں سے ایک نے یہ سمجھ کر کہ مجھے نصف ہی جائداد ملے گی نصف ہی کو طلب کیا تو اس کا شفعہ ہی باطل ہو جائے گا یعنی ضروری ہے کہ ہر ایک پورے کا مطالبہ کرے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: دو شخصوں نے اپنا مشترک مکان بیع کیا شفیع یہ چاہتا ہے کہ فقط ایک کے حصہ میں شفعہ کرے یہ نہیں ہوسکتا اور اگر دو شخصوں نے ایک مکان خریدا اور شفیع فقط ایک مشتری کے حصہ میں شفعہ کرنا چاہتا ہے یہ ہوسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص نے ایک عقد میں دو مکان خریدے اور شفیع دونوں میں شفعہ کرسکتا ہو تو دونوں میں شفعہ کرے یا دونوں کو چھوڑے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک میں کرے اور ایک کو چھوڑے اور اگر ایک ہی میں وہ شفیع ہے تو ایک میں شفعہ کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مشتری[4] کے وکیل نے جائداد خریدی اور وہ ابھی اسی وکیل کے ہاتھ میں ہے تو شفعہ کی طلب وکیل سے ہوسکتی ہے اور وکیل نے موکل کو دے دی تو وکیل سے طلب نہیں کرسکتا بلکہ اس سے طلب کرنے پر شفعہ ہی ساقط ہو جائے گا کہ جس سے طلب کرنا چاہیے تھا باوجود قدرت شفیع نے اُس سے طلب کرنے میں دیر کی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

طلب شفعہ کا بیان

طلب کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) طلب مواثبہ، (۲) طلب تقریر اس کو طلب اشہاد بھی کہتے ہیں، (۳) طلب تملیک۔ طلب مواثبہ یہ ہے کہ جیسے ہی اس کو اُس جائداد کے فروخت ہونے کا علم ہو فوراً اُسی وقت یہ ظاہر کردے کہ میں طالبِ شفعہ ہوں اگر علم ہونے کے بعد اس نے طلب نہ کی تو شفعہ کا حق جاتا رہا اور بہتر یہ ہے کہ اپنے اس طلب کرنے پر لوگوں کو گواہ بھی بنالے تاکہ یہ نہ کہا جاسکے کہ اس نے طلب مواثبت نہیں کی ہے۔[6] (ہدایہ)

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشفعة، ج۹، ص ۳۷۰.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الشفعة، الباب الرابع فی استحقاق الشفيع... إلخ، ج۵، ص ۱۷۵.

3 ...... المرجع السابق، ص ۱۷۵، ۱۷۶.

4 ...... خریدار۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشفعة، مطلب: فی الکلام علی الشفعة... إلخ، ج۹، ص ۳۷۱.

6 ...... "الهداية"، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة... إلخ، ج۲، ص ۳۱۰، ۳۱۱.

مسئلہ ۱: جائداد کی بیع کا علم کبھی تو خود مشتری[1] ہی سے ہوتا ہے کہ اس نے خود اسے خبر دی اور کبھی مشتری کے قاصد کے ذریعہ سے[2] ہوتا ہے کہ اس نے کسی کی معرفت اس کے پاس کہلا بھیجا اور کبھی کسی اجنبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اس صورت میں یہ ضرور ہے کہ وہ مخبر[3] عادل ہو یا خبر دہندہ[4] میں عدد شہادت پایا جائے یعنی دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ خبر دینے والا ایک ہی شخص ہے اور وہ بھی فاسق ہے مگر شفیع[5] نے اس خبر میں اس کی تصدیق کرلی تو بیع کا علم ہو گیا یعنی اگر طلب مواثبہ نہ کرے گا شفعہ باطل ہو جائے گا اور اگر اس کی تکذیب کی[6] تو شفیع کے نزدیک بیع کا ثبوت نہ ہوا یعنی طلب نہ کرنے پر حق شفعہ باطل نہ ہوگا اگرچہ واقع میں اُس کی خبر صحیح ہو۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: طلب مواثبہ میں ادنیٰ تاخیر بھی شفعہ کو باطل کر دیتی ہے مثلاً کسی خط کے ذریعہ سے اسے بیع کی خبر دی گئی اور اس خط میں بیع کا ذکر مقدم ہے اور اس کے بعد دوسرے مضامین ہیں یا بیع کا ذکر درمیان میں ہے اس نے پورا خط پڑھ کر طلب مواثبت کی شفعہ باطل ہو گیا کہ اتنی تاخیر بھی یہاں نہ ہونی چاہیے۔[8] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: خطبہ ہو رہا ہے اور اس کو بیع کی خبر دی گئی اور نماز کے بعد اس نے طلب مواثبت کی اگر ایسی جگہ ہے کہ خطبہ سن رہا ہے تو شفعہ باطل نہیں ہوا اور اگر خطبہ کی آواز اس کو نہیں پہنچتی تو شفعہ باطل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ نفل نماز پڑھنے میں اسے خبر ملی اسے چاہیے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دے اور طلب مواثبت کرے اور چار پوری کرلی یعنی دو رکعتیں اور ملائیں تو باطل ہو گیا اور قبل ظہر یا بعد ظہر کی سنتیں پڑھ رہا تھا اور چار پوری کر کے طلب کیا تو باطل نہ ہوا[9]۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: بیع کی خبر سن کر سُبْحَانَ اللّٰهِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یا اَللّٰهُ اَکْبَر یا لاحَوْلَ ولا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه کہا تو شفعہ باطل نہ ہوا کہ ان الفاظ کا کہنا اِعراض[11] کی دلیل نہیں بلکہ خدا کا شکر کرتا ہے کہ اُس کے پڑوس سے نجات ملی یا تعجب کرتا ہے کہ

---

1 ...... خریدار۔
2 ...... یعنی خریدار کے پیغام رساں کے ذریعے سے۔
3 ...... خبر دینے والا۔
4 ...... خبر دینے والا۔
5 ...... حق شفعہ کا دعویٰ کرنے والا۔
6 ...... یعنی اسے جھٹلایا۔
7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج۹، ص۳۷۳.
8 ...... "الهداية"، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة... إلخ، ج٤، ص۳۱۰.
9 ...... بہارشریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "باطل ہو گیا" لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب "ردالمحتار" میں جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس مقام پر "باطل" کے بعد "نہ" متروک ہے، اسی وجہ سے ہم نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے "باطل نہ ہوا" کر دیا۔ عِلْمیه
10 ...... "ردالمحتار"، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج۹، ص۳۷٤.
11 ...... روگردانی۔

اُس نے ضرر[1] پہنچانے کا ارادہ کیا تھا اور نتیجہ یہ ہوا۔ یوہیں اگر اس کے پاس کے کسی شخص کو چھینک آئی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا اس نے اُس کا جواب دیا شفعہ باطل نہ ہوا۔[2] (عالمگیری، ہدایہ)

مسئلہ ۵: بیع کی خبر ملنے پر اس نے دریافت کیا کہ کس نے خریدا یا کتنے میں خریدا یہ پوچھنا تاخیر میں شمار نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ثمن اتنا ہو جو اس کے نزدیک مناسب ہے تو شفعہ کرے اور زیادہ ثمن ہے تو اسے اُتنے داموں میں لینا منظور نہیں۔ یوہیں اگر مشتری کوئی نیک شخص ہے اُس کا پروس ناگوار نہیں ہے تو شفعہ کی کیا ضرورت اور ایسا شخص مشتری ہے جس کا قرب منظور نہیں ہے تو شفعہ کرنے کی ضرورت ہے لہٰذا یہ پوچھنا شفعہ سے اعراض کی دلیل نہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: شفیع نے مشتری کو سلام کیا شفعہ باطل نہیں ہوا اور کسی دوسرے کو سلام کیا تو باطل ہو گیا مثلاً مشتری کا بیٹا بھی وہیں کھڑا تھا اس لڑکے کو سلام کیا باطل ہو گیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: طلب مواثبہ کے لیے کوئی لفظ مخصوص نہیں جس لفظ سے بھی اس کا طالب شفعہ ہونا سمجھ میں آتا ہو وہ کافی ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸: جو جائداد فروخت ہوئی ایک شخص اُس میں شریک ہے اور ایک اُس کا پروسی ہے دونوں کو ایک ساتھ خبر ملی شریک نے طلب مواثبہ کی پروسی نے نہیں کی پھر شریک نے شفعہ چھوڑ دیا اب پروسی کو شفعہ کا حق نہیں رہا یہ بھی اگر اُسی وقت طلب کرتا تو اب شفعہ کر سکتا تھا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: طلب مواثبہ کے بعد طلب اشہاد کا مرتبہ ہے جس کو طلب تقریر بھی کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ بائع یا مشتری یا اُس جائداد مبیعہ[7] کے پاس جا کر گواہوں کے سامنے یہ کہے کہ فلاں شخص نے یہ جائداد خریدی ہے اور میں اس کا شفیع

---

1 ......نقصان۔

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشفعة، الباب الثالث فی طلب الشفعة، ج٥، ص١٧٢.

و"الهداية"، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة...إلخ، ج٢، ص٣١٠، ٣١١.

3 ......"الهداية"، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة...إلخ، ج٢، ص٣١١.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشفعة، الباب التاسع فیما یبطل به...إلخ، ج٥، ص١٨٤، ١٨٥.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج٩، ص٣٧٤.

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشفعة، الباب الثالث فی طلب الشفعة، ج٥، ص١٧٢.

7 ......فروخت شدہ جائداد۔

ہوں اور اس سے پہلے میں طلب شفعہ کر چکا ہوں اور اب پھر طلب کرتا ہوں تم لوگ اس کے گواہ رہو۔[1] (ہدایہ) یہ اُس وقت ہے کہ جائداد مَبِیعہ کے پاس طلب اشہاد کرے[2] اور اگر مشتری کے پاس کرے تو یہ کہے کہ اس نے فلاں جائداد خریدی ہے اور میں فلاں جائداد کے ذریعہ سے اُس کا شفیع ہوں اور بائع کے پاس یوں کہے کہ اس نے فلاں جائداد فروخت کی ہے اور میں فلاں جائداد کی وجہ سے اس کا شفیع ہوں۔[3] (نتائج)

مسئلہ ۱۰: بائع کے پاس طلب اشہاد کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ جائداد بائع کے قبضہ میں ہو یعنی اب تک بائع نے مشتری کے قبضہ میں نہ دی ہو اور مشتری کا قبضہ ہو چکا ہو تو بائع کے پاس طلب اشہاد نہیں ہوسکتی اور مشتری کے پاس بہر صورت طلب اشہاد ہوسکتی ہے چاہے وہ جائداد بائع کے قبضہ میں ہو یا مشتری کے قبضہ میں ہو اسی طرح جائداد مبیعہ کے سامنے بھی مطلقاً طلب اشہاد ہوسکتی ہے۔[4] (ہدایہ، درمختار) طلب اشہاد میں جائداد کے حدود اربعہ بھی ذکر کر دے تو بہتر ہے تاکہ اختلاف سے بچ جائے۔

مسئلہ ۱۱: جو شخص باوجود قدرت طلب اشہاد نہ کرے تو شفعہ باطل ہو جائے گا مثلاً بغیر طلب اشہاد قاضی کے پاس دعویٰ کر دیا شفعہ باطل ہوگیا۔ طلب اشہاد قاصد اور خط کے ذریعہ سے بھی ہوسکتی ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: جو شخص دور ہے اور اُسے بیع کی خبر ملی تو خبر ملنے کے بعد اُس کو اتنا موقع ہے کہ وہاں سے آ کر یا قاصد یا وکیل کو بھیج کر طلب اشہاد کرے اس کی وجہ سے جتنی تاخیر ہوئی اس سے شفعہ باطل نہیں ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: شفیع کو رات میں خبر ملی اور وہ وقت باہر نکلنے کا نہیں ہے اس وجہ سے صبح تک طلب اشہاد کو مؤخر کیا اس سے شفعہ باطل نہیں ہوگا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة...إلخ، ج ٢، ص ٣١١.

2 ......یعنی گواہی طلب کرے۔

3 ......"نتائج الأفكار" تكملة "فتح القدير"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة...إلخ، ج٨، ص ٣١١.

4 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة...إلخ، ج ٢، ص ٣١١.

و"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج٩، ص ٣٧٥.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج٥، ص ٣٧٥، ٣٧٦.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الثالث في طلب الشفعة، ج٥، ص ١٧٣.

7 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: بائع ومشتری وجائداد مبیعہ ایک ہی شہر میں ہوں تو قرب وبعد کا اعتبار نہیں یعنی یہ ضرور نہیں کہ قریب ہی کے پاس طلب کرے بلکہ اُسے اختیار ہے کہ دور والے کے پاس کرے یا قریب والے کے پاس کرے ہاں اگر قریب کے پاس سے گزرا اور یہاں طلب اشہاد نہ کی دور والے کے پاس جا کر کی تو شفعہ باطل ہے اور اگر ان میں سے ایک اسی شہر میں ہے اور دوسرا دوسرے شہر میں یا گاؤں میں ہے اور اس شہر والے کے سامنے طلب نہ کی دوسرے شہر یا گاؤں میں اشہاد کے لیے گیا تو شفعہ باطل ہوگیا۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: طلب اشہاد کا طلب مواثبہ کے بعد ہونا اُس وقت ہے کہ بیع کا جس مجلس میں علم ہوا وہاں نہ بائع ہے نہ مشتری ہے نہ جائداد مبیعہ۔ اور اگر شفیع ان تینوں میں سے کسی کے پاس موجود تھا اور بیع کی خبر ملی اور اُسی وقت اپنا شفیع ہونا ظاہر کر دیا تو یہ ایک ہی طلب دونوں کے قائم مقام ہے یعنی یہی طلب مواثبہ بھی ہے اور طلب اشہاد بھی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: ان دونوں طلبوں کے بعد طلب تملیک ہے یعنی اب قاضی کے پاس جا کر یہ کہے کہ فلاں شخص نے فلاں جائداد خریدی ہے اور فلاں جائداد کے ذریعہ سے میں اُس کا شفیع ہوں وہ جائداد مجھے دِلا دی جائے۔ طلب تملیک میں تاخیر ہونے سے شفعہ باطل ہوتا ہے یا نہیں، ظاہر الروایہ یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا اور ہدایہ وغیرہا میں تصریح ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ بلا عذر ایک ماہ کی تاخیر سے باطل ہوجاتا ہے بعض کتابوں میں اس پر فتویٰ ہونے کی تصریح ہے اور نظر بحال زمانہ اس قول کو اختیار کرنا قرین مصلحت ہے کیونکہ اگر اس کے لیے کوئی میعاد نہ ہوگی تو خوف شفعہ کی وجہ سے مشتری نہ اُس زمین میں کوئی تعمیر کر سکے گا نہ درخت نصب کر سکے گا اور یہ مشتری کا ضرر ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: جوار[4] کی وجہ سے شفعہ کا حق ہے اور قاضی کا مذہب یہ ہے کہ جوار کی وجہ سے شفعہ نہیں ہے شفیع نے دعویٰ اس وجہ سے نہیں کیا کہ قاضی میرے خلاف فیصلہ کر دے گا اس انتظار میں ہے کہ دوسرا قاضی آئے تو دعویٰ کروں اس صورت میں بالاتفاق اُس کا حق باطل نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشفعۃ، الباب الثالث فی طلب الشفعۃ، ج۵، ص۱۷۲.

و"رد المحتار"، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، مطلب: طلب عند القاضی... إلخ، ج۹، ص۳۷۶.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، ج۹، ص ۳۷۵.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ، مطلب: طلب عند القاضی... إلخ، ج۹، ص ۳۷۵، ۳۷۶.

4 ......پڑوس۔

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشفعۃ، الباب الثالث فی طلب الشفعۃ، ج۵، ص۱۷۳.

مسئلہ ۱۸: شفیع کے دعویٰ کرنے پر قاضی اس سے چند سوالات کرے گا۔ وہ جائداد کہاں ہے اور اُس کے حدودِ اربعہ کیا ہیں اور مشتری نے اس پر قبضہ کیا ہے یا نہیں اُس پر شفعہ کس جائداد کی وجہ سے کرتا ہے اور اس کے حدود کیا ہیں۔ اُس جائداد کے فروخت ہونے کا اس شفیع کو کب علم ہوا اور اس نے اس کے متعلق کیا کیا۔ پھر طلب تقریر کی یا نہیں۔ اور کن لوگوں کے سامنے طلب تقریر کی اور کس کے پاس طلب تقریر کی، وہ قریب تھا یا دور تھا۔ جب تمام سوالوں کے جوابات شفیع نے ایسے دے دیے جن سے دعویٰ پر برا اثر نہ پڑتا ہو تو اس کا دعویٰ مکمل ہوگیا اب مدعیٰ علیہ[1] سے دریافت کرے گا کہ شفیع جس جائداد کے ذریعہ سے شفعہ کرتا ہے اُس کا مالک ہے یا نہیں اگر اُس نے انکار کردیا تو شفیع کو گواہوں کے ذریعہ سے اُس جائداد کا مالک ہونا ثابت کرنا ہوگا یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے گا گواہ سے یا مدعیٰ علیہ کے حلف سے انکار کرنے سے جب شفیع کی ملک ثابت ہوگئی تو مدعیٰ علیہ سے دریافت کرے گا کہ وہ جائداد جس پر شفعہ کا دعویٰ ہے اس نے خریدی ہے یا نہیں اگر اُس نے خریدنے سے انکار کردیا تو شفیع کو گواہوں سے اُس کا خریدنا ثابت کرنا ہوگا اور اگر گواہ نہ ہوں تو مدعیٰ علیہ پر پھر حلف پیش کیا جائے گا اگر حلف سے نکول کیا[2] یا گواہوں سے خریدنا ثابت ہوگیا تو قاضی شفعہ کا فیصلہ کردے گا۔[3] (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: شفعہ کا دعویٰ کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ شفیع ثمن کو قاضی کے پاس حاضر کردے جب ہی اس کا دعویٰ سنا جائے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ فیصلہ کے وقت ثمن قاضی کے پاس پیش کردے جب ہی وہ فیصلہ کرے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: فیصلہ کے بعد اسے ثمن لاکر دینا ہوگا اور اگر ثمن ادا کرنے کو کہا گیا اور اس نے ادا کرنے میں تاخیر کی یہ کہہ دیا کہ اس وقت میرے پاس نہیں ہے یا یہ کہ کل حاضر کردوں گا یا اسی قسم کی کچھ اور بات کہی تو شفعہ باطل نہ ہوگا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۱: فیصلہ کے بعد ثمن وصول کرنے کے لیے مشتری اُس جائداد کو روک سکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ جب تک ثمن ادا نہ کرو گے یہ جائداد میں تم کو نہیں دوں گا۔[6] (ہدایہ)

---

1 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ 2 ......یعنی انکار کیا۔

3 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة...إلخ، ج۲، ص۳۱۲.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، مطلب: طلب عند القاضي...إلخ، ج۹، ص۳۷۷.

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، مطلب: طلب عند القاضي...إلخ، ج۹، ص۳۷۸.

5 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة...إلخ، ج۲، ص۳۱۲، ۳۱۳.

6 ......المرجع السابق، ص۳۱۳.

مسئلہ ۲۲: شفعہ کا دعویٰ مشتری پر مطلقاً ہوسکتا ہے اس نے جائداد پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اُس کو مدعیٰ علیہ بنایا جاسکتا ہے اور بائع کو بھی مدعیٰ علیہ بنایا جاسکتا ہے جبکہ جائداد اب تک بائع کے قبضہ میں ہو مگر بائع کے مقابل میں گواہ نہیں سنے جائیں گے جب تک مشتری حاضر نہ ہو۔ یوہیں اگر بائع پر دعویٰ ہوا تو جب تک مشتری حاضر نہ ہو حق مشتری میں وہ بیع فسخ نہیں کی جائے گی اور اگر مشتری کا قبضہ ہو چکا ہو تو بائع کے حاضر ہونے کی ضرورت نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۳: بائع کے قبضہ میں جائداد ہو تو بائع پر قاضی شفعہ کا فیصلہ کرے گا اور اُس کی تمام تر ذمہ داری بائع پر ہوگی یعنی جائداد مشفوعہ میں اگر کسی دوسرے کا حق ثابت ہوا اور اس نے لے لی تو ثمن کی واپسی بائع کے ذمہ ہے اور اگر جائداد پر مشتری کا قبضہ ہو چکا ہے تو ذمہ داری مشتری پر ہوگی یعنی جب کہ مشتری نے بائع کو ثمن ادا کردیا ہے اور شفیع نے مشتری کو ثمن دیا اور اگر ابھی مشتری نے ثمن ادا نہیں کیا ہے شفیع نے بائع کو ثمن دیا تو بائع ذمہ دار ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: شفیع کو خیار رویت اور خیار عیب حاصل ہے یعنی اگر اُس نے جائداد مشفوعہ نہیں دیکھی ہے تو دیکھنے کے بعد لینے سے انکار کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر اُس میں کوئی عیب ہے تو عیب کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے کیونکہ شفعہ کے ذریعہ سے جائداد کا ملنا بیع کا حکم رکھتا ہے لہٰذا بیع میں جس طرح یہ دونوں خیار حاصل ہوتے ہیں یہاں بھی ہوں گے اور اگر مشتری نے عیب سے براءت کرلی ہے کہہ دیا ہے کہ اس میں کوئی عیب نکلے تو اس کی ذمہ داری نہیں اس صورت میں بھی عیب کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے۔ مشتری کا براءت قبول کرنا کوئی چیز نہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۵: شفعہ میں خیار شرط نہیں ہوسکتا نہ اس میں ثمن ادا کرنے کے لیے کوئی میعاد مقرر کی جاسکتی نہ اس میں غرر یعنی دھوکے کی وجہ سے ضمان لازم ہوسکتا ہے یعنی مثلاً شفیع نے اُس جائداد میں کوئی جدید تعمیر کی اس کے بعد مستحق نے دعویٰ کیا کہ یہ جائداد میری ہے اور وہ جائداد مستحق کو مل گئی تو تعمیر کی وجہ سے شفیع کا جو کچھ نقصان ہوا وہ نہ بائع سے لے سکتا ہے نہ مشتری سے کہ اس نے یہ جائداد جبراً وصول کی ہے انھوں نے اپنے قصد و اختیار سے اسے نہیں دی ہے کہ وہ اس کے نقصان کا ضمان دیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة... إلخ، ج۲، ص۳۱۲.
و"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج۹، ص۳۷۹.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، مطلب: طلب عند القاضي... إلخ، ج۹، ص۳۸۰.

3 ...... "الهداية"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة... إلخ، ج٤، ص۳۱۳.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، مطلب: طلب عند القاضي... إلخ، ج۹، ص۳۸۱.

(اختلاف کی صورتیں)

مسئلہ ۲۶: مشتری یہ کہتا ہے کہ شفیع کو جس وقت بیع کا علم ہوا اُس نے طلب نہیں کی اور شفیع کہتا ہے میں نے اُسی وقت طلب کی تو شفیع کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور گواہ نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: شفیع و مشتری میں ثمن کا اختلاف ہے اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ شفیع کے معتبر ہوں گے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: مشتری نے دعویٰ کیا کہ ثمن اتنا ہے اور بائع نے اُس سے کم ثمن کا دعویٰ کیا اس کی دو صورتیں ہیں بائع نے ثمن پر قبضہ کیا ہے یا نہیں۔ اگر قبضہ نہیں کیا ہے تو بائع کا قول معتبر ہے یعنی اُس نے جو کچھ بتایا شفیع اوتنے ہی میں لے گا۔ اور اگر بائع ثمن پر قبضہ کر چکا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے یعنی اگر شفیع لینا چاہے تو وہ ثمن ادا کرے جس کو مشتری بتاتا ہے اور بائع کی بات نامعتبر ہے کہ جب وہ ثمن لے چکا ہے تو اس معاملہ میں اُس کا تعلق ہی کیا ہے۔ اور اگر بائع ثمن زیادہ بتاتا ہے اور مشتری کم بتاتا ہے اور یہ اختلاف بائع کے ثمن وصول کر لینے کے بعد ہے تو مشتری کی بات معتبر ہے اور ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے یہ اختلاف ہے تو بائع و مشتری دونوں پر حلف ہے جو حلف سے انکار کردے اُس کے مقابل کی معتبر ہے اور اگر دونوں نے حلف کر لیا تو دونوں یعنی بائع و مشتری کے مابین بیع فسخ کر دی جائے گی مگر شفیع کے حق میں یہ بیع فسخ نہیں ہوگی وہ چاہے تو اُتنے ثمن کے عوض میں[3] لے سکتا ہے جس کو بائع نے بتایا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹: بائع کا ثمن پر قبضہ کرنا ظاہر نہ ہو اور مقدارِ ثمن میں اختلاف ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔ بائع نے ثمن پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا ہے یا نہیں اگر اقرار نہیں کیا ہے تو اس کا حکم وہی ہے جو قبضہ نہ کرنے کی صورت میں ہے۔ اور اگر اقرار کر لیا ہے اور مشتری زیادہ کا دعویٰ کرتا ہے اور جائداد اس کے قبضہ میں ہے تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں پہلے مقدار ثمن کا اقرار کیا پھر قبضہ کا یا اس کا عکس ہے یعنی پہلے قبضہ کا اقرار کیا پھر مقدار کا اگر پہلی صورت ہے مثلاً یوں کہا کہ اس مکان کو میں نے ہزار روپے میں بیچا اور ثمن پر قبضہ پالیا شفیع ایک ہزار میں لے گا اور مشتری جو ایک ہزار سے زیادہ ثمن بتاتا ہے اُس کا اعتبار نہیں

---

1. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشفعة، الباب الثالث فی طلب الشفعة، ج٥، ص١٧٤.
2. ......"الهدایة"، کتاب الشفعة، فصل فی مسائل الإختلاف، ج٢، ص٣١٤.
3. ......بدلے میں۔
4. ......"الهدایة"، کتاب الشفعة، فصل فی مسائل الإختلاف، ج٢، ص٣١٤.

اور اگر دوسری صورت ہے یعنی پہلے قبضہ کا اقرار ہے پھر مقدار ثمن کا مثلاً یوں کہا کہ مکان میں نے بیچ دیا اور ثمن پر قبضہ کرلیا اور ثمن ایک ہزار ہے تو اس صورت میں مشتری کی بات معتبر ہے۔[1] (ہدایہ، عنایہ)

مسئلہ ۳۰: مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے ثمن معجّل کے عوض میں خریدا ہے یعنی ثمن ابھی واجب الادا ہے اور شفیع کہتا ہے کہ ثمن مؤجل کے عوض میں خریدا ہے یعنی فوراً واجب الادا نہیں ہے اُس کے لیے کوئی میعاد[2] مقرر ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: مشتری یہ کہتا ہے کہ یہ پورا مکان میں نے دو عقد کے ذریعہ سے خریدا ہے یعنی پہلے یہ حصہ اتنے میں خریدا اُس کے بعد یہ حصہ اتنے میں خریدا اور شفیع یہ کہتا ہے کہ تم نے پورا مکان ایک عقد سے خریدا ہے تو شفیع کا قول معتبر ہے اور اگر کسی کے پاس گواہ ہوں تو گواہ مقبول ہیں اور اگر دونوں گواہ پیش کریں اور گواہوں نے وقت نہیں بیان کیا تو مشتری کے گواہ معتبر ہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص نے مکان خریدا شفیع نے شفعہ کا دعویٰ کیا اور مشتری نے اُس کا ثمن ایک ہزار بتایا تھا شفیع نے ایک ہزار دے کر لے لیا پھر شفیع کو گواہ ملے جو کہتے ہیں اُس نے پانسو میں خریدا تھا یہ گواہ سنے جائیں گے اور اگر مشتری کے کہنے کی شفیع نے تصدیق کرلی تھی تو اب یہ گواہ نہیں سنے جائیں گے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: بائع و مشتری[6] اس پر متفق ہیں کہ اس بیع میں بائع کو خیار شرط ہے اور شفیع اس سے انکار کرتا ہے تو اُنھیں دونوں کی بات معتبر ہے اور شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہیں اور اگر بائع شرط خیار کا مدعی[7] ہے اور مشتری و شفیع دونوں اس سے انکار کرتے ہیں تو مشتری کا قول معتبر ہے اور شفیع کو حق شفعہ حاصل ہے اور اگر مشتری شرط خیار کا مدعی ہے اور بائع و شفیع دونوں انکار کرتے ہیں تو بائع کا قول معتبر ہے اور شفعہ ہوسکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، فصل فى مسائل الإختلاف، ج۲، ص۳۱٤.

و"العناية"على"فتح القدير"، كتاب الشفعة، فصل فى مسائل الإختلاف، ج۸، ص۳۱۷.

2 ......مدت۔

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب العاشر فى الإختلاف...إلخ، ج٥، ص۱۸٦.

4 ......المرجع السابق. 5 ......المرجع السابق.

6 ......بیچنے والا اور خریدار۔ 7 ......دعویٰ کرنے والا۔

8 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب العاشر فى الإختلاف...إلخ، ج٥، ص۱۸٦.

مسئلہ ۳۴: ایک شخص نے اپنی جائداد بیع کی، شفیع نے بائع و مشتری دونوں کے سامنے شفعہ طلب کیا بائع نے کہا یہ بیع معاملہ یعنی فرضی بیع ہوئی ہے اور مشتری نے بھی بائع کی تصدیق کی ان دونوں کا یہ قول شفیع کے مقابل میں نامعتبر ہے بلکہ اگر وہ یہ کہتا ہے کہ جائز بیع ہوئی ہے تو شفعہ کرسکتا ہے مگر جبکہ ظاہر حال سے یہی سمجھا جاتا ہو کہ فرضی بیع ہے مثلاً اوس چیز کی قیمت بہت زیادہ ہو اور تھوڑے داموں میں بیع ہوئی کہ ایسی چیز ان داموں میں نہ بکتی ہو تو اُنھیں دونوں کی بات معتبر ہے اور شفعہ نہیں ہوسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: جائداد تین شخصوں کی شرکت میں ہے اُن میں سے دو شخصوں نے یہ شہادت دی کہ ہم تینوں نے یہ جائداد فلاں شخص کے ہاتھ بیع کردی ہے اور وہ شخص بھی کہتا ہے کہ میں نے خرید لی ہے مگر وہ تیسرا شریک بیع سے انکار کرتا ہے اُن کی گواہی شریک کے خلاف نامعتبر ہے مگر شفیع اون دونوں کے حصوں کو شفعہ کے ذریعہ سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری خریدنے سے انکار کرتا ہے اور یہ تینوں شرکا بیع کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی یہ گواہی بھی باطل ہے مگر شفیع پوری جائداد کو بذریعہ شفعہ لے سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: ایک ہزار میں مکان خریدا اُس پر شفعہ کا دعویٰ ہوا مشتری یہ کہتا ہے کہ اس مکان میں میں نے یہ جدید تعمیر کی ہے اور شفیع منکر ہے[3] اس میں مشتری کا قول معتبر ہے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو گواہ شفیع ہی کے معتبر ہوں گے۔ یوہیں اگر زمین خریدی ہے اور مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے اس میں یہ درخت نصب کیے ہیں[4] اور شفیع انکار کرتا ہے تو قول مشتری کا معتبر ہے اور گواہ شفیع کے مگر ان دونوں صورتوں میں یہ ضرور ہے کہ مشتری کا قول ظاہر کے خلاف نہ ہو مثلاً درختوں کی نسبت کہتا ہے میں نے کل نصب کیے ہیں حالانکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت دنوں کے ہیں یا عمارت کو کہتا ہے کہ میں نے اب بنائی ہے اور وہ عمارت پرانی معلوم ہوتی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مشتری کہتا ہے میں نے صرف زمین خریدی ہے اس کے بعد بائع نے یہ عمارت مجھے ہبہ کردی ہے یا یہ کہ پہلے اس نے مجھے عمارت ہبہ کردی تھی اس کے بعد میں نے زمین خریدی اور شفیع یہ کہتا ہے تم نے دونوں چیزیں خریدی ہیں یہاں مشتری کا قول معتبر ہے شفیع اگر چاہے تو اُس کو بذریعہ شفعہ لے لے جو مشتری نے خریدا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: دو مکان خریدے اور ایک شخص دونوں کا جار ملاصق[7] ہے وہ شفعہ کرتا ہے مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشفعة، الباب العاشر في الإختلاف...إلخ، ج٥، ص١٨٧.

2 ......المرجع السابق، ص١٨٨.

3 ......شفعہ کرنے والا انکار کرتا ہے۔ 4 ......لگائے ہیں۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشفعة، الباب العاشر في الإختلاف...إلخ، ج٥، ص١٨٧.

6 ......المرجع السابق، ص١٨٨، ١٨٩.

7 ......جار ملاصق وہ پڑوسی ہے جس کے مکان کے پیچھے کی دیوار دوسرے کے مکان میں ہو۔

دونوں آگے پیچھے خریدے ہیں یعنی دوعقدوں میں خریدے ہیں لہٰذا دوسرے مکان میں تمہیں شفعہ کرنے کا حق نہیں شفیع یہ کہتا ہے کہ دونوں مکان تم نے ایک عقد کے ذریعہ سے خریدے ہیں اور مجھے دونوں میں شفعہ کا حق ہے اس صورت میں مشتری کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ دوعقدوں کے ذریعہ خریدا ہے ورنہ قول شفیع کا معتبر ہوگا۔ یوہیں اگر مشتری یہ کہتا ہے کہ میں نے نصف مکان پہلے خریدا اس کے بعد نصف خریدا اور شفیع یہ کہتا ہے کہ پورا مکان ایک عقد سے خریدا ہے تو شفیع کا قول معتبر ہے اور اگر مشتری یہ کہتا ہے کہ پورا مکان میں نے ایک عقد سے خریدا ہے اور شفیع یہ کہتا ہے کہ آدھا آدھا کر کے دومرتبہ میں لہٰذا میں صرف نصف مکان پر شفعہ کرتا ہوں تو اس میں مشتری کا قول معتبر ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: شفیع یہ کہتا ہے کہ مشتری نے مکان کا ایک حصہ مُنہدِم کردیا اور مشتری اس سے انکار کرتا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے اور گواہ شفیع کے معتبر ہوں گے۔[2] (عالمگیری)

جائداد کتنے داموں میں شفیع کو ملے گی

یہ بیان کیا جاچکا کہ مشتری نے جن داموں میں جائداد خریدی ہے شفیع کو اوتنے ہی میں ملے گی مگر بعض مرتبہ عقد کے بعد ثمن میں کمی بیشی کردی جاتی ہے اور بعض مرتبہ اُس چیز میں کمی بیشی ہوجاتی ہے یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ اس کمی بیشی کا اثر شفیع پر ہوگا یا نہیں۔

مسئلہ ۱: اگر بائع نے عقد کے بعد ثمن میں کچھ کمی کردی تو چونکہ یہ کمی اصل عقد کے ساتھ ملحق ہوتی ہے جس کا بیان کتاب البیوع[3] میں گزرچکا ہے لہٰذا شفیع کے حق میں بھی اس کمی کا اعتبار ہوگا یعنی اس کمی کے بعد جو کچھ باقی ہے اُس کے بدلے میں شفیع اس جائداد کو لے گا اور اگر بائع نے پورا ثمن ساقط کردیا تو اس کا اعتبار نہیں یعنی شفیع کو پورا ثمن دینا ہوگا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: بائع نے پہلے نصف ثمن کم کردیا اس کے بعد بقیہ نصف بھی ساقط کردیا تو شفیع سے نصف اول ساقط ہوگیا اور بعد میں جو ساقط کیا ہے یہ دینا ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳: بائع نے مشتری کو ثمن ہبہ کردیا اس کی دوصورتیں ہیں ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد ہبہ کیا ہے تو اس کا اعتبار نہیں

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشفعة، الباب العاشر فی الإختلاف...إلخ، ج۵، ص۱۸۹.

2 ......المرجع السابق.

3 ...... بہارشریعت، ج۲، حصہ۱۱۔

4 ......"الھدایة"، کتاب الشفعة، فصل فیما یؤخذ به المشفوع، ج۲، ص۳۱۵.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج۹، ص۳۸۴.

یعنی شفیع پورا ثمن دے اور قبضہ سے پہلے ثمن کا کچھ حصہ ہبہ کیا تو شفیع سے یہ رقم ساقط ہوجائے گی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: بائع نے ایک شخص کو بیع کا وکیل کیا اُس وکیل نے عقد کے بعد مشتری سے ثمن کا کچھ حصہ کم کردیا اگرچہ یہ کمی مشتری کے حق میں معتبر ہے کہ اُس سے یہ حصہ کم ہوجائے گا مگر اس کمی کا وکیل ضامن ہے یعنی بائع کو پورا ثمن یہ دے گا لہٰذا شفیع کے حق میں اس کمی کا اعتبار نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: شفیع کو معلوم تھا کہ ایک ہزار میں مشتری نے خریدا ہے اس نے ہزار دے دیے اس کے بعد بائع نے سو روپے کی مشتری سے کمی کردی تو یہ رقم شفیع سے بھی کم ہوجائے گی یعنی شفعہ سے پہلے بائع نے کم کیا یا بعد میں دونوں کا ایک حکم ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: مشتری نے عقد کے بعد ثمن میں اضافہ کیا یہ زیادتی بھی اصل عقد کے ساتھ لاحق ہوگی مگر شفیع کا حق پہلے ثمن کے ساتھ متعلق ہوچکا اور شفیع پر یہ زیادتی لازم کرنے میں اُس کا ضرر ہے لہٰذا اس کا اعتبار نہیں شفیع کو وہ چیز پہلے ہی ثمن میں مل جائے گی۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: مشتری نے جائداد کو مثلی چیز کے عوض میں خریدا ہے تو شفیع اُس کی مثل دے کر جائداد کو حاصل کرسکتا ہے اور قیمی چیز کے عوض میں خریدا ہے تو اس چیز کی بیع کے وقت جو قیمت تھی شفیع کو وہ دینی ہوگی اور اگر جائداد غیر منقولہ[5] کو جائداد غیر منقولہ کے عوض میں خریدا ہے مثلاً اپنے مکان کے عوض میں دوسرا مکان خریدا اور فرض کرو دونوں مکان کے دو شفیع ہوں اور دونوں نے بذریعہ شفعہ لینا چاہا تو اُس مکان کی قیمت کے بدلے میں اس مکان کو لے گا اور اس کی قیمت کے عوض میں اس کو لے گا۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۸: عقد بیع میں ثمن کی ادا کے لیے کوئی میعاد مقرر تھی تو شفیع کو اختیار ہے کہ ابھی ثمن دے کر مکان لے لے اور چاہے تو میعاد پوری ہونے کا انتظار کرے جب میعاد پوری ہو اُس وقت ثمن ادا کر کے چیز لے اور یہ نہیں کرسکتا کہ چیز تو اب لے

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الشفعة،باب طلب الشفعة، مطلب:طلب عند القاضی...إلخ،ج۹،ص۳۸۳.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الشفعة،باب طلب الشفعة، مطلب:طلب عند القاضی...إلخ،ج۹،ص۳۸۳.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة،باب طلب الشفعة،ج۹،ص۳۸٤.

4 ......"الهداية"، کتاب الشفعة، فصل فیما یؤخذ به المشفوع،ج۲،ص۳۱۵.

5 ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہوسکتی ہو۔

6 ......"الهداية"، کتاب الشفعة، فصل فیما یؤخذ به المشفوع،ج۲،ص۳۱۵.

اور ثمن میعاد پوری ہونے پر ادا کرے۔ مگر دوسری صورت میں جو انتظار کرنے کے لیے کہا گیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ شفعہ طلب کرنے میں انتظار کرے اگر طلب شفعہ میں دیر کرے گا تو شفعہ ہی باطل ہو جائے گا بلکہ شفعہ تو اسی وقت طلب کرے گا اور چیز اُس وقت لے گا جب میعاد پوری ہوگی۔ اور پہلی صورت میں کہ اسی وقت ثمن ادا کرکے لے اگر اس نے وہ ثمن بائع کو دیا تو مشتری سے بائع کا مطالبہ ساقط ہوگیا اور اگر مشتری کو دیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ وہ بائع کو اُس وقت دے جب میعاد پوری ہو جائے بائع اُس سے ابھی مطالبہ نہیں کرسکتا۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۹: مشتری نے جدید تعمیر کی یا زمین میں درخت نصب کر دیے اور بذریعہ شفعہ یہ جائداد شفیع کو دلائی گئی تو وہ مشتری سے یہ کہے کہ اپنی عمارت توڑ کر اور درخت کاٹ کر لے جائے اور اگر عمارت توڑنے اور درخت کھودنے میں زمین خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس عمارت کو توڑنے کے بعد اور درخت کاٹنے کے بعد جو قیمت ہو وہ قیمت مشتری کو دیدے اور ان چیزوں کو خود لے لے۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۰: مشتری نے اُس زمین میں کاشت کی اور فصل طیار ہونے سے پہلے شفیع نے شفعہ کرکے لے لی تو مشتری کو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ اپنی کچی کھیتی کاٹ لے بلکہ شفیع کو فصل طیار ہونے تک انتظار کرنا ہوگا اور اس زمانے کی اُجرت بھی مشتری سے نہیں دلائی جائے گی۔ ہاں اگر زراعت سے زمین میں کچھ نقصان پیدا ہوگیا تو بقدر نقصان ثمن میں سے کم کرکے بقیہ ثمن شفیع ادا کرے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: مشتری نے مکان میں روغن کرلیا یا رنگ کرایا یا سفیدی کرائی یا پلاسترکرایا تو ان چیزوں کی وجہ سے مکان کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہوا شفیع کو یہ بھی دینا ہوگا اور اگر نہ دینا چاہے تو شفعہ چھوڑ دے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے مکان خریدا اور اُسے خود اسی مشتری نے مُنہدِم کر دیا[5] یا کسی دوسرے شخص نے مُنہدِم کر دیا

---

1 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، فصل فيما يؤخذ به المشفوع، ج٢، ص٣١٥،٣١٦.
و"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج٩، ص٣٨٥،٣٨٦.

2 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، فصل فيما يؤخذ به المشفوع، ج٢، ص٣١٦.
و"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج٩، ص٣٨٧.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الثامن فى تصرف المشترى...إلخ، ج٥، ص١٨٠.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج٩، ص٣٨٧.

5 ......گرادیا۔

توثمن کو زمین اور بنی ہوئی عمارت کی قیمت پر تقسیم کریں۔ زمین کے مقابل میں ثمن کا جتنا حصہ آئے وہ دے کر زمین لے لے اور اگر وہ عمارت خود منہدم ہوگئی کسی نے گرائی نہیں تو ثمن کو اُس زمین اور اس ملبہ پر تقسیم کریں جو حصہ زمین کے مقابل میں پڑے اوس کے عوض میں زمین کو لے لے۔ اور آگ سے وہ مکان جل گیا اور کوئی سامان باقی نہ رہا یا سیلاب ساری عمارت کو بہالے گیا تو پورے ثمن کے عوض میں شفیع اُس زمین کو لے سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مشتری نے صرف عمارت بیچ دی اور زمین نہیں بیچی ہے مگر عمارت ابھی قائم ہے تو شفیع اُس بیع کو توڑ سکتا ہے اور عمارت وزمین دونوں کو بذریعۂ شفعہ لے سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مشتری یا کسی دوسرے نے عمارت منہدم کر دی ہے یا وہ خود گرگئی اور ملبہ موجود ہے شفیع یہ چاہتا ہے کہ شفعہ میں اس سامان کو بھی لے لے وہ ایسا نہیں کر سکتا بلکہ صرف زمین کو لے سکتا ہے۔ یو ہیں اگر مشتری نے مکان میں سے دروازے نکلوا کر بیچ ڈالے تو شفیع ان دروازوں کو نہیں لے سکتا بلکہ دروازوں کی قیمت کی قدر زرِ ثمن سے کم کر کے مکان کو شفعہ میں لے سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مکان کا کچھ حصہ دریابُرد ہو گیا[4] کہ اس حصہ میں دریا کا پانی جاری ہے تو ماقی[5] کو حصۂ ثمن کے مقابل میں شفیع لے سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: زمین خریدی جس میں درخت ہیں اور درختوں میں پھل لگے ہوئے ہیں اور مشتری نے پھل بھی اپنے لیے شرط کر لیے ہیں اور اس میں شفعہ ہوا اگر پھل اب بھی موجود ہیں تو شفیع زمین ودرخت اور پھل سب کو لے گا اور اگر پھل ٹوٹ چکے ہیں تو صرف زمین ودرخت لے گا اور پھلوں کی قیمت ثمن سے کم کر دی جائے گی۔ اور اگر خریدنے کے بعد پھل آئے اس میں چند صورتیں ہیں ابھی تک درخت بائع ہی کے قبضہ میں تھے کہ پھل آگئے تو شفیع پھلوں کو بھی لے گا اور پھل توڑ لیے ہوں تو ان کی قیمت کی مقدار ثمن سے کم کی جائے گی۔ اور اگر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد پھل آئے اور پھل موجود ہیں تو شفیع پھلوں کو بھی لے گا اور ثمن میں اضافہ نہیں کیا جائے گا اور اگر مشتری نے توڑ کر بیچ ڈالے یا کھا لیے تو شفیع کو زمین ودرخت ملیں گے اور ثمن میں

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الشفعة، الباب الثامن فی تصرف المشتری... إلخ، ج٥، ص١٨٠.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... یعنی دریا بہالے گیا۔ 5 ...... باقی ماندہ۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الشفعة، الباب الثامن فی تصرف المشتری... إلخ، ج٥، ص١٨٠.

کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔[1] (ہدایہ، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: بیع میں پھل مشروط تھے اور آفت سماویہ[2] سے پھل جاتے رہے تو ان کے مقابل میں ثمن کا حصہ ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر بعد میں پیدا ہوئے اور آفت سماویہ سے جاتے رہے تو ثمن میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: شفیع کے لینے سے پہلے مشتری نے جائداد میں تصرفات کیے شفیع اُس کے تمام تصرفات کو رد کر دے گا مثلاً مشتری نے بیع کر دی یا ہبہ کر دی اور قبضہ بھی دے دیا یا اُس کو صدقہ کر دیا بلکہ اُس کو مسجد کر دیا اور اُس میں نماز بھی پڑھ لی گئی یا اُس کو قبرستان بنایا اور مردہ بھی اُس میں دفن کر دیا گیا یا اور کسی قسم کا وقف کیا غرض کسی قسم کا تصرف کیا ہو شفیع ان تمام تصرفات کو باطل کر کے وہ جائداد لے لے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: شفعہ سے پہلے مشتری نے جو کچھ تصرّف کیا ہے وہ تصرّف صحیح ہے مگر شفیع اُس کو توڑ دے گا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ تصرّف ہی صحیح نہیں ہے لہٰذا اس جائداد کو اگر مشتری نے کرایہ پر دیا تو یہ کرایہ مشتری کے لیے حلال ہے بلکہ اگر اُس نے بیع کر ڈالی ہے تو ثمن بھی مشتری کے لیے حلال طیّب ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: ایک مکان کا نصف حصہ غیر معین خریدا خریدنے کے بعد بذریعہ تقسیم مشتری نے اپنا حصہ جدا کر لیا یہ تقسیم آپس کی رضامندی سے ہو یا حکمِ قاضی سے بہر حال شفیع اسی حصہ کو لے سکتا ہے جو مشتری کو ملا اُس تقسیم کو توڑ کر جدید تقسیم نہیں کرا سکتا اور اگر مکان میں دو شخص شریک تھے ایک نے اپنا حصہ بیع کر دیا اور مشتری نے دوسرے شریک سے تقسیم کرائی اور اپنا حصہ جدا کر لیا اس صورت میں شفیع اس تقسیم کو توڑ سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

کس میں شفعہ ہوتا ہے اور کس میں نہیں

مسئلہ ۱: شفعہ صرف جائداد غیر منقولہ میں ہوسکتا ہے جس کی مِلک مال کے عوض میں حاصل ہوئی ہو اگرچہ وہ جائداد

---

1 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج ٢، ص ٣١٧.

و"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج ٩، ص ٣٩٠.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الثامن فى تصرف المشترى...إلخ، ج ٥، ص ١٨٠.

2 ......قدرتی آفت مثلاً بارش، آندھی، طوفان وغیرہ۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب طلب الشفعة، ج ٩، ص ٣٩٠.

4 ......المرجع السابق، ص ٣٨٨.

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الثامن فى تصرف المشترى...إلخ، ج ٥، ص ١٨١.

6 ......المرجع السابق.

قابل تقسیم نہ ہو جیسے چکی کا مکان اور حمام اور کوآں اور چھوٹی کوٹھری کہ یہ چیزیں اگرچہ قابل تقسیم نہیں ہیں ان میں بھی شفعہ ہوسکتا ہے۔ جائداد منقولہ میں شفعہ نہیں ہوسکتا لہٰذا کشتی اور صرف عمارت یا صرف درخت کسی نے خریدے ان میں شفعہ نہیں ہوسکتا اگرچہ یہ طے پایا ہو کہ عمارت اور درخت برقرار رہیں گے ہاں اگر عمارت یا درخت کو زمین کے ساتھ فروخت کیا تو تبعاً ان میں بھی شفعہ ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: جائداد غیر منقولہ کو نکاح کا مَہر قرار دیا یا عورت نے اُس کے عوض میں خلع کرایا یا کسی چیز کی اُجرت اُس کو قرار دیا یا دم عمد کا اُسے بدل صلح قرار دیا یا وراثت میں ملی یا کسی نے بطور صدقہ دے دی یا ہبہ کی بشرطیکہ ہبہ میں عوض کی شرط نہ ہو تو شفعہ نہیں ہوسکتا کہ ان سب صورتوں میں مال کے عوض میں ملک نہیں حاصل ہوئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: کسی شخص پر ایک چیز کا دعویٰ تھا اس نے اپنا مکان دے کر مدعی سے صلح کرلی اس پر شفعہ ہوسکتا ہے اگرچہ یہ صلح انکار یا سکوت[3] کے بعد ہو کیونکہ مدعی اس کو اپنے اس حق کے عوض میں لینا قرار دیتا ہے اور شفعہ کا تعلق اسی مدعی سے ہے لہٰذا مدعیٰ علیہ کے انکار کا اعتبار نہیں اور اگر اسی مکان کا دعویٰ تھا اور مدعیٰ علیہ نے اقرار کے بعد کچھ دے کر مدعی سے صلح کرلی تو شفعہ ہوسکتا ہے کہ یہ صلح حقیقۃً اُن داموں کے عوض اس مکان کو خریدنا ہے اور اگر مدعیٰ علیہ نے انکار یا سکوت کے بعد صلح کی تو شفعہ نہیں ہوسکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ کچھ دے کر جھگڑا کاٹنا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: اگر بیع میں بائع نے اپنے لیے خیار شرط کیا ہو تو جب تک خیار ساقط نہ ہو شفعہ نہیں ہوسکتا کہ خیار ہوتے ہوئے مبیع مِلکِ بائع سے خارج ہی نہ ہوئی شفعہ کیونکر ہو اور صحیح یہ ہے کہ شفعہ کی طلب خیار ساقط ہونے پر کی جائے اور اگر مشتری نے اپنے لیے خیار شرط کیا تو شفعہ ہوسکتا ہے کیونکہ مبیع مِلکِ بائع سے خارج ہوگئی اور اندرون مدت خیار شفیع نے لے لیا تو بیع واجب ہوگئی اور شفیع کے لیے خیار شرط نہیں حاصل ہوگا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: بیع فاسد میں اُس وقت شفعہ ہوگا جب بائع کا حق منقطع ہوجائے یعنی اُسے واپس لینے کا حق نہ رہے مثلاً اس جائداد میں مشتری نے کوئی تصرف کرلیا نئی عمارت بنائی اب شفعہ ہوسکتا ہے اور ہبہ بشرطِ العوض[6] میں اُس وقت شفعہ ہوسکتا ہے

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب ما تثبت هي فيه أو لا تثبت، ج۹، ص۳۹۳.

2 ......المرجع السابق، ص۳۹٤.

3 ......خاموشی۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الشفعة، باب ما تثبت هي فيه أو لا تثبت، ج۹، ص۳۹٤.

5 ......"الهداية"، کتاب الشفعة، باب ما تجب فيه الشفعة...إلخ، ج۲، ص۳۱۹.

6 ......وہ ہبہ جس میں عوض مشروط ہو۔

جب تقابض بدلین ہوجائے یعنی اس نے اس کی چیز اور اس نے اس کی چیز پر قبضہ کرلیا اور فقط ایک نے قبضہ کیا ہو دوسرے نے قبضہ نہیں کیا ہو تو شفعہ نہیں ہوسکتا اور فرض کرو ایک نے ہی قبضہ کیا اور شفیع نے شفعہ کی تسلیم کردی تو دوسرے کے قبضہ کے بعد شفعہ کرسکتا ہے کہ وہ پہلی تسلیم صحیح نہیں کہ قبل از وقت ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶: بیع فاسد کے ذریعہ سے ایک مکان خریدا اس کے بعد اس مکان کے پہلو میں دوسرا مکان فروخت ہوا اگر وہ مکان اول ابھی تک بائع ہی کے قبضہ میں ہے تو بائع شفعہ کرسکتا ہے کیوں کہ بیع فاسد سے بائع کی مِلک زائل نہیں ہوئی اور اگر مشتری کو قبضہ دے دیا ہے تو مشتری شفعہ کرسکتا ہے کہ اب یہ مالک ہے اور اگر بائع کا قبضہ تھا اور اس نے شفعہ کا دعویٰ کیا تھا اور قبل فیصلہ مشتری کو قبضہ دے دیا شفعہ باطل ہوگیا اور فیصلہ کے بعد مشتری کے قبضہ میں دیا تو جائدادِ مشفوعہ[2] پر اس کا کچھ اثر نہیں اور اگر مشتری کا قبضہ تھا اور مشتری نے شفعہ کا دعویٰ بھی کیا تھا اور قبل فیصلہ بائع نے مشتری سے واپس لے لیا تو مشتری کا دعویٰ باطل ہوگیا اور بعد فیصلہ بائع نے واپس لیا تو اس کا کچھ اثر نہیں یعنی مشتری اس مکان کا مالک ہے جس کو بذریعۂ شفعہ حاصل کیا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: جائداد فروخت ہوئی اور شفیع نے شفعہ سے انکار کردیا پھر مشتری نے خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کردی یا اس میں عیب نکلا اور حکم قاضی سے واپس ہوئی تو اس واپسی کو بیع قرار دے کر شفیع شفعہ نہیں کرسکتا کہ یہ واپسی فسخ ہے بیع نہیں ہے اور اگر عیب کی صورت میں بغیر حکم قاضی بائع نے خود واپس لے لی تو شفعہ ہوسکتا ہے کہ حق ثالث میں یہ بیع جدید ہے۔ یوہیں اگر بیع کا اقالہ ہوا تو شفعہ ہوسکتا ہے۔[4] (درمختار)

شفعہ باطل ہونے کے وجوہ

مسئلہ ۱: طلب مواثبت یا طلب اشہاد نہ کرنے سے شفعہ باطل ہوجاتا ہے۔ شفعہ کی تسلیم سے بھی باطل ہوجاتا ہے مثلاً یہ کہے کہ اس مکان کا شفعہ میں نے تسلیم کردیا۔ بائع کے لیے تسلیم کرے یا مشتری یا وکیل مشتری کے لیے، قبضۂ مشتری سے قبل تسلیم کرے یا بعد میں ہر صورت میں باطل ہوجاتا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ بیع کے بعد تسلیم ہو اور اگر بیع سے قبل تسلیم پائی گئی تو اس سے شفعہ باطل نہیں ہوگا۔ یوہیں اگر یہ کہے کہ میں نے شفعہ باطل کردیا یا ساقط کردیا جب بھی شفعہ باطل ہوجائے گا۔ نابالغ

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة،باب طلب عند القاضی... إلخ،ج۹،ص۳۹۳.

2 ......وہ جائداد جس پر شفعہ کا دعویٰ کیا گیا۔

3 ......"الهداية"، کتاب الشفعة،باب ما تجب فیه الشفعة... إلخ،ج۲،ص۳۲۰.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة ،باب ما تثبت هی فیه أو لاتثبت،ج ۹،ص ۳۹۶.

کے لیے حق شفعہ تھا اُس کے باپ یا وصی نے تسلیم کی شفعہ باطل ہوگیا۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: طلب شفعہ کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے قاضی کے پاس شفعہ کی تسلیم کردی یا یہ اقرار کیا کہ میرے موکل نے تسلیم کردی ہے اس سے بھی شفعہ باطل ہوجائے گا اور اگر یہ تسلیم یا اقرار تسلیم قاضی کے پاس نہ ہو تو شفعہ باطل نہیں ہوگا مگر یہ وکیل وکالت سے خارج ہوجائے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: جس شخص کے لیے تسلیم کا حق ہے اس کا سکوت بھی شفعہ کو باطل کردیتا ہے مثلاً باپ یا وصی کا خاموش رہنا بھی مُبطِل[3] ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: مشتری نے شفیع کو کچھ دے کر مصالحت کرلی کہ شفعہ نہ کرے یہ صلح بھی باطل ہے کہ جو کچھ دینا قرار پایا ہے رشوت ہے اور اس صلح کی وجہ سے شفعہ بھی باطل ہوگیا۔ یوہیں اگر حق شفعہ کو مال کے بدلے میں بیع کیا یہ بیع بھی باطل ہے اور شفعہ بھی باطل ہوگیا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: شفیع نے مشتری سے یوں مصالحت کی نصف مکان مجھے اتنے میں دے دے یہ صلح صحیح ہے اور اگر یوں مصالحت کی کہ یہ کمرہ مجھے دے دے اس کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہے وہ میں دوں گا تو صلح صحیح نہیں مگر شفعہ بھی ساقط نہ ہوگا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶: شفیع نے مشتری سے اوس جائداد کا نرخ چکایا یا یہ کہا کہ میرے ہاتھ بیع تولیہ کردو یا اجارہ پر لیا یا مشتری سے کہا میرے پاس ودیعت[7] رکھ دو یا میرے لیے ودیعت رکھ دو یا میرے لیے اس کی وصیت کردو یا مجھے صدقہ کے طور پر دے دو ان سب صورتوں میں شفعہ کی تسلیم ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب ما یبطلها، ج۹، ص۳۹۸۔۴۰۰.
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشفعة، الباب التاسع فیما یبطل به...إلخ، ج۵، ص۱۸۲ والباب الثانی عشرفی شفعة الصبيِّ، ص۱۹۲.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب ما یبطلها، ج۹، ص۴۰۰.

3 ......یعنی شفعہ کو باطل کرنے والا ہے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب ما یبطلها، ج۹، ص۴۰۰.

5 ......"الهدایة"، کتاب الشفعة، باب ما یبطل به الشفعة، ج۲، ص۳۲۱.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب ما یبطلها، ج۹، ص۴۰۱.

7 ......امانت۔

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشفعة، الباب التاسع فیما یبطل به...إلخ، ج۵، ص۱۸۲.

مسئلہ ۷: ہبہ بشرط العوض میں بعد تقابضِ بدلین شفیع نے شفعہ کی تسلیم کی اس کے بعد اون دونوں نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اُس عوض کے مقابل میں بیع کی تھی اب شفیع کو شفعہ کا حق نہیں ہے اور اگر ہبہ بغیر عوض میں بعد تسلیم شفعہ اون دونوں نے ہبہ بشرط العوض یا بیع کا اقرار کیا تو شفعہ کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: شفعہ کے فیصلہ سے پہلے شفیع مرگیا شفعہ باطل ہوگیا یعنی اس میں میراث نہیں ہوگی کہ وہ مرگیا تو اس کا وارث اس کے قائم مقام ہوکر شفعہ کرے اور فیصلہ کے بعد شفیع کا انتقال ہوا تو شفعہ باطل نہیں ہوا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۹: مشتری یا بائع کی موت سے شفعہ باطل نہیں ہوتا بلکہ شفیع اون کے وارثوں سے مطالبہ کرے گا کہ یہ اُن کے قائم مقام ہیں اور مشتری کے ذمہ اگر دَین ہے تو اُس کی ادا کے لیے یہ جائداد نہیں بیچی جائے گی۔ قاضی یا وصی نے بیع کردی ہو تو شفیع اس بیع کو باطل کردے گا اور اگر مشتری نے یہ وصیّت کی ہے کہ فلاں کو دی جائے تو یہ وصیت بھی شفیع باطل کردے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جس جائداد کے ذریعہ سے شفعہ کرتا ہے قبل فیصلہ شفیع نے وہ جائداد بیع کردی حق شفعہ باطل ہوگیا اگرچہ اس جائداد کی بیع کا اُسے علم نہ تھا جس پر شفعہ کرتا۔ یوہیں اگر اُس کو مسجد یا مقبرہ کردیا یا کسی دوسری طرح وقف کردیا اب شفعہ نہیں کرسکتا اور اگر اُس جائداد کو بیع کردیا مگر اپنے لیے خیار شرط رکھا ہے تو جب تک خیار ساقط نہ ہو شفعہ باطل نہیں ہوگا۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۱: شفیع نے اپنی پوری جائداد نہیں فروخت کی ہے بلکہ آدھی یا تہائی بیچی الغرض کچھ باقی ہے تو شفعہ کا حق بدستور قائم ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: شفیع نے مشتری سے وہ جائداد خرید لی اس کا شفعہ باطل ہوگیا دوسرا شخص جو اس کی برابر کا ہے یعنی مثلاً یہ بھی شریک ہے وہ بھی شریک ہے یا اس سے کم درجہ کا ہے یعنی یہ شریک ہے وہ پروسی ہے یہ شفعہ کرسکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلی بیع کے لحاظ سے شفعہ کرے یا دوسری بیع جو مشتری و شفیع کے مابین ہوئی ہے اس کے لحاظ سے شفعہ کرے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشفعة، الباب التاسع فیما یبطل به...إلخ، ج٥، ص١٨٢.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب ما یُبطلها، ج٩، ص٤٠١.

3 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشفعة، باب ما یبطلها، ج٩، ص٤٠١.

4 ......"الهدایة"، کتاب الشفعة، باب ما یبطل به الشفعة، ج٢، ص٣٢١.

و "الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب ما یبطلها، ج٩، ص٤٠٢.

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشفعة، الباب التاسع فیما یبطل به...إلخ، ج٥، ص١٨٤.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشفعة، باب ما یبطلها، ج٩، ص٤٠٢.

مسئلہ ۱۳: شفیع نے ضمان درک کیا یعنی مشتری کو اندیشہ تھا کہ اگر اس جائداد کا کوئی دوسرا مالک نکل آیا تو جائداد ہاتھ سے نکل جائے گی اور بائع سے ثمن کی وصولی کی کیا صورت ہوگی شفیع نے ضمانت کر لی شفعہ باطل ہوگیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: بائع نے شفیع کو بیع کا وکیل کیا اسی وکیل نے بیع کی اب شفعہ نہیں کرسکتا اور مشتری نے کسی کو مکان خریدنے کا وکیل کیا تھا اُس نے خریدا تو اس خریدنے کی وجہ سے شفعہ نہیں باطل ہوگا۔ یوہیں اگر بائع نے بیع میں شفیع کے لیے خیار شرط کیا کہ اُسے اختیار ہے بیع کو نافذ کرے یا نہ کرے اُس نے نافذ کر دی حق شفعہ باطل ہوگیا۔ اور اگر مشتری نے ایسے شخص کے لیے خیار شرط کیا جو شفعہ کرے گا اُس نے خیار ساقط کر کے بیع کو نافذ کر دیا حق شفعہ نہیں باطل ہوگا۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵: شفیع کو یہ خبر ملی تھی کہ مکان ایک ہزار کو فروخت ہوا ہے اوس نے تسلیم شفعہ کر دی بعد میں معلوم ہوا کہ ہزار سے کم میں فروخت ہوا ہے یا ہزار روپے میں نہیں فروخت ہوا ہے بلکہ اتنے من گیہوں یا جو کے بدلے میں فروخت ہوا ہے اگرچہ ان کی قیمت ایک ہزار بلکہ ایک ہزار سے زیادہ ہو تو تسلیم صحیح نہیں بلکہ شفعہ کرسکتا ہے اور اگر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ ہزار روپے کی اشرفیوں کے عوض میں فروخت ہوا ہے یا عروض کے عوض میں فروخت ہوا جن کی قیمت ایک ہزار ہے تو شفعہ نہیں کرسکتا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: شفیع کو یہ خبر ملی کہ ثمن از قبیل مکیل و موزون فلاں چیز ہے اور تسلیم شفعہ کر دی بعد کو معلوم ہوا کہ مکیل و موزون کی دوسری جنس ثمن ہے تو شفعہ کرسکتا ہے اگرچہ اس کی قیمت اُس سے کم یا زیادہ ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: یہ خبر ملی تھی کہ مشتری زید ہے اس نے تسلیم کر دی بعد کو معلوم ہوا کہ دوسرا شخص ہے تو شفعہ کرسکتا ہے اور اگر بعد کو معلوم ہوا کہ زید و عمرو دونوں مشتری ہیں تو زید کے حصہ میں نہیں کرسکتا عمرو کے حصہ میں کرسکتا ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۸: شفیع کو خبر ملی تھی کہ نصف مکان فروخت ہوا ہے اُس نے تسلیم شفعہ کر دی بعد میں معلوم ہوا کہ پورا مکان فروخت ہوا تو شفعہ کرسکتا ہے اور اگر پہلے یہ خبر تھی کہ کل فروخت ہوا اُس نے تسلیم کر دی بعد کو معلوم ہوا کہ نصف فروخت ہوا تو شفعہ نہیں کرسکتا۔[6] (درمختار) یہ اُس صورت میں ہے کہ کل کا جو ثمن تھا اُتنے ہی میں نصف کا فروخت ہونا معلوم ہوا اور اگر یہ صورت

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب ما يبطلها، ج٩، ص٤٠٢.

2 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، باب ما يبطل به الشفعة، ج٢، ص٣٢١.

3 ......المرجع السابق، ص٣٢٢.

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب التاسع فيما يبطل به...إلخ، ج٥، ص١٨٤.

5 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، باب ما يبطل به الشفعة، ج٤، ص٣٢٢.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب ما يبطلها، ج٩، ص٤٠٣.

نہ ہو بلکہ نصف کا ثمن کل کے ثمن کا نصف ہے تو شفعہ کرسکتا ہے مثلاً پہلے یہ خبر ملی تھی کہ پورا مکان ایک ہزار میں فروخت ہوا اور اب یہ معلوم ہوا کہ نصف مکان پانسو میں فروخت ہوا تو شفعہ ہوسکتا ہے پہلے کی تسلیم مانع نہیں ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: شفیع نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو فروخت ہوا ہے میرا ہی ہے بائع کا نہیں ہے شفعہ نہیں کرسکتا یعنی شفعہ باطل ہوگیا اور اگر پہلے شفعہ کا دعویٰ کیا اور اب کہتا ہے کہ میرا ہی مکان ہے یہ دعویٰ نامقبول ہے۔[2] (خانیہ) اور اگر یوں کہا کہ یہ مکان میرا ہے اور میں اس کا شفیع ہوں اگر مالک ہونے کی حیثیت سے ملا تو ملا ورنہ شفعہ سے لوں گا اس طرح کہنے سے نہ شفعہ باطل ہوا نہ دعوائے مِلک باطل۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: جس جانب شفیع کا مکان یا زمین ہے اس جانب ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک ایک ہاتھ چھوڑ کر باقی مکان بیچ ڈالا یعنی جائداد مبیعہ اور جائداد شفیع میں فاصلہ ہوگیا اب شفعہ نہیں کرسکتا کہ دونوں میں اتصال ہی نہ رہا۔ یوہیں اگر ایک ہاتھ کی قدر یہاں سے وہاں تک مشتری کو ہبہ کردیا اور قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد باقی جائداد کو فروخت کیا تو شفعہ نہیں کرسکتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۱: مکان کے سو سہام[5] میں سے ایک سہم پہلے خرید لیا باقی سہام کو بعد میں خریدا تو پڑوسی کا شفعہ صرف پہلے سہم میں ہوسکتا ہے کہ بعد میں جو کچھ خریدا ہے اُس میں خود مشتری شریک ہے۔ مشتری ان ترکیبوں سے شفعہ کا حق باطل کرسکتا ہے۔[6] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۲: شفعہ ثابت ہوجانے کے بعد اس کے اسقاط کا حیلہ کرنا بالاتفاق مکروہ ہے مثلاً مشتری شفیع سے یہ کہے کہ تم شفعہ کرکے کیا کرو گے اگر تم اسے لینا ہی چاہتے ہو تو جتنے میں میں نے لیا ہے اتنے میں تمہارے ہاتھ فروخت کردوں گا شفیع نے کہہ دیا ہاں یا کہا میں خرید لوں گا شفعہ باطل ہوگیا یا اس سے کسی مال پر مشتری نے مصالحت کرلی شفعہ بھی باطل ہوگیا اور مال بھی نہیں دینا پڑا۔[7] (نہایہ وغیرہا)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشفعة، الباب التاسع فيما يبطل به...إلخ، ج٥، ص١٨٤.

2 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الشفعة، فصل فی الطلب، ج٢، ص٤٤٧.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب ما يبطلها، ج٩، ص٤١٧.

4 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، باب ما يبطل به الشفعة، ج٤، ص٣٢٢.

5 ......سہم کی جمع حصے۔

6 ......"الهداية"، كتاب الشفعة، باب ما يبطل به الشفعة، ج٤، ص٣٢٢، وغيرها.

7 ......"العناية" علی "فتح القدير"، كتاب الشفعة، باب ما يبطل به الشفعة، ج٨، ص٣٤٤، وغيرها.

مسئلہ ۲۳: ایسی ترکیب کرنا کہ شفعہ کا حق ہی نہ پیدا ہونے پائے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس میں کراہت نہیں قولِ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: نابالغ بچہ کو بھی حق شفعہ حاصل ہوتا ہے بلکہ جو بچہ ابھی پیٹ میں ہے اوس کو بھی یہ حق حاصل ہے جب کہ جائداد کی خریداری سے چھ ماہ کے اندر پیدا ہوگیا ہو اور اگر شکم میں بچہ ہے اور اس کا باپ مرگیا اور یہ جائداد کا وارث ہوا اور اس کے باپ کے مرنے کے بعد جائداد فروخت ہوئی تو اگرچہ وقت خریداری سے چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا ہو شفعہ کا بھی اسے حق ملے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: نابالغ کے لیے جب حق شفعہ ہے تو اس کا باپ یا باپ کا وصی یہ نہ ہو تو دادا پھر اس کے بعد اس کا وصی یہ بھی نہ ہو تو قاضی نے جس کو وصی مقرر کیا ہو وہ شفعہ کو طلب کرے گا اور ان میں سے کوئی نہ ہو تو یہ خود بالغ ہو کر مطالبہ کرے گا اور اگر ان میں سے کوئی ہو مگر اس نے قصداً طلب نہ کیا تو شفعہ کا حق جاتا رہا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: باپ نے ایک مکان خریدا اور اُس کا نابالغ لڑکا شفیع ہے اور باپ نے نابالغ کی طرف سے طلب شفعہ نہیں کی شفعہ باطل ہوگیا کہ خریدنا طلب شفعہ کے منافی نہ تھا اور اگر باپ نے مکان بیچا اور نابالغ لڑکا شفیع ہے اور باپ نے طلب نہ کی شفعہ باطل نہ ہوا کہ بیع کرنا طلب شفعہ کے منافی تھا اور اس صورت میں وہ لڑکا بعد بلوغ شفعہ طلب کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: باپ نے مکان غبن فاحش کے ساتھ خریدا تھا اس وجہ سے نابالغ کے لیے شفعہ طلب نہیں کیا کہ اُس کے مال سے نقصان کے ساتھ اُسے لینے کا حق نہ تھا اس صورت میں حق شفعہ باطل نہیں ہے وہ لڑکا بالغ ہو کر شفعہ کرسکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

تقسیم کا بیان

تقسیم کا جواز قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت۔

قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ ﴾[6]

''اور انھیں خبر دے دو کہ پانی کی ان کے مابین تقسیم ہے۔''

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الشفعة، باب ما يبطلها، ج۹، ص۴۰۸.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشفعة، الباب الثانی عشر فی شفعة الصبی، ج۵، ص۱۹۱.

3 ......المرجع السابق، ص۱۹۲.　4 ......المرجع السابق.　5 ......المرجع السابق.

6 ......پ۲۷، القمر:۲۸.

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى ﴾[1]

''جب تقسیم کے وقت رشتہ والے آجائیں۔''

اور احادیث اس بارہ میں بہت ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے غنیمتوں اور میراثوں کی تقسیم فرمائی اور اس کے جواز پر اجماع بھی منعقد ہے۔

مسئلہ ۱: شرکت کی صورت میں ہر ایک شریک کی مِلک دوسرے کی مِلک سے ممتاز نہیں ہوتی اور ہر ایک کسی مخصوص حصہ سے نفع پر قادر نہیں ہوتا ان حصوں کو جدا کر دینے کا نام تقسیم ہے جب شرکا میں سے کوئی شخص تقسیم کی درخواست کرے تو قاضی پر لازم ہے کہ اُس کی درخواست قبول کرے اور تقسیم کر دے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: قاضی کو اُس کی درخواست قبول کرنا اُس وقت ضروری ہے کہ تقسیم سے اس چیز کی منفعت فوت نہ ہو یعنی وہ چیز جس کام کے لیے عرف میں ہے وہ کام تقسیم کے بعد بھی اس سے لیا جاسکے اور اگر تقسیم سے منفعت جاتی رہے مثلاً حمام کو اگر تقسیم کر دیا جائے تو حمام نہ رہے گا اگرچہ اُس میں دوسرے کام ہو سکتے ہوں لہٰذا اس کی تقسیم سے منفعت فوت ہوتی ہے یہ تقسیم قاضی کے ذمہ لازم نہیں۔ جس چیز میں تقسیم سے منفعت فوت ہو اُس کی تقسیم اُس وقت کی جائے گی جب تمام شرکا تقسیم پر راضی ہوں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: تقسیم میں اگرچہ ایک شریک کا حصہ دوسرے شرکا کے حصوں سے جدا کرنا ہے مگر اس میں مبادلہ کا[4] پہلو بھی پایا جاتا ہے کیونکہ شرکت کی صورت میں ہر جز میں ہر ایک شریک کی مِلک[5] ہے اور تقسیم سے یہ ہوا کہ اس کے حصہ میں جو اس کی مِلک تھی اُس کے عوض میں اس حصہ میں جو اُس کی مِلک تھی حاصل کرلی۔ مثلی چیزوں میں جُدا کرنے کا پہلو غالب ہے اور قیمی میں مبادلہ کا پہلو غالب۔[6] (درمختار)

---

1. ......پ ٤، النساء: ٨.
2. ......''الفتاوی الهندیة''، کتاب القسمة، الباب الثالث عشر فی المتفرقات، ج٥، ص ٢٣١.
   و''ردالمحتار''، کتاب القسمة، ج٩، ص ٤٢١.
3. ......''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب القسمة، ج٩، ص ٤٢٢.
4. ......باہم تبدیل ہونے کا۔
5. ......ملکیت۔
6. ......''الدرالمختار''، کتاب القسمة، ج٩، ص ٤٢٢.

مسئلہ ۴: مکیل [1] وموزون [2] اور دیگر مثلی چیزوں میں تقسیم کے بعد ایک شریک اپنا حصہ دوسرے کی عدم موجودگی [3] میں لے سکتا ہے اور قیمی چیزوں میں چونکہ مبادلہ کا پہلو غالب ہے تقسیم کے بعد ایک شریک دوسرے کی عدم موجودگی میں نہیں لے سکتا۔ [4] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: دو شخصوں نے چیز خریدی پھر اس کو باہم تقسیم کر لیا اب ایک شخص اپنا حصہ مرابحہ کے طور پر بیع کرنا چاہتا ہے یہ نہیں کرسکتا۔ [5] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: مکیل یا موزوں دو شخصوں میں مشترک ہے ان میں ایک موجود ہے دوسرا غائب ہے یا ایک بالغ ہے دوسرا نابالغ ہے تقسیم کے بعد اُس موجود یا بالغ نے اپنا حصہ لے لیا یہ تقسیم اُس وقت صحیح ہے کہ دوسرے شریک یعنی غائب یا نابالغ کو اس کا حصہ پہنچ جائے اور اگر ان کو حصہ نہ ملا فرض کرو کہ ہلاک ہوگیا تو تقسیم باقی نہیں رہے گی ٹوٹ جائے گی یعنی جو شخص حصہ لے چکا ہے اُس حصہ کو ان دونوں کے مابین پھر تقسیم کیا جائے گا۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۷: غیر مثلی چیزیں اگر ایک ہی جنس کی ہوں اور ایک شریک نے تقسیم کا مطالبہ کیا تو دوسرا شریک تقسیم پر مجبور کیا جائے گا یہ نہیں خیال کیا جائے گا کہ یہ مبادلہ ہے اس میں رضامندی ضروری ہے البتہ شرکت کی لونڈی غلام میں جبریہ تقسیم نہیں ہے۔ [7] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۸: بہتر یہ ہے کہ تقسیم کے لیے کوئی شخص حکومت کی جانب سے مقرر کر دیا جائے جس کو بیت المال سے وظیفہ دیا جائے اور اگر بیت المال سے وظیفہ نہ دیا جائے بلکہ اُس کی مناسب اُجرت شرکا کے ذمہ ڈال دی جائے یہ بھی جائز ہے۔ [8] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: بانٹنے والے کی اُجرت تمام شرکا پر برابر برابر ڈالی جائے اُن کے حصوں کے کم زیادہ ہونے کا اعتبار نہ ہوگا

---

1 ...... ناپ سے بکنے والی اشیاء مکیل کہلاتی ہیں۔ 2 ...... وزن سے بکنے والی اشیاء موزون کہلاتی ہیں۔ 3 ...... غیر موجودگی۔

4 ...... "الهداية"، كتاب القسمة، ج٢، ص٣٢٥.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب القسمة، ج٩، ص٤٢٣.

7 ...... "الهداية"، كتاب القسمة، ج٢، ص٣٢٥.

و"الدرالمختار"، كتاب القسمة، ج٩، ص٤٢٤.

8 ...... "الهداية"، كتاب القسمة، ج٢، ص٣٢٥.

مثلاً ایک شخص کی ایک تہائی ہے دوسرے کی دو تہائیاں دونوں کے ذمہ اُجرت تقسیم یکساں ہوگی کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ دوسرے مواقع پر مشترک چیز میں کام کرنے والے کی اُجرت ہر ایک شریک پر بقدر حصہ ہے مثلاً مشترک غلہ کے ناپنے یا کسی چیز کے تولنے کی اُجرت یا مشترک دیوار بنانے یا اُس میں کہگل [1] کرنے کی اُجرت یا مشترک نہر کھودنے یا اُس میں سے مٹی نکالنے کی اُجرت سب شرکا کے ذمہ برابر نہیں بلکہ ہر ایک کا جتنا حصہ ہے اُسی مناسبت سے سب کو اُجرت دینی ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: تقسیم کرنے کے لیے ایسا شخص مقرر کیا جائے جو عادل ہو امین ہو اور تقسیم کرنا جانتا ہو بددیانت یا اَناڑی [3] کو یہ کام نہ سپرد کیا جائے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: ایک ہی شخص اس کام کے لیے معین نہ کیا جائے یعنی لوگوں کو اس پر مجبور نہ کیا جائے کہ اُسی سے تقسیم کرائیں کہ اس صورت میں وہ جو چاہے گا اُجرت لے لیا کرے گا اور واجبی اُجرت سے زیادہ لوگوں سے وصول کرلیا کرے گا اور ایسا بھی موقع نہ دیا جائے کہ تقسیم کنندگان [5] باہم شرکت کرلیں کہ جو کچھ اس تقسیم کے ذریعہ سے حاصل کریں گے سب بانٹ لیں گے کہ اس میں بھی وہی اندیشہ ہے کہ اتفاق کرکے یہ لوگ اُجرت میں اضافہ کردیں گے۔[6] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۲: شرکا نے باہم رضامندی کے ساتھ خود ہی تقسیم کرلی یہ تقسیم صحیح و لازم ہے ہاں اگر ان میں کوئی نابالغ یا مجنون ہے جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو یا کوئی شریک غائب ہے اور اس کا کوئی وکیل بھی نہیں ہے جس کی موجودگی میں تقسیم ہو تو یہ اُس وقت لازم ہوگی کہ قاضی اسے جائز کردے یا وہ غائب حاضر ہو کر یا نابالغ بالغ ہو کر یا اُس کا ولی اس تقسیم کو جائز کردے یہ تمام اَحکام اُس وقت ہیں کہ میراث میں ان کی شرکت ہو۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: جائداد منقولہ [8] میں چند اشخاص شریک ہیں وہ کہتے ہیں ہم کو یہ جائداد وراثت میں ملی ہے یا مِلک مطلق کا

---

1. ......بھس ملی ہوئی مٹی کا پلستر۔
2. ......"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۲۵، ۴۲۶.
3. ......ناتجربہ کار، انجان، ناواقف۔
4. ......"الهداية"، کتاب القسمة، ج۲، ص۳۲۵.
5. ......تقسیم کرنے والے۔
6. ......"الهداية"، کتاب القسمة، ج۲، ص ۳۲۵، ۳۲۶.
   و"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۲۷.
7. ......"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۲۷.
8. ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہو۔

دعویٰ کرتے ہیں یا کہتے ہیں ہم نے خریدی ہے یا اور کسی سبب سے سب اپنی مِلک وشرکت کا دعویٰ کرتے ہیں یہ لوگ تقسیم کرانا چاہتے ہیں محض ان کے کہنے پر تقسیم کردی جائے گی ان سے خریداری وغیرہ کے گواہ کا مطالبہ نہیں ہوگا۔ یوہیں جائداد غیر منقولہ کے متعلق اگر یہ لوگ خریدنا بتاتے ہیں یامِلک مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں تو اسے بھی تقسیم کردیا جائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: جائداد غیر منقولہ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم کو وراثت میں ملی ہے تو تقسیم اوس وقت کی جائے گی جب لوگ یہ ثابت کردیں کہ مورث مرگیا اور اُس کے ورثہ ہم ہی ہیں ہمارے سوا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے۔ یوہیں اگر کسی جائداد غیر منقولہ کی نسبت چند شخص یہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبضہ میں ہے اور تقسیم کرانا چاہتے ہیں تو تقسیم نہیں کی جائے گی جب تک یہ ثابت نہ کردیں کہ وہ جائداد اُنھیں کی ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اون کے قبضہ میں ہونا بطور عاریت واِجارہ ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: شرکا نے مورِث کی موت اور ورثہ کی تعداد کو ثابت کردیا مگر ان وارثوں میں کوئی نابالغ بھی ہے یا کوئی وارث موجود نہیں ہے غائب ہے تو کسی شخص کو اس نابالغ یا غائب کے قائم مقام کیا جائے گا جو نابالغ کے لیے وصی اور غائب کی طرف سے وکیل ہوگا اس کی موجودگی میں تقسیم ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: ایک وارث تنہا حاضر ہوتا ہے اور موتِ مُورِث کو ثابت کرنا چاہتا ہے تو اس کے کہنے پر تقسیم نہیں ہوسکتی جب تک کم از کم دو شخص نہ ہوں اگرچہ ان میں ایک نابالغ ہو یا موصیٰ لہ[4] ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: چند اشخاص نے شرکت میں کوئی چیز خریدی ہے یا میراث کے سوا کسی دوسرے طریقہ سے چیز میں شرکت ہے اور ان شرکا میں سے بعض غائب ہیں تو جب تک یہ حاضر نہ ہوں تقسیم نہیں ہوسکتی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: ایک وارث غائب ہے اور جائداد منقولہ کل یا اس کا جز اُسی غائب کے قبضہ میں ہے تو جو ورثہ حاضر ہیں وہ تقسیم نہیں کراسکتے۔ یوہیں اگر وارث نابالغ کے قبضہ میں جائداد غیر منقولہ کل یا جز ہے تو بالغین کے مطالبہ پر تقسیم نہیں ہوسکتی۔[7] (ہدایہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۲۸۔۴۲۹.

2 ...... المرجع السابق، ص۴۲۹.

3 ...... المرجع السابق، ص۴۳۰.

4 ...... وہ شخص جس کے لیے وصیت کی گئی۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۳۱.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الهداية"، کتاب القسمة، ج۲، ص۳۲۷.

کیا چیز تقسیم کی جائے گی اور کیا نہیں

مسئلہ ۱: مشترک چیز اگر ایسی ہے کہ تقسیم کے بعد ہر ایک شریک کو جو کچھ حصہ ملے گا وہ قابل انتفاع ہوگا تو ایک شریک کی طلب پر تقسیم کردی جائے گی اور اگر بعد تقسیم بعض شریک کو اتنی قلیل ملے گی کہ نفع کے قابل نہ ہوگی اور تقسیم وہ شخص چاہتا ہے جس کا حصہ زیادہ ہے تو تقسیم کردی جائے گی اور جس کا حصہ اتنا کم ہے کہ بعد تقسیم قابلِ نفع نہیں رہے گا اس کی طلب پر تقسیم نہیں ہوگی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: تقسیم کے بعد ہر شریک کو اتنا ہی حصہ ملے گا جو قابل نفع نہیں تو جب تک سب شرکا راضی نہ ہوں ایک کے چاہنے سے تقسیم نہیں ہوگی مثلاً دکان دو شخصوں کی شرکت میں ہے اگر تقسیم کے بعد ہر ایک کو دکان کا اتنا حصہ ملتا ہے کہ جو کام اس میں کر رہا تھا اب بھی کر سکے گا تو ہر ایک کے کہنے سے تقسیم کردی جائے گی اور اتنا حصہ نہ ملے تو تقسیم نہیں ہوگی جب تک دونوں راضی نہ ہوں۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳: ایک ہی جنس کی چیز ہو یا چند طرح کی چیزیں ہوں مگر ہر ایک میں تقسیم کرنی ہو یعنی مثلاً صرف گیہوں یا صرف جَو ہوں یا دونوں ہوں مگر دونوں میں تقسیم کرنی ہو تو ایک کے کہنے سے قاضی تقسیم کردے گا اور اگر دو قسم کی چیزیں ہوں مگر دونوں میں تقسیم جاری نہ کرنی ہو بلکہ ایک کو ایک چیز دے دی جائے اور دوسرے کو دوسری اس طرح کی تقسیم بغیر ہر ایک کی رضامندی کے نہیں ہوسکتی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: جواہر کی تقسیم بغیر رضامندی شرکا نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ان میں بہت زیادہ تفاوت[4] ہوتا ہے۔ یوہیں حمام اور کوآں اور چکی کہ ان کی جبریہ[5] تقسیم نہیں ہوسکتی کہ تقسیم کے بعد وہ چیز قابلِ اِنتفاع[6] نہ رہے گی۔ اور حمام اگر بڑا ہے کہ بعد تقسیم ہر ایک کو جو کچھ حصہ ملے گا وہ کام کے قابل رہے گا تو تقسیم کردیا جائے گا اور اگر رضامندی کے ساتھ حمام کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو تقسیم ہوسکتی ہے اگرچہ تقسیم کے بعد ہر ایک کا حصہ حمام نہ رہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان شرکا کا مقصود ہی یہ ہے کہ اسے حمام نہ رکھیں بلکہ کسی دوسرے کام میں لائیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ......"الهداية"، كتاب القسمة، فصل فيما يقسم...إلخ، ج۲،ص۳۲۷.

2 ......المرجع السابق،ص۳۲۹.

و"الدرالمختار"، كتاب القسمة، ج۹،ص۴۳۳.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب القسمة، ج۹، ص۴۳۳،وغيره.

4 ......فرق۔ 5 ......غیر رضامندی۔ 6 ......نفع اُٹھانے کے قابل۔

7 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب القسمة، ج ۹، ص۴۳۴.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب القسمة،الباب الثالث فى بيان ما يقسم...إلخ، ج۵،ص۲۰۸.

مسئلہ ۵: چوکھٹ[1] کِواڑ[2] اور جانور اور موتی اور بانس اور کمان اور چراغ یہ چیزیں اگر ایک ایک ہوں تو ان کی تقسیم نہیں ہوگی کہ تقسیم سے یہ چیزیں خراب ہو جائیں گی اسی طرح ہر وہ چیز جس کی تقسیم میں توڑنے یا پھاڑنے کی ضرورت ہو تقسیم نہیں ہوگی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: کوآں یا چشمہ یا نہر مشترک ہو شرکا تقسیم چاہتے ہوں اگر اس کے ساتھ زمین نہیں ہے تو تقسیم نہیں کی جائے گی اور اگر زمین بھی ہے تو زمین کی تقسیم کردی جائے اور وہ چیزیں مشترک رہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: کتابوں کو ورثہ کے مابین تقسیم نہیں کریں گے کہ ان میں بہت زیادہ تفاوُت ہوتا ہے بلکہ ہر ایک شریک مُہایاۃ یعنی باری مقرر کر کے اُن سے نفع حاصل کرسکتا ہے اور اگر رضامندی کے طور پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو کرسکتے ہیں مگر وہ لوگ اگر یہ چاہتے ہیں کہ کتابوں کو ورق ورق کر کے تقسیم کردیا جائے یعنی ہر ایک شریک کو اس کے حصہ کے اوراق دے دیئے جائیں یہ نہیں کیا جاسکتا اگرچہ وہ سب اس پر راضی بھی ہوں۔ یوہیں اگر ایک کتاب کی کئی جلدیں ہوں یعنی سب جلدیں مل کر وہ کتاب پوری ہوتی ہو اور ان جلدوں کو تقسیم کرنا چاہتے ہوں تقسیم نہیں کی جائے گی اگرچہ وہ سب رضامند ہوں۔ وُرثہ اگر یہ کہیں کہ کتابوں کی قیمتیں لگا کر قیمت کے لحاظ سے شرکا پر کتابیں تقسیم کردی جائیں اگر سب اس طرح تقسیم پر راضی ہوں تقسیم کردی جائے گی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸: دو مکانوں کے مابین ایک دیوار مشترک ہے اس کی تقسیم بغیر دونوں کی رضامندی کے نہیں ہوسکتی اور رضامند ہوں تو تقسیم کردی جائے گی یعنی جبکہ دیوار بدستور باقی رکھتے ہوئے دونوں اپنے اپنے حصہ سے نفع اوٹھا سکیں اور اگر یہ چاہیں کہ دیوار کو مُنہدم کر کے بنیاد کو تقسیم کردیا جائے تو اگرچہ دونوں رضامند ہوں اس طرح تقسیم نہیں کی جائے گی ہاں اگر وہ خود دیوار کو گرا کر خود ہی تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو قاضی انھیں منع بھی نہ کرے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ایک شخص کی زمین میں دو شخصوں نے مالک زمین کی اجازت سے دیوار بنائی اور یہ دونوں دیوار کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں ان کی رضامندی سے مالکِ زمین کی عدم موجودگی میں بھی دیوار کی تقسیم ہوسکتی ہے۔ اور اگر مالکِ زمین نے ان دونوں

---

1 ...... دروازے کی چار لکڑیاں جن میں پٹ لگائے جاتے ہیں، فریم۔

2 ...... لکڑی کا تختہ یا پٹ جس سے دروازہ بند کرتے ہیں۔

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان ما یقسم...إلخ، ج۵، ص۲۰۸.

4 ...... المرجع السابق، ص۲۰۹.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب القسمۃ، ج۹، ص۴۳۵.

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب القسمۃ، الباب الثالث فی بیان ما یقسم...إلخ، ج۵، ص۲۰۷.

سے کہہ دیا کہ میری زمین خالی کردو تو دیوار مُنہدم کرنی ہوگی اور ملبہ اگر قابل تقسیم ہے تو تقسیم کردیا جائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: ایک شریک یہ چاہتا ہے کہ اس مشترک چیز کو بیع کردیا جائے اور دوسرا انکار کرتا ہے اس کو بیع کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: دکان مشترک قابل تقسیم نہ ہو ایک شریک یہ کہتا ہے کہ نہ اسے کرایہ پر دوں گا نہ باری مقرر کرکے اس سے نفع حاصل کروں گا یہاں باری مقرر کردی جائے گی اور اس سے یہ کہہ دیا جائے گا کہ تم کو اختیار ہے اپنی باری میں دکان کو بند رکھو یا کسی کام میں لاؤ۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: زراعت مشترک ہے اگر دانے پڑ چکے ہیں مگر ابھی کاٹنے کے قابل نہیں ہے اس کی تقسیم نہیں ہوسکتی جب تک کھیت کٹ نہ جائے اگرچہ سب شرکا راضی ہوں۔ اور اگر کھیتی بالکل کچی ہے یعنی دانے پیدا نہیں ہوئے ہیں اور شرکا تقسیم پر راضی ہوں تو تقسیم ہوسکتی ہے مگر اس شرط سے کہ تقسیم کے بعد ہر ایک اپنا حصہ کاٹ لے یہ نہیں کہ پکنے تک کھیت ہی میں چھوڑ رکھے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کپڑے کا تھان اپنی رضامندی سے پھاڑ کر تقسیم کرسکتے ہیں اس میں جبری تقسیم نہیں ہوسکتی۔ سلا ہوا کپڑا مثلاً کرتہ یا اَچکن [5] اس کی تقسیم نہیں ہوسکتی۔ دو کپڑے مختلف قیمت کے ہوں ان کی بھی جبری تقسیم نہیں ہوسکتی اس لیے کہ جو کم درجہ کا ہے اس کے ساتھ روپیہ شامل کرنا ہوگا تاکہ دونوں جانب برابری ہوجائے اور یہ بات بغیر دونوں کی رضامندی کے ہو نہیں سکتی اور جب دونوں راضی ہوں تو تقسیم کردی جائے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ایک ہی دھات کے مختلف قسم کے برتن مثلاً دیگچی، لوٹا، کٹورا، طَشت [7] ان کو بغیر رضامندی شرکا تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ یوہیں سونے یا چاندی یا پیتل یا اور کسی دھات کے زیور بغیر رضامندی تقسیم نہیں ہوں گے اگرچہ سب زیور

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثالث في بيان ما يقسم...إلخ، ج٥، ص ٢٠٨.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب القسمة، ج٩، ص ٤٣٤، ٤٣٥.

3 ...... المرجع السابق، ص ٤٣٥.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثالث في بيان ما يقسم...إلخ، ج٥، ص ٢٠٨.

5 ...... چولی دامن کا گھٹنوں سے نیچے تک کا ایک قسم کا لمبا لباس۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثالث في بيان ما يقسم...إلخ، ج٥، ص ٢٠٨، ٢٠٩.

7 ...... تھال۔

ایک ہی دھات کے ہوں اور سونا چاندی وغیرہما دھاتیں اگر ان کی کوئی چیز بنی ہوئی نہ ہو تو ان کی تقسیم میں تمام شرکا کی رضامندی درکار نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: چند مکانات مشترک ہوں تو ہر ایک کو جدا تقسیم کیا جائے گا یہ نہیں کیا جائے گا کہ تمام مکانات کو ایک چیز فرض کر کے تقسیم کریں کہ ایک کو ایک مکان دے دیا جائے دوسرے کو دوسرا۔ یہ سب مکانات ایک ہی شہر میں ہوں یا مختلف شہروں میں دونوں کا ایک حکم ہے۔ یوہیں اگر چند قطعات زمین مشترک ہوں تو ہر قطعہ کی تقسیم جداگانہ ہوگی۔ یوہیں اگر مکان و دکان و زمین سب چیزیں ہوں تو ہر ایک کو علٰیحدہ علٰیحدہ تقسیم کیا جائے۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۶: مشترک نالی یا پرنالہ ہے ایک تقسیم چاہتا ہے دوسرا اِنکار کرتا ہے اگر اس کے مکان میں ایسی جگہ ہے کہ بغیر ضرر نالی یا پرنالہ ہوسکتا ہے تو تقسیم کردیں ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

طریقۂ تقسیم

مسئلہ ۱: تقسیم کرنے والے کو یہ چاہیے کہ ہر شریک کے سِہام[4] جتنے ہوں انھیں پہلے لکھ لے اور زمین کی پیائش کر کے ہر شریک کے سہام کے مقابل میں جتنی زمین پڑے صحیح طور پر قائم کرلے اور ہر حصہ کے لیے راستہ وغیرہ علٰیحدہ قائم کردے تاکہ آئندہ جھگڑے کا احتمال نہ رہے اور ان حِصَص[5] پر ایک دو تین وغیرہ نمبر ڈال دے اور جمیع شرکا کے نام لکھ کر قرعہ اندازی کرے جس کا نام پہلے نکلے اوسے پہلا نمبر جس کا نام دوسری مرتبہ نکلے اسے نمبر دوم دے دے وعلٰی ہذا القیاس۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: تقسیم میں قرعہ ڈالنا ضروریات میں نہیں بلکہ تطییبِ قلب[7] کے لیے ہے کہ کہیں حصہ داروں کو یہ وہم نہ ہو کہ فلاں کا حصہ میرے حصہ سے اچھا ہے اور قصداً ایسا کیا گیا ہے اوّل تو تقسیم کرنے والا ہر حصہ میں مساوات کا ہی لحاظ رکھے گا پھر اس کے باوجود قرعہ بھی ڈالے گا تاکہ وہم ہی نہ پیدا ہوسکے اور اگر قاضی نے بغیر قرعہ ڈالے ہوئے خود ہی حصص کو نامزد کردیا

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثالث في بيان ما يقسم... إلخ، ج٥، ص٢٠٩.

2 ...... "الهداية"، كتاب القسمة، فصل فيما يقسم... الخ، ج٢، ص٣٢٩.

و"الدرالمختار"، كتاب القسمة، ج٩، ص٤٣٥، ٤٣٦.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثالث في بيان ما يقسم... إلخ، ج٥، ص٢٠٧.

4 ...... حصے۔ 5 ...... حصوں۔

6 ...... "الهداية"، كتاب القسمة، فصل في كيفية القسمة، ج٢، ص٣٢٩.

7 ...... اطمینانِ قلب۔

کہ یہ تمہارا ہے اور یہ تمہارا تو اس میں بھی حرج نہیں کہ قاضی کے فیصلہ سے انکار کی گنجائش نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: قاضی یا نائب قاضی نے تقسیم کی ہو اور قرعہ ڈالا اور بعض کے نام نکل آئے تو کسی شریک کو انکار کی گنجائش نہیں جس طرح نام نکلنے سے پہلے اسے انکار کا حق نہ تھا اب بھی نہیں ہے۔ اور اگر باہم رضامندی سے تقسیم کررہے ہوں اور قرعہ ڈالا گیا بعض نام نکل آئے تو بعض شرکا انکار کر سکتے ہیں اور اگر سب شرکا کے نام نکل آئے یا صرف ایک ہی نام باقی رہ گیا تو قسمت[2] مکمل ہوگئی اب رضامندی کی صورت میں بھی انکار کی گنجائش باقی نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: مکان کی تقسیم میں جب زمین کی پیمائش کرکے حصے قائم کرے گا عمارت کی قیمت لگائے گا کیونکہ آگے چل کر اس کی بھی ضرورت پڑے گی مثلاً کسی کے حصہ میں اچھی عمارت آئی اور کسی کے حصہ میں خراب تو بغیر قیمت معلوم کیے کیونکر مُساوات[4] قائم رہے گی۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: اگر زمین وعمارت دونوں کی تقسیم منظور ہے اور عمارت کچھ اچھی ہے کچھ بُری یا ایک طرف عمارت زائد ہے اور ایک طرف کم اور ایک کو اچھی یا زیادہ عمارت ملے تو دوسرے کو زمین زیادہ دے کر وہ کمی پوری کردی جائے اور اگر زمین زیادہ دینے میں بھی کمی پوری نہ ہو کہ ایک طرف کی عمارت ایسی اچھی یا اتنی زیادہ ہے کہ بقیہ کل زمین دینے سے بھی کمی پوری نہیں ہوتی تو یہ کمی روپے سے پوری کی جائے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: مکان کی تقسیم میں ایک کا پرنالہ یا راستہ دوسرے کے حصے میں پڑا اگر تقسیم میں یہ شرط مذکور ہو کہ اس کا پرنالہ یا راستہ دوسرے کے حصہ میں ہوگا جب تو اس تقسیم کو بدستور باقی رکھا جائے گا اور شرط نہ ہو تو دو صورتیں ہیں اس حصہ کا راستہ وغیرہ پھیر کر دوسرا کیا جاسکتا ہے یا نہیں اگر ممکن ہو تو راستہ وغیرہ پھیر کر دوسرا کردیا جائے اور ناممکن ہو تو اس تقسیم کو توڑ کر از سرِ نو تقسیم کی جائے۔[7] (ہدایہ، درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القسمة، مطلب: لکل من الشرکاء ... إلخ، ج۹، ص۴۳۶.

2 ...... تقسیم۔

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب القسمة، مطلب: فی الرجوع عن القرعة، ج۹، ص۴۳۶۔۴۳۷.

4 ...... برابری۔

5 ...... "الهداية"، کتاب القسمة، فصل فی کیفیة القسمة، ج۲، ص۳۳۰.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الهداية"، کتاب القسمة، فصل فی کیفیة القسمة، ج۲، ص۳۳۰.

و "الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۳۸.

مسئلہ ۷: اگر شرکا میں اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ راستہ کو تقسیم میں نہ لیا جائے بلکہ جس طرح پہلے پورے مکان کا ایک راستہ تھا اب بھی رہے اور مکان کا ایسا موقع ہے کہ ہر حصہ کا جداگانہ راستہ ہوسکتا ہے یعنی جدید دروازہ کھول کر آمدورفت ہوسکتی ہے تو اس شریک کا کہنا مانا جاسکتا ہے اور اگر یہ بات ناممکن ہے تو اس کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: راستہ کی چوڑائی اور اونچائی میں اختلاف ہو تو صدر دروازہ کی چوڑائی کی برابر راستہ کی چوڑائی رکھی جائے اور اس کی بلندی کی برابر راستہ کی بلندی رکھی جائے یعنی اس بلندی سے اوپر اگر کوئی اپنی دیوار میں چھجا نکالنا چاہتا ہے نکال سکتا ہے اور اس سے نیچے نہیں نکال سکتا۔[2] (عنایہ، درمختار)

مسئلہ ۹: مکان کی تقسیم میں اگر یہ شرط ہو کہ راستہ کی مقداریں مختلف ہوں گی اگرچہ شرکا کے حصے اس مکان میں برابر برابر ہوں یہ جائز ہے جب کہ یہ تقسیم آپس کی رضامندی سے ہو کہ غیر اموال ربویہ[3] میں رضامندی کے ساتھ کمی بیشی ہوسکتی ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: دومنزلہ مکان ہے اس میں چند صورتیں ہیں پورا مکان یعنی دونوں منزلیں مشترک ہیں یا صرف نیچے کی منزل مشترک ہے یا صرف بالاخانہ مشترک ہے اس کی تقسیم میں ہر ایک کی قیمت لگائی جائے اور قیمت کے لحاظ سے تقسیم ہوگی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: زمین مشترک میں درخت اور زراعت تھی صرف زمین کی تقسیم ہوئی تو جس کے حصہ میں درخت یا زراعت پڑی وہ قیمت دے کر اس کا مالک ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: بھوسے کی تقسیم گٹھریوں سے ہوسکتی ہے وزن کے ساتھ ہونا ضرور نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص کی دو روٹیاں ہیں اور ایک کی تین روٹیاں دونوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہا ایک تیسرا شخص آگیا اوسے دونوں نے کھانے میں شریک کرلیا اور تینوں نے برابر برابر کھایا اس نے کھانے کے بعد پانچ روپے دیے اور یہ کہا کہ

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۳۸.

2 ......"العنایة"علی"فتح القدیر"، کتاب القسمة، فصل فی کیفیة القسمة، ج۸، ص۳۶۵.

و"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۳۸.

3 ......وہ اموال جن میں کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ کرنے سے سود نہیں ہوتا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۳۹.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب القسمة، الباب الثالث فی بیان ما یقسم...إلخ، ج۵، ص۲۰۹.

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب القسمة، الباب الثانی فی بیان کیفیة القسمة، ج۵، ص۲۰۷.

جتنی جتنی میں نے تمہاری روٹی کھائی اُسی حساب سے روپے بانٹ لوتو جس کی دو تھیں اوسے ایک روپیہ ملے گا اور جس کی تین تھیں اوسے چار۔ [1] (عالمگیری)

(تقسیم میں غلطی کا دعوٰے)

مسئلہ ۱۴: تقسیم ہونے کے بعد ایک شریک یہ کہتا ہے کہ میرا حصہ مجھے نہیں ملا اور تقسیم کرنے والوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ وصول پالیا یہ گواہی مقبول ہے اور فقط ایک تقسیم کرنے والے نے شہادت دی تو گواہی مقبول نہیں۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: تقسیم کے بعد ایک شریک یہ کہتا ہے کہ فلاں چیز میرے حصہ میں تھی اور غلطی سے دوسرے کے پاس پہنچ گئی اوراس سے پہلے یہ اقرار کر چکا تھا کہ میں نے اپنا حصہ وصول پالیا یا وصول پانے کا اقرار نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں اس کی بات جب ہی مانی جائے گی کہ اس کے قول کے صحیح ہونے پر دلیل ہو یعنی گواہوں سے ایسا ثابت کردے یا دوسرا شریک اقرار کرلے کہ ہاں اس کے حصہ کی فلاں چیز میرے پاس ہے اور یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو اس کے شریک پر قسم دی جائے اور وہ قسم کھانے سے نکول [3] کرے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: تقسیم کے بعد کہتا ہے کہ مجھے میرا حصہ مل گیا تھا اور میں نے قبضہ بھی کرلیا تھا پھر میرے شریک نے اس میں سے فلاں چیز لے لی اور شریک اس سے انکار کرتا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ شریک پر غصب کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ انکار کرتا ہے اگراس کے پاس گواہ نہ ہوں تو شریک پر حَلف رکھا جائے۔ اور اگر وصول پانے کا اقرار نہیں کیا ہے صرف اتنی بات کہی ہے کہ یہاں سے یہاں تک میرے حصہ میں آئی مگر مجھے دی نہیں اور شریک اس کی تکذِیب کرتا ہے [5] تو دونوں کو حلف دیا جائے اور دونوں قسم کھا جائیں تو تقسیم فسخ کردی جائے۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: مکان دو شخصوں میں مشترک تھا دونوں نے اسے بانٹ لیا پھر ایک یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ کمرہ جو میرے شریک کے پاس ہے یہ میرے حصہ کا ہے اور دوسرا اس سے انکاری ہے تو مدّعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مدّعی کے گواہ مقبول ہوں گے اور اگر قبضہ کرنے پر گواہ نہ کیے ہوں تو دونوں پر حلف ہے اور اس صورت میں

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب القسمة، الباب الثانی فی بیان کیفیة القسمة، ج۵، ص۲۰۶.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص۴۳۹، ۴۴۰.

3 ......انکار۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص ۴۴۰.

5 ......یعنی اس بات کو جھٹلاتا ہے۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص ۴۴۱.

اگر دونوں نے قسمیں کھالیں تو تقسیم فسخ کردی جائے گی۔ اسی طرح اگر حدود میں اختلاف ہو مثلاً ایک یہ کہتا ہے کہ یہ حد میری تھی جو اس کے حصہ میں جاپڑی اور دوسرا بھی یہی کہتا ہے کہ یہ حد میری تھی جو اس کے حصہ میں چلی گئی اگر دونوں گواہ پیش کریں تو ہر ایک کے گواہ اُس کے حق میں معتبر ہیں جو اس کے قبضہ میں نہ ہو اور اگر فقط ایک نے گواہ پیش کیے تو اسی کے موافق فیصلہ ہوگا اور کسی نے بھی گواہ نہیں پیش کیے تو دونوں پر حلف ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۸: تقسیم میں چیزوں کی قیمتیں لگائی گئیں اب معلوم ہوا کہ قیمتوں میں بہت فرق ہے جس کو غبن فاحش کہتے ہیں یعنی اتنی کمی یا بیشی ہے جو اندازہ سے باہر ہے مثلاً جس چیز کی قیمت پانسو ہے اس کی ہزار روپے قیمت قرار دی یہ تقسیم توڑ دی جائے گی۔ قاضی نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہو یا دونوں کی رضامندی سے تقسیم ہوئی ہو بہرصورت توڑ دی جائے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: دو شخصوں کی سو بکریاں تھیں تقسیم کے بعد ایک یہ کہتا ہے غلطی سے تم نے پچپن بکریاں لے لیں اور مجھے پینتالیس ہی ملیں دوسرا کہتا ہے غلطی سے نہیں بلکہ تقسیم اسی طرح ہوئی اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو دونوں پر حلف[3] ہے یہ اس وقت ہے کہ اُس نے اپنا پورا حق پالینے کا اقرار نہ کیا ہو اور اگر اقرار کرچکا ہو تو غلطی کا دعویٰ نامسموع[4] ہے۔[5] (عالمگیری)

(اِستحقاق کے مسائل)

مسئلہ ۲۰: تقسیم ہوجانے کے بعد استحقاق ہوا یعنی کسی دوسرے شخص نے اس میں اپنی ملک کا دعویٰ کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک[۱] حصہ میں جزو معین کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز میری ہے یا جز[۲] وشائع کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے حصہ میں نصف یا تہائی میری ہے یا کل[۳] میں جزوشائع کا مدعی ہے یعنی پوری جائداد میں مثلاً نصف یا تہائی کا مدعی ہے۔ پہلی صورت میں کہ فقط ایک کے حصہ میں جزو معین کا استحقاق کرتا ہے اس میں تقسیم کو فسخ نہیں کیا جائے گا بلکہ مستحق نے جتنا اپنا ثابت کردیا اس کو دے دیا جائے اور ماقبی[6] اس کا ہے جس کے حصہ میں تھا اور اس کے حصہ میں جو کمی پڑی اسے شریک کے حصہ میں سے اوتنی دِلا دی جائے کہ اس کا حصہ سہام کے موافق ہوجائے دوسری صورت میں کہ ایک کے حصہ میں جزوشائع کا مدعی ہے اس میں حصہ والے کو اختیار ہے کہ مُستحق کو دینے کے بعد جو کمی پڑتی ہے وہ شریک کے حصہ میں سے لے لے یا تقسیم توڑوا کر از سرِ نو[7] تقسیم کرائے یہ

---

1 ......"الهداية"، كتاب القسمة، باب دعوى الغلط في القسمة...إلخ، ج٢، ص٣٣٣.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب القسمة، ج٩، ص٤٤٤.

3 ......یعنی قسم اُٹھانا۔

4 ......یعنی قابل قبول نہیں۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب القسمة، الباب الحادي عشر في دعوى الغلط... إلخ٥، ص ٢٢٦.

6 ......باقی ماندہ۔

7 ......نئے سرے سے۔

اُس صورت میں ہے کہ استحقاق سے پہلے اس میں کا کچھ بیع نہ کیا ہو ورنہ تقسیم نہیں توڑی جائے گی بلکہ اپنے حصہ کی قدر شریک کے حصہ میں سے لے سکتا ہے وبس۔ تیسری صورت میں کہ کل میں جز وشائع کا مدعی ہے تقسیم فسخ کردی جائے اور ان تینوں یعنی مستحق اور دونوں شریکوں کے مابین اَز سرِ نو تقسیم کی جائے گی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۱: اِستحقاق کی ایک چوتھی صورت بھی ہے وہ یہ کہ ہر ایک کے حصہ میں مستحق نے اپنا حصہ ثابت کردیا اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہر ایک کے حصہ میں اس نے جز وشائع ثابت کیا اس کا حکم یہ ہے کہ تقسیم فسخ کردی جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں میں جز ومعیَّن ثابت کرے اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں کے حصوں میں اس کا جو کچھ ہے اگر برابر ہے جب تو ظاہر ہے کہ مستحق کے لے لینے کے بعد ہر ایک کے پاس جو کچھ بچا وہ بقدر حصہ ہے لہٰذا نہ تقسیم توڑی جائے گی نہ رجوع کا حکم دیا جائے گا اور اگر مستحق کا حق ایک کے حصہ میں زائد ہے دوسرے کے حصہ میں کم تو اس زائد کی زیادتی کا اعتبار ہوگا کہ اسی کے حساب سے کم والے کے حصہ میں رجوع کرے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: سو بکریاں دو شخصوں میں مشترک تھیں تقسیم اس طرح ہوئی کہ ایک کو چالیس بکریاں ملیں جن کی قیمت پانسو ہے اور دوسرے کو ساٹھ بکریاں دی گئیں یہ بھی پانسو کی قیمت کی ہیں چالیس والے کی ایک بکری میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا کہ یہ میری ہے اور یہ بکری دس روپے قیمت کی ہے تو یہ شخص دوسرے سے پانچ روپے وصول کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مکان یا زمین مشترک کا بٹوارا ہوا[4] ایک نے دوسرے کے حصہ میں ایک کمرہ کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے میں نے اسے بنایا ہے یا یہ درخت میرا ہے میں نے اسے لگایا ہے اور اپنی اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے یہ گواہ نامقبول ہیں کہ عمارت یا درخت زمین کی تقسیم میں تبعاً داخل ہوگئے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: درخت یا عمارت کی تقسیم ہوئی اس کے بعد ایک نے پوری زمین کا یا اس کے جز کا دعویٰ کیا یہ دعویٰ جائز ومسموع ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ درخت یا عمارت مشترک ہو اور زمین مشترک نہ ہو اور زمین توابع میں بھی نہیں کہ تقسیم میں تبعاً داخل ہوجائے۔[6] (ردالمحتار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب القسمة، باب دعوى الغلط في القسمة...إلخ، ج٢، ص٣٣٣، ٣٣٤.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب القسمة، ج٩، ص٤٤٣.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب القسمة، الباب العاشر في القسمة...إلخ، ج٥، ص٢٢٥.

4 ...... یعنی تقسیم ہوئی۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القسمة، مطلب: في الرجوع عن القرعة، ج٩، ص٤٤٥.

6 ......"ردالمحتار"، كتاب القسمة، مطلب: في الرجوع عن القرعة، ج٩، ص٤٤٥.

مسئلہ ۲۵: ایک کے حصہ میں جو درخت ملا اس کی شاخیں دوسرے کے حصہ میں لٹک رہی ہیں ان شاخوں کو یہ شخص جبراً نہیں کٹوا سکتا اسی طرح مکان کی تقسیم میں جو دیوار ایک کے حصہ میں پڑی اس پر دوسرے کی کڑیاں ہیں تو دوسرے کو یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ اپنی کڑیاں اوٹھالے مگر جب کہ تقسیم میں یہ شرط ہوچکی ہو کہ وہ اپنی کڑیاں اوٹھالے گا۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: زمین مشترک میں ایک شریک نے بغیر اجازت شریک مکان بنالیا دوسرا یہ کہتا ہے کہ اس عمارت کو ہٹالو تو اس صورت میں زمین کو تقسیم کردیا جائے اگر یہ عمارت اسی کے حصہ میں پڑی جس نے بنائی ہے فبہا اور اگر دوسرے کے حصہ میں پڑی تو ہوسکتا ہے کہ عمارت کی قیمت دے کر عمارت خود لے لے یا اس کو منہدم کرادیا[2] جائے۔ زمین مشترک میں ایک نے درخت لگایا اس کا بھی وہی حکم ہے۔ اور اگر شریک کی اجازت سے مکان بنوایا یا پیڑ[3] لگائے اگر اپنے لیے یہ تعمیر کی ہے یا پیڑ لگایا ہے اس کا بھی وہی حکم ہے کیونکہ مُعیر[4] کو اختیار ہوتا ہے کہ عاریت کو جب چاہے واپس لے سکتا ہے اور اگر اجازت اس لیے ہے کہ وہ عمارت یا درخت شرکت کا ہوگا تو بقدر حصہ اس سے مَصارف[5] وصول کرسکتا ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: ترکہ کی تقسیم کے بعد معلوم ہوا کہ میت کے ذمہ دَین ہے تو تقسیم توڑ دی جائے گی کیونکہ اگر دَین پورے ترکہ کی برابر ہے جب تو ظاہر ہے کہ یہ ترکہ وارثوں کی مِلک ہی نہیں تقسیم کیونکر کریں گے اور اگر دَین پورے ترکہ سے کم ہے جب بھی توڑی جائے کہ ترکہ کے ساتھ دوسروں کا حق متعلق ہے ہاں اگر میت کا متروکہ اس کے علاوہ بھی ہے جس سے دَین ادا کیا جاسکتا ہے تو جو کچھ منقسم ہوچکا ہے اس کی تقسیم باقی رہے گی۔ اگر دَین پورے ترکہ کی برابر تھا مگر جن کا تھا اونھوں نے معاف کردیا یا وارثوں نے اپنے مال سے دَین ادا کردیا تو ان صورتوں میں تقسیم نہ توڑی جائے کہ وہ سبب ہی باقی نہ رہا۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: جن دو شخصوں نے تقسیم کی ان میں ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ ترکہ میں دَین ہے اس کا یہ دعویٰ مسموع ہوگا تناقض قرار دے کر دعویٰ کو رد نہ کیا جائے۔ ہاں جن چیزوں کی تقسیم ہوئی ان میں سے کسی معین چیز کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میت

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثالث عشر فی المتفرقات، ج٥، ص٢٣٢.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القسمة، مطلب: فی الرجوع عن القرعة، ج٩، ص٤٤٥-٤٤٦.

2 ......گرادیا۔ 3 ......درخت۔

4 ......عاریت پر دینے والا۔ 5 ......اخراجات۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القسمة، مطلب: فی الرجوع عن القرعة، ج٩، ص ٤٤٦.

7 ......"الهداية"، كتاب القسمة، باب دعوی الغلط فی القسمة...إلخ، ج٢، ص ٣٣٤.

کی متروکہ نہیں ہے بلکہ میری ہے اوراس کا سبب کچھ بھی بتائے مثلاً میں نے میت سے خریدی ہے یا اُس نے ہبہ کی بہرحال یہ دعویٰ نامسموع ہے کہ اُس چیز کو تقسیم میں داخل کرنا یہ مشترک ہونے کا اقرار ہے پھراپنی بتانا اس کے منافی ہے لہٰذا یہ دعویٰ قابل سماعت نہیں۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص مرا اور اُس نے کسی کو وصی مقرر کیا ہے اور ترکہ میں دَین غیر مستغرق ہے[2] وصی سے وُرثہ یہ کہتے ہیں کہ ترکہ میں سے بقدر دَین جدا کرکے باقی کو ان میں تقسیم کردے وصی کو یہ اختیار ہے کہ تقسیم نہ کرے بلکہ بقدرِ دَین مشاع[3] فروخت کردے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: میت نے دوشخصوں کو وصی کیا ہے دونوں نے مال کو تقسیم کرکے بعض ورثہ کا مال ایک نے رکھا اور بعض کا دوسرے نے یہ جائز نہیں۔ یوہیں ایک وصی کی عدم موجودگی میں دوسرے نے وُرثہ کے مقابل میں تقسیم کی یہ بھی ناجائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: ورثہ مسلمان ہیں اور وصی کافر ذمی، اگرچہ اس کا وصی ہونا جائز ہے مگراس کو وصیت سے خارج کر دینا چاہیے کیونکہ کافر کی جانب سے اس کا اطمینان نہیں ہے کہ وہ مسلمان کے ساتھ خیانت نہ کرے گا بلکہ مسلمان کے ساتھ اس کی مذہبی عداوت بہت ممکن ہے کہ خیانت پر آمادہ کرے۔ مگر جدا کرنے سے پہلے اس نے تقسیم کی ہو تو یہ تقسیم صحیح ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: ایک وارث نے میت کے ذمہ دَین کا اقرار کیا دوسرے ورثہ انکار کرتے ہیں ترکہ ورثہ پر تقسیم کردیا جائے جس نے اقرار کیا ہے اس کے حصہ سے دَین ادا کیا جائے۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۳۳: میت کے ذمہ دَین تھا ورثہ نے جائداد تقسیم کرلی جس کا دین ہے وہ مطالبہ کرتا ہے تو تقسیم توڑی جاسکتی ہے دَین مُستَغرَق ہو یا غیر مستغرق۔ اوراگر قاضی کے پاس تقسیم کی درخواست کریں اور قاضی کو معلوم ہے کہ میت پر

---

1 ......"الهداية"، كتاب القسمة، باب دعوى الغلط فى القسمة...إلخ، ج٢، ص٣٣٤.

2 ......یعنی دَین (قرض) ترکہ سے کم ہے۔

3 ......یعنی دَین کے برابر ترکۂ مشترکہ۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب القسمة، الباب السابع فى بيان من يلى القسمة...إلخ، ج٥، ص٢٢٠.

5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق.

7 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب القسمة، فصل فيما يدخل فى القسمة، ج٢، ص٢١٤.

دَین ہے اگروہ دَین مستغرق ہے تو قاضی تقسیم کا حکم نہیں دے گا کہ ان لوگوں کا ترکہ میں حق ہی نہیں ہے اور اگر دَین غیر مستغرق ہے تو بقدرِ دَین الگ کر کے باقی کو تقسیم کردے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: قاضی کے پاس تقسیم کی درخواست گزری اور قاضی کو معلوم نہیں کہ میت کے ذمہ دَین ہے تو ورثہ سے دریافت کرے اگر وہ کہیں نہیں ہے تو ان کی بات مان لی جائے گی اور اگر کہیں دَین ہے تو اس کی مقدار دریافت کرے پھر یہ دریافت کرے کہ میت نے کوئی وصیت کی ہے یا نہیں اگر وصیت کی ہے تو کسی معین چیز کی وصیت ہے یا وصیت مرسلہ ہے یعنی اپنے مال کی تہائی چوتھائی وغیرہ کی ہے کسی معین چیز سے تعلق نہیں ہے، اس کے بعد تقسیم کردے گا اور اگر تقسیم کے بعد دَین ظاہر ہو تو تقسیم توڑ دی جائے گی۔ یوہیں اگر قاضی نے دَین کو بغیر دریافت کیے تقسیم کردی یہ تقسیم بھی توڑ دی جائے گی ہاں اگر ورثہ اپنے مال سے دَین ادا کردیں یا جس کا دَین ہے وہ معاف کردے تو تقسیم نہ توڑی جائے۔ اور تقسیم توڑنا اس وقت ہے کہ دَین کے لیے ورثہ نے کچھ ترکہ جدا نہ کیا ہو اور اگر دَین کے لیے پہلے ہی سے جدا کردیا ہو یا کل اموال کی تقسیم ہی نہ کی ہو تو تقسیم توڑنے کی کیا ضرورت۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: تقسیم کے بعد کوئی نیا وارث ظاہر ہوا یا معلوم ہوا کہ کسی کے لیے تہائی یا چوتھائی کی وصیت ہے تو تقسیم توڑ کر از سرِ نو تقسیم کی جائے اگرچہ ورثہ کہتے ہوں کہ ان کے حق ہم اپنے مال سے ادا کردیں گے ہاں اگر یہ وارث وموصیٰ لہ[3] بھی راضی ہوجائیں تو نہ توڑیں۔ اور اگر دَین ظاہر ہوا یا یہ کہ کسی کے لیے ہزار روپے کی مثلاً وصیت مرسلہ کی ہے اور ورثا اپنے مال سے دَین ووصیت ادا کرنے کو کہتے ہیں تو تقسیم نہ توڑی جائے دائن اور موصیٰ لہ کی رضامندی کی بھی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر ایک ہی وارث نے دَین ادا کرنا اپنے ذمہ لیا اور ترکہ میں سے رجوع بھی نہ کرے گا تو توڑی نہ جائے اور اگر واپس لینے کی شرط ہے یا اس سے خاموش ہے تو توڑ دی جائے مگر جبکہ بقیہ ورثا اپنے مال سے ادا کرنے کو کہتے ہوں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: بعض ورثہ نے میت کا دَین ادا کردیا تو وہ باقیوں سے رجوع کرسکتا ہے[5] یعنی جبکہ میت نے ترکہ چھوڑا ہو جس سے دَین ادا کیا جاسکے۔ ادا کرنے کے وقت اس نے رجوع کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو دونوں کا ایک حکم ہے کیونکہ

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب القسمة، الباب الثامن فی قسمة الترکة...إلخ، ج٥، ص ٢٢١.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... جس کے متعلق وصیت کی گئی۔

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب القسمة، الباب الثامن فی قسمة الترکة...إلخ، ج٥، ص ٢٢١.

5 ...... یعنی وصول کرسکتا ہے۔

ہر وارث سے دین کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور ایک ہی وارث کو دائن نے قاضی کے پاس پیش کیا تو تنہا اُسی پر پورے دَین کا فیصلہ ہوسکتا ہے لہٰذا یہ وارث ادائے دَین میں مُتبرِّع نہ ہوا[1] ہاں اگر مُتبرِّع ہو کہہ دیا ہو کہ میں رجوع نہ کروں گا تو اب رجوع نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: میت کا ترکہ ورثہ نے تقسیم کیا اور ان وارثوں میں اس کی عورت بھی ہے تقسیم کے بعد عورت نے دَینِ مَہر کا[3] دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا تقسیم توڑ دی جائے گی اسی طرح اگر کسی وارث نے ترکہ میں دَین کا دعویٰ کیا اس کا دعویٰ صحیح ہے اس پر گواہ لیے جائیں گے اور ثابت ہونے پر تقسیم توڑ دی جائے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: میت کا دَین دوسروں کے ذمہ تھا یہ دَین وعین یعنی جو کچھ ترکہ موجود ہے دونوں کو تقسیم کیا مثلاً یوں کہ یہ وارث یہ چیز لے اور یہ دَین جو فلاں کے ذمہ ہے اور وہ وارث یہ چیز اور یہ دَین لے جو فلاں کے ذمہ ہے یہ تقسیم دَین وعین دونوں میں باطل اور اگر اَعیان یعنی جو چیزیں موجود ہیں ان کو تقسیم کر کے پھر دَین کی تقسیم کی تو عین کی تقسیم صحیح ہے اور دَین کی باطل۔ دَین کی تقسیم باطل ہونے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ایک مدیون سے دَین وصول ہوا تو وہ تنہا اُسی کا نہیں ہوگا جس کے حصہ میں کردیا گیا تھا بلکہ دوسرے ورثہ بھی اس میں شریک ہوں گے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: تین بھائی ہیں جن کو اپنے باپ سے زمین میراث میں ملی ان میں سے ایک کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکا چھوڑا اس لڑکے اور اس کے دونوں چچاؤں کے مابین زمین تقسیم ہوئی یہ لڑکا تقسیم کے بعد یہ کہتا ہے کہ میرے دادا نے جو مورث اعلیٰ تھا اس نے اس میں ایک ثلث[6] کی میرے لیے وصیت کی تھی اور تقسیم کو باطل کرنا چاہتا ہے اس کی یہ بات نامعتبر ہے کہ تناقض ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ میرے باپ کے ذمہ میرا دَین ہے یہ بات سنی جائے گی اور گواہ لیے جائیں گے اگر گواہوں سے دَین ثابت ہوجائے تو تقسیم توڑ دی جائے گی۔ اس صورت میں چچا یہ نہیں کہہ سکتے کہ دَین تمہارے باپ کے ذمہ ہے اُس کا حصہ جو تمہیں ملا تم کو اختیار ہے کہ اسے دَین میں فروخت کرلو یا اپنے پاس رکھو تمہارا دَین تمہارے دادا کے ذمہ نہیں کہ پوری جائداد سے دَین وصول کیا جائے لہٰذا تقسیم کے توڑنے میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ لڑکا کہہ سکتا ہے کہ تقسیم توڑنے میں فائدہ یہ ہے کہ مشترک

---

1 ......یعنی دوسرے وارثوں سے دَین وصول کرسکتا ہے۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثامن فی قسمة التركة...إلخ، ج٥، ص٢٢٢.

3 ......یعنی مَہر کا میت کے ذمہ باقی ہونے کا۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثامن فی قسمة التركة...إلخ، ج٥، ص٢٢٢.

5 ......المرجع السابق.

6 ......تہائی۔

چیز میں جو حصہ ہوتا ہے اُس کی قیمت کبھی زیادہ ہوتی ہے اور تقسیم کے بعد وہ قیمت نہیں رہتی لہٰذا میرا یہ فائدہ ہے کہ تقسیم نہ رہنے کی صورت میں میرے باپ کی مالیت زیادہ داموں میں فروخت ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: تقسیم کو توڑا جاسکتا ہے یعنی شرکا نے اپنی رضامندی سے تقسیم کرلی اس کے بعد یہ چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں شرکت میں رہیں یہ ہوسکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: محض تقسیم کردینے سے کوئی معین حصہ شرکا میں سے کسی خاص شخص کی مِلک نہیں ہوگا بلکہ اس کے لیے یہ ضرور ہے کہ قاضی نے معین کردیا ہو کہ یہ فلاں کا ہے اور یہ فلاں کا یا یہ کہ ایک نے تقسیم کے بعد ایک حصہ پر قبضہ کرلیا تو یہ اس کا ہوگیا یا قرعہ کے ذریعہ سے حِصَص [3] کی تعیین ہوجائے یا یہ کہ شرکا نے کسی کو وکیل کردیا ہو کہ تقسیم کرکے ہر ایک کا حصہ مُشخص کردے[4] اور اُس نے مشخص کردیا۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: دو شخصوں میں کوئی چیز مشترک تھی انھوں نے تقسیم کرلی اور قرعہ ڈال کر حصہ کا تعین کرلیا اس کے بعد ایک شریک اس تقسیم پر نادم ہوا اور چاہتا یہ ہے کہ تقسیم ٹوٹ جائے یہ نہیں ہوسکتا کہ تقسیم مکمل ہوچکی۔ یوہیں اگر ان دونوں نے کسی تیسرے شخص کو تقسیم کے لیے مقرر کیا اور اس نے انصاف کے ساتھ تقسیم کرکے قرعہ ڈالا تو جس کے نام کا جو حصہ قرعہ کے ذریعہ متعین ہوچکا بس وہی اس کا مالک ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: تین شریکوں میں تقسیم ہوئی اور قرعہ ڈالا گیا ابھی ایک کا نام نکلا ہے دو باقی ہیں تو ہر ایک رجوع کرسکتا ہے اور دو کے نام نکل آئے تو اب کوئی رجوع نہیں کرسکتا اور چار شریکوں میں دو کے نام نکل آئے تو رجوع کرسکتے ہیں اور تین کے نام نکلنے کے بعد رجوع نہیں کرسکتے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: ترکہ میں اونٹ گائے بکریاں سب ہیں ایک حصہ اونٹوں کا دوسرا گایوں کا تیسرا بکریوں کا قرار دیا اور قرعہ ڈالا گیا جس کے حصہ میں جو جانور آئے لے لے یہ جائز ہے اور اگر یہ قرار پایا کہ جس کے حصہ میں اونٹ آئیں گے وہ اونٹ لے گا اور اتنے روپے دے گا جو اس کے شریکوں کو دیے جائیں گے یہ بھی جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثامن في قسمة التركة...إلخ، ج٥، ص٢٢٣.

2 ......"الدر المختار"، كتاب القسمة، ج٩، ص٤٤٦.

3 ......حصوں۔ 4 ......معیّن کردے۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الخامس في الرجوع عن القسمة...إلخ، ج٥، ص٢١٧.

6 ......المرجع السابق. 7 ......المرجع السابق. 8 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۴۵: تقسیم میں ایک شریک نے بیع یا ہبہ یا صدقہ کی شرط کی یعنی اس شرط پر تقسیم کرتا ہوں کہ میرا یہ مکان یا مکان مشترک میں جو میرا حصہ ہے تم خرید لو یا فلاں چیز مجھ کو ہبہ یا صدقہ کردو یہ تقسیم فاسد ہے۔ تقسیم فاسد میں قبضہ کرنے سے مِلک حاصل ہو جائے گی اور تصرفات نافذ ہوں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: مکان مشترک کی اس طرح تقسیم ہوئی کہ ایک شریک پوی زمین لے گا اور دوسرا ساری عمارت لے گا زمین اس کو بالکل نہیں ملے گی اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس کے حصہ میں عمارت آئی اس سے شرط یہ ٹھہری ہے کہ عمارت کھود کر نکال لے گا یہ صورت جائز ہے۔ **دوسری صورت** یہ کہ عمارت کھودنے یا نہ کھودنے کا کوئی ذکر نہیں ہوا یہ بھی جائز ہے۔ **تیسری صورت** یہ ہے کہ عمارت باقی رکھنے کی شرط ہے اس صورت میں تقسیم فاسد ہے۔[2] (عالمگیری)

مُہایاۃ کا بیان

مسئلہ ۱: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشترک چیز کو تقسیم نہ کریں اُس کو مشترک ہی رکھیں اور ہر ایک شریک نوبت اور باری کے ساتھ اس چیز سے نفع اوٹھائے اسے اصطلاح فقہا میں مہایاۃ اور تہایؤ کہتے ہیں۔ اس طور پر نفع اوٹھانا شرعاً جائز ہے بلکہ اگر بعض شرکا قاضی کے پاس اس کی درخواست کریں اور دوسرے شرکا اِنکار کریں تو قاضی ان کو مہایاۃ پر مجبور کرے گا۔ البتہ اگر بعض مہایاۃ کو چاہیں اور دوسرے تقسیم کرانا چاہیں تو قاضی تقسیم کا حکم دے گا کہ تقسیم کا مرتبہ مہایاۃ سے بڑھ کر ہے۔[3] (عنایہ)

مسئلہ ۲: جو چیز قابل تقسیم ہے اوس سے بطور مہایاۃ دونوں نفع اوٹھا رہے تھے پھر ایک نے تقسیم کی درخواست کی تو تقسیم کردی جائے گی اور مہایاۃ باطل کردی جائے گی اور دونوں شریکوں میں سے کوئی مر گیا یا دونوں مر گئے اس سے مہایاۃ باطل نہیں ہوگی بلکہ جو مر گیا اس کا وارث اس کے قائم مقام ہوگا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: مہایاۃ کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک[۱] مکان کے ایک حصہ میں ایک رہتا ہے دوسرے میں دوسرا، یا[۲] ایک بالاخانہ پر رہتا ہے دوسرا نیچے کی منزل میں، یا[۳] ایک مہینہ میں ایک رہے گا دوسرے مہینہ میں دوسرا، یا[۴] دو مکان ہیں ایک میں ایک رہے گا دوسرے میں دوسرا، یا[۵] غلام سے ایک دن ایک شخص کام کرائے گا دوسرے دن دوسرا، یا[۶] دو غلام ہیں ایک سے ایک خدمت لے گا

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب القسمة، الباب الثالث فی بیان مایقسم...إلخ، ج۵، ص۲۱۱.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"العنایة" علی "فتح القدیر"، کتاب القسمة، فصل فی المهایاة، ج۸، ص۳۷۸.

4 ......"الهدایة"، کتاب القسمة، فصل فی المهایاة، ج۲، ص۳۳٤.

دوسرے سے دوسرا، یا⁷ مکان کو کرایہ پر دے دیا ایک ماہ کا کرایہ ایک لے گا دوسرے مہینہ کا دوسرا، یا⁸ دو مکان ہیں ایک کا کرایہ ایک لے گا دوسرے کا دوسرا یہ سب صورتیں جائز ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: مہایاۃ کے طور پر جو چیز اس کے حصہ میں آئی یہ اس چیز کو کرایہ پر بھی دے سکتا ہے مثلاً اس مکان میں اس کو رہنا ہی ضرور نہیں بلکہ کرایہ پر اوٹھا سکتا ہے[2] اگرچہ مہایاۃ کے وقت یہ شرط اس نے ذکر نہیں کی ہو کہ میں اس کو کرایہ پر بھی دے سکوں گا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: غلاموں سے خدمت لینے میں یہ طے ہوا کہ جو غلام جس کی خدمت کرے گا اس کا نفقہ اسی کے ذمہ ہے یہ جائز ہے بلکہ اگر نفقہ کا ذکر نہیں آیا جب بھی اُسی کے ذمہ ہے جس کی خدمت کرتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۶: مکان مشترک کو کرایہ پر دیا گیا اور یہ ٹھہرا ہے کہ باری باری دونوں کرایہ وصول کریں گے اب اس کا کرایہ زیادہ ہوگیا تو جس کی باری میں کرایہ کی زیادتی ہوئی ہے تنہا یہی اس کا مستحق نہیں بلکہ اس زیادتی کے دونوں حقدار ہیں اور اگر دو مکان تھے ایک کا کرایہ ایک لیتا تھا دوسرے کا دوسرا اور ایک مکان کے کرایہ میں اضافہ ہوا تو جو اس کا کرایہ لیتا تھا یہ زیادتی تنہا اسی کی ہے دوسرا اس میں سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: دو چیزیں مشترک ہیں اور دونوں کی منفعت مختلف قسم کی ہے مثلاً ایک مکان اور ایک غلام مشترک ہیں اور مہایاۃ اس طرح ہوئی کہ ایک سے ایک شریک منفعت حاصل کرے اور دوسرے سے دوسرا یعنی ایک شخص غلام سے خدمت لے اور دوسرا مکان میں سکونت کرے یہ بھی جائز ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: اگر فریقین کی رضامندی سے مہایاۃ ہوئی ہو تو اسے توڑ بھی سکتے ہیں دونوں توڑیں یا ایک، عذر سے ہو یا بلا عذر سب جائز ہے، ہاں اگر قضائے قاضی سے مہایاۃ ہوئی ہو تو جب تک دونوں راضی نہ ہوں فقط ایک نہیں توڑسکتا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص ٤٤٧.

2 ...... یعنی کرایہ پر دے سکتا ہے۔

3 ...... "الهداية"، كتاب القسمة، فصل في المهاياة، ج۲، ص۳۳٥.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹، ص٤٤٩.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثاني عشر في المهاياة، ج٥، ص۲۲۹.

مسئلہ۹: غلام میں اس طرح مہایاۃ ہوئی کہ اوس سے اُجرت پر کام کرایا جائے ایک مہینہ کی اُجرت ایک شریک لے گا دوسرے مہینہ کی دوسرا یہ ناجائز ہے۔ یوہیں اگر دو غلام ہوں ایک کی اُجرت ایک شریک لے گا دوسرے کی دوسرا یہ بھی ناجائز۔ ایک جانور یا دو جانوروں کی سواری لینے یا کرایہ پر دینے میں مہایاۃ ہوئی یہ بھی ناجائز ہے۔ یوہیں اگر گائے یا بھینس مشترک ہے یہ ٹھہرا کہ پندرہ روز ایک کے یہاں رہے اور دودھ سے نفع اوٹھائے اور پندرہ دن دوسرے کے یہاں رہے اور یہ دودھ سے نفع اٹھائے یہ ناجائز ہے اور دودھ جس کے یہاں کچھ زیادہ ہوا یہ زیادتی بھی اس کے لیے حلال نہیں اگرچہ دوسرے نے اجازت دے دی ہو اور کہہ دیا ہو کہ جو کچھ زیادتی ہو وہ تمہارے لیے حلال ہے، ہاں اس زیادتی کو خرچ کر دینے کے بعد اگر حلال کر دے تو ہوسکتا ہے کہ یہ ضمان سے اِبرا ہے اور یہ جائز ہے۔[1] (خانیہ، درمختار)

مسئلہ۱۰: درختوں کے پھلوں میں مہایاۃ ہوئی یہ ناجائز ہے۔ یوہیں بکریاں مشترک تھیں دونوں نے بطور مہایاۃ کچھ کچھ بکریاں لے لیں کہ ہر ایک اپنے حصہ کی چرائے گا اور دودھ وغیرہ سے نفع اٹھائے گا یہ ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: بکریوں اور پھلوں وغیرہ میں مہایاۃ جائز ہونے کا حیلہ یہ ہے کہ اپنی باری میں شریک کا حصہ خرید لے جب باری کی مدت پوری ہو جائے اس حصہ کو شریک کے ہاتھ بیع کر ڈالے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ روزانہ دودھ کو وزن کر لے اور شریک کے حصہ کا جتنا دودھ ہو اس سے قرض لے لے جب مدت پوری ہو جائے اور جانور دوسرے کے پاس جائے اس زمانہ میں جو کچھ دودھ اس کے حصہ کا ہو قرض میں ادا کرتا رہے یہاں تک کہ جتنا قرض لیا تھا وہ مقدار پوری ہو جائے اس طرح کرنا جائز ہے کہ مشاع[3] کو قرض لیا جاسکتا ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۲: کپڑا مشترک ہے اس میں اس طرح مہایاۃ ہوئی کہ دونوں باری باری سے پہنیں گے یا دو کپڑے ہیں ایک کو ایک پہنے گا دوسرے کو دوسرا یہ مہایاۃ ناجائز ہے کہ کپڑے پہننے میں لوگوں کی مختلف حالت ہوتی ہے کسی کے بدن پر جلد پھٹتا ہے اور کسی کے دیر میں۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح،فصل فی المھایاۃ، ج۲،ص۱۹۷.

و"الدرالمختار"، کتاب القسمة، ج۹،ص۴۴۹.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب القسمة، الباب الثانی عشر فی المھایاۃ، ج۵،ص۲۳۰.

3 ......شے مشترک۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القسمة، مطلب: فی الرجوع عن القرعة، ج۹،ص۴۵۰.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب القسمة، ج۹،ص۴۵۱.

مسئلہ ۱۳: مکان میں دونوں باری سے سکونت کریں گے [1] یا دوسری چیزوں میں جبکہ باری کے ساتھ نفع حاصل کرنا ہواس میں شروع کس سے کریں اس کے دوطریقے ہیں ایک یہ کہ قاضی متعین کردے کہ پہلے فلاں شخص نفع اوٹھائے دوسرا یہ کہ قرعہ ڈالا جائے جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ پہلے نفع اوٹھائے اور یہ دوسراطریقہ بہتر ہے کہ پہلی صورت میں قاضی کی طرف بدگمانی کا موقع ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: دونوں شریکوں میں اختلاف ہے ایک یہ کہتا ہے کہ باری مقرر کردی جائے دوسرا یہ کہتا ہے کہ مکان کے حصے متعین کردیے جائیں کہ ایک حصہ میں میں سکونت کروں دوسرے میں دوسرا اس صورت میں دونوں سے کہا جائے گا کہ تم دونوں ایک بات پر متفق ہوجاؤ جس ایک بات پر متفق ہوجائیں وہی کی جائے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵: کسی گاؤں کی حفاظت کے لیے سپاہی مقرر ہوئے اور حکومت نے حفاظت کے مصارف گاؤں والوں پر ڈالے یہ خرچہ گاؤں والوں سے کس حساب سے وصول ہوگا اس کی دوصورتیں ہیں اگر جان کی حفاظت مقصود ہے تو گاؤں کی مردم شماری کے حساب سے ہر ایک پر ڈالا جائے یعنی جتنے مرد ہوں سب سے برابر برابر وصول کیا جائے عورتوں اور بچوں پر خرچہ نہ ڈالا جائے اور اگر اموال کی حفاظت مقصود ہے تو ان لوگوں کے اموال واملاک کے لحاظ سے خرچہ ڈالا جائے اور اگر دونوں کی حفاظت مقصود ہو تو دونوں کا لحاظ کیا جائے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

متفرقات

مسئلہ ۱: زمین کی تقسیم میں درخت تبعاً داخل ہوجاتے ہیں اگرچہ یہ ذکر نہ کیا گیا ہو کہ یہ زمین مع حقوق ومرافق [5] کے تم کو دی گئی جس طرح بیع زمین میں درخت داخل ہوا کرتے ہیں اور زراعت اور پھل زمین کی تقسیم میں داخل نہیں اگرچہ حقوق ومرافق کا ذکر کردیا ہو۔ اور اگر تقسیم میں یہ کہہ دیا کہ جو کچھ قلیل وکثیر اس میں ہے سب کے ساتھ تقسیم ہوئی تو زراعت اور پھل بھی داخل ہیں۔ جو کچھ سامان ومتاع اُس میں ہیں اس کہنے سے بھی تقسیم میں داخل نہ ہوں گے۔ پرنالہ اور نالی اور راستہ اور آبپاشی [6] کا حق تقسیم میں داخل ہوتے ہیں یا نہیں اس میں تفصیل ہے اگر یہ چیزیں دوسری جانب سے ہوسکتی ہیں تو داخل

---

1 ......یعنی رہائش اختیار کریں گے۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الثانی عشر فی المهاياة، ج٥، ص٢٣١.

3 ......"الهداية"، كتاب القسمة، فصل فی المهاياة، ج٢، ص٣٣٥.

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القسمة، مطلب: فی الرجوع عن القرعة، ج٩، ص٤٥١.

5 ......وہ اشیا جو تبعاً، ضمناً بیع میں شامل ہوں۔

6 ......یعنی کھیت کو پانی دینے۔

نہیں اور اگر نہیں ہوسکتیں اور وقت تقسیم علم میں ہے کہ یہ چیزیں تقسیم میں نہیں دی گئیں تو تقسیم جائز ہے اور یہ چیزیں نہیں ملیں گی اور اگر علم میں نہیں تو تقسیم باطل ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

تقسیم میں خیار کے احکام

مسئلہ ۲: اجناس مختلفہ کی تقسیم میں خیار رویت، خیار شرط، خیار عیب تینوں ثابت ہوتے ہیں اور ذوات الامثال جیسے مکیلات[2] و موزونات[3] میں خیار عیب ہوتا ہے خیار شرط و خیار رویت نہیں ہوتا اور غیر مثلی جیسے گائے بکری اور ایک قسم کے کپڑوں میں خیار عیب ہوتا ہے اور فتوےٰ اس پر ہے کہ خیار شرط و خیار رویت بھی ہوتا ہے۔ صرف گیہوں تقسیم کیے گئے مگر وہ مختلف قسم کے ہیں تو اس میں بھی خیار رویت حاصل ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: دو تھیلیوں میں روپے تھے ایک ایک تھیلی دونوں کو دی گئی اور ایک نے روپے دیکھ لیے تھے دوسرے نے نہیں یہ تقسیم دونوں کے حق میں جائز ہے مگر جبکہ جس نے نہیں دیکھے ہیں اس کے حصہ میں خراب روپے آئے تو اسے خیار حاصل ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مکان کی تقسیم ہوئی اسے باہر سے دیکھ لیا ہے اندر سے نہیں دیکھا ہے تو خیار حاصل نہیں۔ تھان تہہ کیے ہوئے اوپر سے دیکھ لیے اندر سے نہیں دیکھے خیار باقی نہ رہا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: تقسیم میں خیار کے وہی احکام ہیں جو بیع میں ہیں لہٰذا اس کے حصہ میں جو چیزیں آئیں اون میں کوئی چیز عیب دار ہے اور قبضہ سے پہلے اسے علم ہوگیا تو سب کو واپس کردے اس کے حصہ میں ایک ہی قسم کی چیزیں ہوں یا مختلف قسم کی اور اگر قبضہ کے بعد عیب پر مطلع ہوا اور اس کا حصہ ایک چیز ہو حقیقۃً یا حکماً جیسے مکیل و موزوں تو سب واپس کردے یہ نہیں کرسکتا کہ کچھ رکھ لے کچھ واپس کردے اور اگر مختلف چیزیں ہوں جیسے بکریاں تو صرف عیب دار کو واپس کرسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: تقسیم میں جو چیز اسے ملی اس نے بیچ ڈالی مشتری نے اس میں عیب پاکر واپس کردی اگر یہ واپسی قاضی کے حکم سے ہوئی ہے تو تقسیم توڑی جاسکتی ہے اور بغیر حکم قاضی واپسی ہوئی تو تقسیم کو نہیں توڑ سکتا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب الرابع فيمايدخل تحت القسمة...إلخ، ج۵، ص۲۱۵، وغیرہ.

2 ......وہ اشیاء جو ناپ سے بکتی ہیں۔ 3 ......وہ اشیاء جو وزن سے بکتی ہیں۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب السادس فی الخيار فی القسمة، ج۵، ص۲۱۷.

5 ......المرجع السابق، ص۲۱۸. 6 ......المرجع السابق.

7 ......المرجع السابق. 8 ......المرجع السابق، ص۲۱۹.

(ولی بھی تقسیم کرسکتا ہے)

مسئلہ ۷: جو شخص کسی کی چیز بیع کرسکتا ہے وہ اس کے اموال کی تقسیم بھی کراسکتا ہے۔ نابالغ اور مجنون و معتوہ کے اموال کی تقسیم باپ نے کرائی یہ جائز ہے جب تک اس تقسیم میں غبن فاحش نہ ہو۔ باپ نہ ہوتو اس کا وصی باپ کے قائم مقام ہے اور باپ کا وصی نہ ہوتو دادا اس کے قائم مقام ہے۔ ماں نے اولاد کے لیے ترکہ چھوڑا ہے اور کسی کو وصی مقرر کرگئی ہے یہ وصی اس ترکہ میں تقسیم کراسکتا ہے بشرطیکہ وہ تینوں جن کا پہلے ذکر کیا گیا نہ ہوں مگر ماں کا وصی جائداد غیر منقولہ [1] میں تقسیم نہیں کراسکتا۔ ماں اور بھائی اور چچا اور نابالغہ عورت کے شوہر کو یا بالغہ عورت جو غائب ہے اس کے شوہر کو تقسیم کرانے کا حق نہیں۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: نابالغ مسلم کا باپ کافر ہے یہ اس کی ملک کی تقسیم نہیں کراسکتا۔ یوہیں اگر نابالغ آزاد ہے اور اس کا باپ غلام ہے یا مکاتب اسے بھی ولایت حاصل نہیں اسی طرح پڑا ہوا بچہ کوئی اوٹھا لایا وہ اگرچہ اس کی پرورش میں ہو اس کے اموال کو یہ تقسیم نہیں کراسکتا۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: قاضی نے یتیم کے لیے کسی کو وصی مقرر کردیا ہے اگر یہ ہر چیز میں وصی ہے تو تقسیم کراسکتا ہے جائداد منقولہ اور غیر منقولہ سب کی تقسیم کراسکتا ہے اور اگر وہ نفقہ یا کسی معین چیز کی حفاظت کے لیے وصی ہے تو تقسیم نہیں کراسکتا اور باپ کا وصی اگر ایک چیز میں وصی ہے تو سب چیزوں میں وصی ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص دو بچوں کا وصی ہے تو ان کے مشترک اموال کو تقسیم نہیں کراسکتا جس طرح ایک کے مال کو دوسرے کے مال سے بیع نہیں کرسکتا۔ [5] اور باپ اپنے نابالغ بچوں کے مشترک مال کو تقسیم کرسکتا ہے جس طرح ایک کے مال کو دوسرے کے مال سے بیع کرسکتا ہے۔ وصی اگر دونوں نابالغوں کے اموال کو تقسیم کرانا ہی چاہتا ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ ایک کا حصہ کسی کے ہاتھ بیع کردے پھر اس مشتری اور دوسرے نابالغ کے مابین تقسیم کرائے پھر اس مشتری سے پہلے نابالغ کی طرف سے خریدلے دونوں کے حصہ ممتاز ہو جائیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں کے مال فروخت کردے پھر ہر ایک کے لیے مشتری سے ممتاز کرکے خریدلے۔ [6] (عالمگیری)

---

1. ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہوسکے۔
2. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب السابع فی بیان من یلی القسمة...إلخ، ج٥، ص٢١٩.
3. ......المرجع السابق .
4. ......المرجع السابق .
5. ......یعنی بیع نہیں سکتا۔
6. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب القسمة، الباب السابع فی بیان من یلی القسمة...إلخ، ج٥، ص٢١٩.

مسئلہ ۱۱: اگریتیم ووصی کے مابین مال مشترک ہے تو اس صورت میں وصی مال کو تقسیم نہیں کراسکتا مگر جب کہ تقسیم میں نابالغ کے لیے کھلا ہوا فائدہ معلوم ہوتا ہو۔اور باپ اوراس کے نابالغ بچہ کے مابین مال مشترک ہو تو باپ تقسیم کراسکتا ہے اگرچہ نابالغ کا کھلا ہوا نفع نہ بھی ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: بالغ ونابالغ دونوں قسم کے ورثہ ہیں اور بالغین موجود ہیں وصی نے بالغین کے مقابلہ میں تقسیم کرائی اور سب نابالغوں کے حصے یکجائی رکھے یہ جائز ہے پھر نابالغوں کے حصے تقسیم کرنا چاہے یہ نہیں ہوسکتا اور اگر ایک نابالغ ہے باقی بالغ اور بالغین میں ایک غائب ہے اور باقی موجود وصی نے موجودِین کے مقابلہ میں تقسیم کرائی اور غائب کے حصہ کو نابالغ کے ساتھ رکھا یہ جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ورثہ میں بالغ ونابالغ دونوں ہیں وصی نے اس طرح تقسیم کرائی کہ ہر نابالغ کا حصہ بھی ممتاز ہوگیا یہ تقسیم ناجائز ہے۔میت نے کسی کے لیے تہائی کی وصیت کی ہے وصی نے موصٰی لہ[3] اور نابالغین کے مابین تقسیم کی موصٰی لہ کی تہائی اس کو دے دی اور دو تہائیاں نابالغین کے لیے رکھیں یہ جائز ہے۔اور اگر ورثہ بالغ ہوں مگر موجود نہیں ہیں وصی نے تقسیم کر کے موصٰی لہ کی تہائی اسے دے دی اور ورثہ کا حصہ محفوظ رکھا یہ بھی جائز ہے اور اگر موصٰی لہ غائب ہے وصی نے ورثہ کے مقابل میں تقسیم کر کے موصٰی لہ کا حصہ محفوظ رکھا یہ تقسیم باطل ہے۔[4] (عالمگیری)

مزارعت کا بیان

مزارَعت کے متعلق مختلف قسم کی حدیثیں آئیں بعض سے جواز ثابت ہوتا ہے اور بعض سے عدم جواز اسی وجہ سے صحابہ وائمہ میں اس کے جواز وعدم جواز میں اختلاف رہا۔

حدیث ۱: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی کہتے ہیں ہم مزارعت کیا کرتے تھے اس میں حرج نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب یہ کہا کہ نبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا ہے تو ہم نے اسے چھوڑ دیا۔[5]

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب القسمة، الباب السابع فی بیان من یلی القسمة...إلخ، ج٥، ص ٢١٩.

2 ......المرجع السابق، ص ٢٢٠.

3 ......جس کے متعلق وصیت کی گئی۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب القسمة، الباب السابع فی بیان من یلی القسمة...إلخ، ج٥، ص ٢١٩، ٢٢٠.

5 ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب کراء الأرض، الحدیث: ١٠٦، ١٠٧۔(١٥٤٧)، ص ٨٣٣.

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں مدینہ میں سب سے زیادہ ہمارے کھیت تھے اور ہم میں کوئی شخص زمین کو اس طرح کرایہ پر دیتا کہ اس ٹکڑے کی پیداوار میری ہے اور اس کی تمہاری تو کبھی ایسا ہوتا کہ ایک میں پیداوار ہوتی اور دوسرے میں نہیں ہوتی لہٰذا نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اُن کو منع فرمادیا۔[1]

حدیث ۳: صحیحین میں حنظلہ بن قیس، رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں میرے دو چچاؤں نے مجھے خبر دی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کے زمانہ میں کچھ لوگ زمین کو اس طرح دیتے کہ جو کچھ نالیوں کے آس پاس پیداوار ہوگی وہ مالک زمین کی ہے یا مالکِ زمین پیداوار میں سے کسی مخصوص شے کو اپنے لیے مستثنیٰ کرلیتا۔ لہٰذا نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس سے منع فرمادیا۔ کہتے ہیں: میں نے رافع سے پوچھا کہ روپیہ اشرفی[2] سے زمین کو دینا کیسا ہے تو کہا: اس میں حرج نہیں۔ بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ جس صورت میں ممانعت ہے اُس کو جب وہ شخص دیکھے گا جسے حلال و حرام کی سمجھ ہے تو جائز نہیں کہہ سکتا۔[3]

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں عمرو بن دینار (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں نے طاوس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے کہا کہ آپ مزارعت چھوڑ دیتے تو اچھا تھا کیونکہ لوگ یہ کہتے ہیں اس سے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ممانعت فرمائی ہے۔ اُنھوں نے کہا: اے عَمْرو! اس ذریعہ سے لوگوں کو میں دیتا ہوں اور لوگوں کی اِعانت[4] کرتا ہوں اور مجھے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے یہ خبر دی کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اس کو منع نہیں فرمایا اور حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے یہ فرمایا کہ ''کوئی شخص اپنے بھائی کو زمین مفت دیدے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس پر اُجرت لے۔''[5]

حدیث ۵: صحیح بخاری میں ابو جعفر یعنی امام محمد باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں مدینہ میں مہاجرین کا کوئی گھرانا ایسا نہیں جو تہائی اور چوتھائی پر مزارعت نہ کرتا ہو اور حضرت علی و سعد بن مالک و عبداللہ بن مسعود و عمر بن عبدالعزیز و قاسم و عروہ و آلِ ابی بکر و آلِ عمر و آلِ علی و ابن سیرین سب نے مزارعت کی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔[6]

مسئلہ ۱: کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں مثلاً نصف نصف

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحرث والمزارعة، باب ما يكره من الشروط في المزارعة، الحديث: ٢٣٣٢، ج٢، ص٨٩.

2 ...... سونے کا سکہ۔

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحرث والمزارعة، باب كراء الأرض بالذهب والفضة، الحديث: ٢٣٤٦، ٢٣٤٧، ج٢، ص٩٣.

4 ...... مدد۔

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحرث والمزارعة، باب: ١٠، الحديث: ٢٣٣٠، ج٢، ص٨٨.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحرث والمزارعة، باب المزارعة بالشطر ونحوه، ج٢، ص٨٧.

یا ایک تہائی دو تہائیاں تقسیم ہو جائے گی اس کو مزارعت کہتے ہیں، اسی کو ہندوستان میں بٹائی پر کھیت دینا کہتے ہیں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مزارعت ناجائز ہے مگر فتویٰ قول صاحبین پر[1] ہے کہ مزارعت جائز ہے۔[2]

مزارعت کے جواز کے لیے چند شرطیں ہیں کہ بغیر ان شرطوں کے جائز نہیں۔

(۱) عاقدین عاقل بالغ آزاد ہوں اگر نابالغ یا غلام ہو تو اس کا ماذون ہونا[3] ضروری ہے۔

(۲) زمین قابلِ زراعت ہو۔ اگر شور زمین[4] یا بنجر جس میں زراعت کی قابلیت نہیں ہے مزارعت پر دی گئی تو یہ عقد ناجائز ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس وقت زمین قابل زراعت نہیں ہے مگر وہ وجہ زائل ہو جائے گی مثلاً اس وقت وہاں پانی نہیں ہے مگر وقت پر پانی ہو جائے گا یا اُس وقت کھیت پانی میں ڈوبا ہوا ہے بونے کے وقت تک سوکھ جائے گا تو مزارعت جائز ہے۔

(۳) وہ زمین جو مزارعت پر دی گئی معلوم ہو۔

(۴) مالکِ زمین کاشتکار کو وہ زمین سپرد کر دے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ مالکِ زمین بھی اس میں کام کرے گا تو مزارعت صحیح نہیں۔

(۵) بیان مدت مثلاً ایک سال دو سال کے لیے زمین دی اور اگر مدت کا بیان نہ ہو تو صرف پہلی فصل کے لیے مزارعت ہوئی اور اگر ایسی مدت بیان کی جس میں زراعت نہ ہو سکے یا اتنی مدت بیان کی کہ اوتنی مدت تک ایک کے زندہ رہنے کی بظاہر اُمید نہیں ہے تو ان دونوں صورتوں میں مزارعت فاسد۔

(۶) یہ بیان کہ بیج مالک زمین دے گا یا کاشتکار کے ذمہ ہو گا۔ اگر بیان نہ ہو تو وہاں کا جو عرف ہو وہ کیا جائے جیسے یہاں ہندوستان بھر میں یہی عرف ہے کہ بیج کاشتکار کے ہوتے ہیں۔

(۷) یہ بیان کہ کیا چیز بوئے گا اور اگر متعین نہ کرے تو یہ اجازت دے کہ تیرا جو جی چاہے اس میں بونا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کتنے بیج ڈالے گا کہ زمین جتنی ہوتی ہے اسی حساب سے کاشتکار بیج ڈالا کرتے ہیں۔

(۸) ہر ایک کو کیا ملے گا اس کا عقد میں ذکر کرنا ضروری ہے۔ اور جو کچھ پیداوار ہو اس میں دونوں کی شرکت ہو اگر فقط ایک کو دینا قرار پایا تو عقد صحیح نہیں۔ اور یہ شرط کہ دوسری چیز میں سے دیا جائے گا اس سے بھی شرکت نہ ہوئی۔

---

1 ...... یعنی امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے قول پر۔

2 ...... "الدر المختار"، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص۴۵۶۔۴۵۸.

3 ...... یعنی اپنے ولی یا آقا کی طرف سے انہیں خرید و فروخت کی اجازت کا ہونا۔

4 ...... کھاری زمین، وہ زمین جو کھار یا تھور کے باعث قابل کاشت نہ ہو۔

اور جو مقدار ہو ہر ایک کے لیے اوس کا متعین ہو جانا ضرور ہے مثلاً نصف یا تہائی یا چوتھائی اور جو کچھ حصہ ہو وہ جزو شائع ہو لہٰذا اگر ایک کے لیے یہ ٹھہرا کہ ایک من یا دو من دیے جائیں گے تو صحیح نہیں۔ یوہیں اگر یہ ٹھہرا کہ بیج کی مقدار نکالنے کے بعد باقی کو اس طرح تقسیم کیا جائے گا تو مزارعت صحیح نہ ہوئی۔ اسی طرح اگر یہ ٹھہرا کہ کھیت کے اس حصہ کی پیداوار فلاں لے گا اور باقی فلاں یا باقی کو دونوں میں تقسیم کیا جائے گا یہ مزارعت صحیح نہیں۔ اور اگر یہ ٹھہرا کہ زمین کا عشر[1] نکال کر باقی کو تقسیم کیا جائے گا تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر یہ طے ہوا کہ دونوں میں ایک کو پہلے پیداوار کا دسواں حصہ دیا جائے اُس کے بعد اس طرح تقسیم ہو تو اس میں بھی حرج نہیں۔[2]

شروط مندرجہ ذیل سے مزارعت فاسد ہو جاتی ہے۔ پیداوار (۱) کا ایک کے لیے مخصوص ہونا۔ مالک (۲) زمین کے کام کرنے کی شرط۔ ہل (۳) بیل مالک زمین کے ذمہ شرط کر دینا۔ کھیت کاٹنا اور ڈھوکر[3] خِرمَن[4] میں پہنچانا پھر دائیں چلانا اور غلہ کو بھوسہ اوڑا کر جدا کرنا ان سب کو مزارع پر شرط کرنا مفسد ہے یا نہیں اس میں دو روایتیں ہیں اور یہاں کا عرف یہ ہے کہ یہ چیزیں بھی مزارع[5] ہی کرتا ہے مگر رواج یہ ہے کہ ان سب چیزوں میں مزدوری جو کچھ دی جاتی ہے وہ مشترک غلہ سے دی جاتی ہے مزارع اپنے پاس سے نہیں دیتا بلکہ ان تمام مصارف کے بعد جو کچھ غلہ بچتا ہے وہ حسب قرارداد تقسیم ہوتا ہے۔ ایک (۴) کو غلہ ملے گا اور دوسرے کو صرف بھوسا۔ غلہ (۵) بانٹا جائے گا اور بھوسا وہ لے گا جس کے بیج نہیں ہیں مثلاً مالک زمین۔ بھوسا (۶) بانٹا جائے گا اور غلہ صرف ایک کو ملے گا۔ اور اگر یہ شرط ہے کہ غلہ بٹنے گا اور بھوسا اُس کو ملے گا جس کے بیج ہیں جیسا یہاں کا یہی عرف ہے کہ مزارع ہی بیج دیتا ہے اور بھوسہ لیتا ہے یہ صورت صحیح ہے۔ یوہیں اگر بھوسے کے متعلق کچھ ذکر ہی نہ آیا کہ اس کو کون لے گا یہ بھی صحیح ہے مگر اس صورت میں بھوسا کون لے گا اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ بھی بٹے گا دوسرا یہ کہ جس کے بیج ہیں اسے ملے گا یہی ظاہر الروایہ ہے اور یہاں کا عرف دوسرے قول کے موافق ہے۔[6]

مسئلہ ۲: ایک (۱) شخص کی زمین اور بیج اور دوسرا شخص اپنے ہل بیل سے جوتے بوئے گا یا (۲) ایک کی فقط زمین باقی سب کچھ دوسرے کا یعنی بیج بھی اسی کے اور ہل بیل بھی اسی کے اور کام بھی یہی کرے گا یا (۳) مزارع صرف کام کرے گا باقی سب کچھ مالک زمین کا، یہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔ اور اگر یہ ہو کہ زمین (۱) اور بیل ایک کے اور کام کرنا اور بیج مزارع کے ذمہ یا (۲) یہ کہ

---

1 ...... یعنی پیداوار کا دسواں حصہ۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص۴۵۸-۴۶۰.

و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المزارعۃ، الباب الأول فی شرعیتھا...إلخ، ج۵، ص۲۳۵، ۲۳۶.

3 ...... یعنی ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے جانا۔ 4 ...... غلے کا ڈھیر لگانے کی جگہ۔ 5 ...... کاشتکار۔

6 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب المزارعۃ، ج۹، ص ۴۶۰-۴۶۴.

و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المزارعۃ، الباب الأول فی شرعیتھا...إلخ، ج۵، ص۲۳۶.

بیل اور بیج ایک کے اور زمین اور کام دوسرے کا یا ۳ یہ کہ ایک کے ذمہ فقط بیل یا ۴ بیج باقی سب کچھ دوسرے کا یہ چاروں صورتیں ناجائز و باطل ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳: مزارعت جب صحیح ہو تو جو کچھ پیداوار ہو اُس کو اس طور پر تقسیم کریں جیسا طے ہوا ہے اور کچھ پیداوار نہ ہوئی تو کسی کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر مزارعت فاسد ہو تو بہر صورت کام کرنے والے کو اُجرت ملے گی پیداوار ہو یا نہ ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴: تین یا چار شخص مزارعت میں شریک ہوئے یوں کہ ایک کے فقط بیج یا بیل ہوں گے یا یوں کہ ایک کی زمین اور ایک کے بیج اور ایک کے بیل اور ایک کام کرے گا یا یوں کہ ایک کی زمین اور بیج اور دوسرے کے بیل اور تیسرا کام کرے گا یہ سب صورتیں مزارعت فاسدہ کی ہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عقدِ مزارعت ہو جانے کے بعد یہ عقد لازم ہوتا ہے یا نہیں اس میں یہ تفصیل ہے کہ جس کے بیج ہوں گے اس کی جانب سے لازم نہیں وہ اس پر عمل پیرا ہونے سے انکار کرسکتا ہے اور جس کے بیج نہیں اس پر لازم ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے یہ عقد منظور نہیں بلکہ اس کو عقد کے موافق کرنا ہی پڑے گا اور بیج زمین میں ڈال دینے کے بعد دونوں طرف سے لازم ہوگیا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جس کے بیج ہیں اگر وہ اس عقد سے انکار اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے بونا چاہتا ہے یا اس کو کوئی دوسرا شخص مل گیا جو کم میں کام کرے گا مثلاً یہ مزارع نصف لینا چاہتا ہے وہ دوسرا تہائی پر کام کرنے کو طیار ہے ان صورتوں میں بیج والا انکار نہیں کرسکتا اُس کو اس عقد کے موافق کرنا ہی ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مزارعت میں اگر مزارِع کے ذمہ کھیت کا جوتنا[6] شرط ہے جب تو اُسے جوتنا ہی ہے اور اگر عقد میں یہ شرط مذکور نہ ہوئی تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ زمین ایسی ہے کہ بغیر جوتے بھی اس میں ویسی ہی پیداوار ہوسکتی ہے جو مقصود ہے تو جبراً اُس سے نہیں جتوایا جاسکتا اور اگر بغیر جوتے کچھ پیداوار نہ ہوگی یا بہت کم ہوگی تو کھیت جوتنے پر مجبور کیا جائے گا۔ یہی حکم آبپاشی کا[7] ہے کہ اگر محض آسمانی بارش کافی ہے پانی نہ دیا جائے جب بھی ٹھیک پیداوار ہوگی تو پانی دینے پر مجبور نہیں

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب المزارعة، ج۹، ص۴٦٢.

2 ......المرجع السابق، ص٤٦٤-٤٦٦.

3 ......"ردالمحتار"، کتاب المزارعة، ج۹، ص٤٦٤.

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب المزارعة، الباب الأول فی شرعیتها...إلخ، ج٥، ص٢٣٧.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب المزارعة، ج۹، ص٤٦٥.

6 ......زمین کو قابلِ کاشت بنانا، ہل چلانا۔

7 ......زمین کو پانی دینے کا۔

کیا جاسکتا اور نہ اُسے پانی دینا ہی ہوگا انکار نہیں کرسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مزارعت ہو جانے کے بعد پیداوار کی تقسیم جس طرح طے پا گئی ہے اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں مثلاً نصف نصف تقسیم کرنا طے پایا تھا اب ایک تہائی دو تہائیاں لینا دینا چاہتے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ کمی یا بیشی مالکِ زمین کی طرف سے ہوگی یا مزارِع کی طرف سے اور بہر صورت بیج مالکِ زمین کے ہیں یا مزارِع کے۔ اگر کھیت طیار ہو گیا اور بیج مزارِع کے ہیں اور پہلے مزارعت نصف پر تھی اب کاشتکار مالکِ زمین کا حصہ بڑھانا چاہتا ہے اسے دو تہائیاں دینا چاہتا ہے یہ ناجائز ہے بلکہ پیداوار اسی طور پر تقسیم ہوگی جو طے ہے اور اگر مالکِ زمین مزارع کا حصہ بڑھانا چاہتا ہے بجائے نصف اس کو دو تہائیاں دینا چاہتا ہے یہ جائز ہے اور اگر بیج مالکِ زمین کے ہیں اور یہ مزارِع کا حصہ زیادہ کرنا چاہتا ہے یہ ناجائز ہے اور مزارِع مالکِ زمین کا حصہ زیادہ کرنا چاہتا ہے یہ جائز ہے اور اگر فصل طیار ہونے سے پہلے کمی بیشی کرنا چاہتے ہیں تو مطلقاً جائز ہے مزارِع کی طرف سے ہو یا مالکِ زمین کی طرف سے بیج اس کے ہوں یا اس کے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مزارعت اس طرح ہوئی کہ ایک کی زمین ہے اور بیج دونوں کے ہیں اور مزارع کے ذمہ کام کرنا ہے اور شرط یہ ہے کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں برابر بانٹ لیں گے یہ مزارعت فاسد ہے۔ یوہیں اگر ایک کے لیے دو تہائیاں اور دوسرے کے لیے ایک تہائی ملنا شرط ہو یہ بھی فاسد ہے۔ اور اگر زمین دونوں کی ہو اور بیج بھی دونوں دیں گے اور کام بھی دونوں کریں گے اور جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں برابر بانٹ لیں گے یہ مزارعت صحیح ہے اور اگر زمین دونوں میں مشترک ہے اور بیج ایک کے ہیں اور پیداوار برابر لیں گے یہ صورت فاسد ہے۔ اور اگر اسی صورت میں کہ زمین مشترک ہے یہ شرط ہو کہ جو کام کرے گا اس کی دو تہائیاں اور دوسرے کو یعنی جس کے بیج نہیں ہیں اس کو ایک تہائی ملے گی یہ جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مزارعت فاسدہ کے یہ احکام ہیں۔ جو کچھ اس صورت میں پیداوار ہو اس کا مالک تنہا وہ شخص ہے جس کے بیج ہیں پھر اگر بیج مزارِع کے ہیں تو یہ مالکِ زمین کو زمین کی اُجرتِ مثل دے گا اور اگر بیج مالکِ زمین کے ہیں تو یہ مزارِع کو اس کے کام کی اُجرت مثل دے گا اور اگر بیل بھی مالکِ زمین ہی کے ہیں تو زمین اور بیل دونوں کی اُجرت مثل اس کو ملے گی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک اُجرت مثل اوتنی ہی دی جائے جو مقرر شدہ سے زائد نہ ہو یعنی اگر مقرر شدہ سے زائد ہوتی ہو تو اوتنی ہی دیں جو مقرر ہے یعنی مثلاً نصف پیداوار کی برابر اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک یہ پابندی

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المزارعة، الباب الأوّل فی شرعیتها...إلخ، ج٥، ص٢٣٧.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المزارعة، الباب الثانی فی بیان أنواع المزارعة، ج٥، ص٢٣٨، ٢٣٩.

نہیں بلکہ جتنی بھی اُجرت مثل ہو اگرچہ مقرر شدہ سے زیادہ ہو وہی دی جائے گی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: مزارعت فاسدہ میں اگر بیج مالکِ زمین کے ہیں اور پیداوار اس نے لی یہ اس کے لیے حلال وطیّب ہے اور اگر مزارِع کے بیج تھے اور پوری پیداوار اس نے لی تو اس کے لیے فقط اوتنا ہی طیّب ہے جو بیج اور لگان کے مقابل میں ہے باقی کو صدقہ کرے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۲: مزارعت فاسدہ میں اگر یہ چاہیں کہ پیداوار کا جو کچھ حصہ ملا ہے وہ طیّب وطاہر ہو جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ حصے بنٹ جانے کے بعد[3] مالکِ زمین مزارِع سے کہے کہ تمہارا میرے ذمہ یہ واجب ہے اور میرا تمہارے ذمہ یہ واجب ہے اس غلہ کو لے کر مصالحت کرلو اور مزارع بھی اسی طرح کرے اور دونوں آپس میں مصالحت کرلیں اب کوئی حرج نہ رہے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص نے دوسرے کو بیج دیے اور یہ کہا کہ تم انھیں اپنی زمین میں بودو اور جو کچھ غلہ پیدا ہو وہ تمہارا ہے یا یوں کہا کہ اپنی زمین میں میرے بیج سے کاشت کرو جو کچھ پیداوار ہو وہ تمہاری ہے یہ دونوں صورتیں جائز ہیں مگر یہ مزارعت نہیں ہے کیونکہ پیداوار میں شرکت نہیں ہے بلکہ اس شخص نے اپنے بیج اسے قرض دیے اور اگر بیج والے نے مالک زمین سے یہ کہا کہ میرے بیج سے تم اپنی زمین میں کاشت کرو اور جو کچھ پیداوار ہو میری ہے یہ صورت بھی جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی زمین کاشت کے لیے عاریت لی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مزارِع کو زمین دی اور یہ کہا کہ اس میں گیہوں[6] اور جَو دونوں بوئے جائیں ایک کو گیہوں ملیں گے اور دوسرے کو جو یہ مزارعت فاسد ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مزارع کو زمین دی اور یہ کہا کہ اگر تم نے گیہوں بوئے تو نصف نصف دونوں کے اور جَو بوئے تو کل

---

1 ......"الهداية"، كتاب المزارعة، ج۲، ص۳۳۹۔۳۴۰.

2 ......المرجع السابق، ص۳۴۰.

3 ......یعنی تقسیم ہو جانے کے بعد۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الثاني في بيان أنواع المزارعة، ج۵، ص۲۳۸.

5 ......المرجع السابق، الباب الثالث في الشروط...إلخ، ج۵، ص۲۴۱.

6 ......گندم۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الثالث في الشروط...إلخ، ج۵، ص۲۴۵.

مزارِع کے، یہ صورت جائز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ گیہوں بونے کی صورت میں مزارَعت ہے اور جو بونے کی صورت میں عاریت ہے اور اگر یہ کہہ کر زمین دی کہ گیہوں بوئے تو نصف نصف اور جو بوئے تو یہ کل مالکِ زمین کے، اس کا حکم یہ ہے کہ گیہوں بونے کی صورت میں مزارَعت ہے اور جائز ہے اور جو بوئے تو یہ کل مزارِع کے ہوں گے اور مالکِ زمین کو زمین کی اُجرتِ مثل یعنی واجبی لگان دیا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: یہ کہہ کر زمین دی کہ اگر گیہوں بوئے تو نصف نصف اور جو بوئے تو مالکِ زمین کے لیے ایک تہائی اور مزارِع کے لیے دو تہائیاں اور تل بوئے تو مالکِ زمین کی ایک چوتھائی باقی مزارِع کی، یہ صورت جائز ہے جو کچھ بوئے گا اسی شرط کے موافق تقسیم ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص کو تیس برس کے لیے زمین دے دی کہ گیہوں یا جَو یا جو کچھ ربیع یا خریف کی پیداوار ہو دونوں میں برابر تقسیم ہوگی اور اس زمین میں مزارع جو درخت لگائے گا وہ ایک تہائی مالکِ زمین کا باقی مزارِع کا، یہ جائز ہے وہ جو کچھ بوئے یا جس قسم کے درخت لگائے اسی شرط کے موافق کیا جائے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مزارَعت میں یہ شرط ہوئی کہ اگر مزدور سے کام لیا جائے گا تو اس کی اُجرت مزارِع کے ذمہ ہوگی یہ جائز ہے اور اگر یہ شرط ہو کہ مزدوری مالکِ زمین کے ذمہ ہوگی یہ ناجائز ہے اور مزارَعت فاسد۔ یوہیں اگر یہ شرط ہو کہ مزدوری مزارِع دے گا مگر جو کچھ اُجرت میں صرف ہوگا اس کے عوض کا غلہ نکال کر باقی کو تقسیم کیا جائے گا یہ بھی ناجائز۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: مزارَعت میں ایسی شرط تھی جس کی وجہ سے مزارعت فاسد ہوگئی تھی اور وہ شرط جس کے لیے مفید تھی اس نے عمل سے پہلے شرط باطل کردی مثلاً یہ شرط تھی کہ مالکِ زمین یا مزارِع بیس روپے اور نصف پیداوار لے گا جس کو یہ روپے ملتے اوس نے یہ شرط باطل کردی تو اب یہ مزارَعت جائز ہوگئی اور اگر وہ شرط دونوں کے لیے مفید ہو تو جب تک دونوں اس شرط کو باطل نہ کریں فقط ایک کے باطل کرنے سے مزارَعت جائز نہ ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: کاشتکار نے کھیت جوت لیا[6] اب مالکِ زمین کہتا ہے میں بٹائی پر بوانا[7] نہیں چاہتا اگر بیج کاشتکار کے ذمہ ہیں تو مالکِ زمین کو انکار کرنے کا کوئی حق نہیں اس سے زمین جبراً لی جائے گی اور کاشتکار بوئے گا اور اگر بیج مالکِ زمین

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المزارعۃ، الباب الثالث فی الشروط... إلخ، ج۵، ص۲۴۷.

2 ...... المرجع السابق، ص۲۴۸.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص۲۴۵.

6 ...... یعنی ہل چلادیا۔

7 ...... تقسیم پر کاشت کرانا۔

کے ذمہ ہیں تو وہ انکار کرسکتا ہے اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا رہا یہ کہ کاشتکار کو کھیت جوتنے کا معاوضہ دیا جائے گا یا نہیں دیانت کا حکم یہ ہے کہ کاشتکار کو کھیت جوتنے کی اُجرت مثل دے کر راضی کرے کیونکہ اگرچہ کھیت جوتنے پر وہ اجیر نہیں ہے مگر چونکہ مالکِ زمین نے اس سے عقد مزارعت کیا اس وجہ سے اس نے جوتا ورنہ کیوں جوتتا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

(مزارِع کا دوسرے کو مزارَعت پر زمین دے دینا)

مسئلہ ۲۱: کاشتکار کو مزارعت پر زمین دی کاشتکار یہ چاہتا ہے کہ دوسرے شخص کو مزارعت پر دے دے اگر بیج مالکِ زمین کے ہیں تو ایسا نہیں کرسکتا جب تک مالک زمین سے صراحۃً یا دلالۃً اجازت نہ حاصل کرے دلالۃً اجازت کی یہ صورت ہے کہ اس نے کہہ دیا ہو تم اپنی رائے سے کام کرو اور بغیر اجازت اس نے دوسرے کو دے دی تو ان دونوں کے مابین حسبِ شرائط غلہ تقسیم ہوگا اور مالکِ زمین بیج کا تاوان لے گا پہلے سے لے گا تو وہ دوسرے سے واپس نہیں لے سکتا اور دوسرے سے لے گا تو وہ پہلے سے رجوع کرے گا اور زراعت کی وجہ سے زمین میں جو کچھ نقصان ہوگا وہ مزارع دوم سے مالکِ زمین وصول کرے گا پھر اس صورت میں مزارع اول کو پیداوار کا جو حصہ ملا ہے اس میں سے اوتنا حصہ اس کے لیے جائز ہے جو تاوان میں دے چکا ہے باقی کو صدقہ کردے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: مالکِ زمین نے مزارع کو صراحۃً یا دلالۃً اجازت دے دی ہے کہ وہ دوسرے کو مزارَعت کے طور پر دے دے اور مالکِ زمین نے نصف پر اس کو دی تھی اور اس نے دوسرے کو نصف پر دے دی تو یہ دوسری مزارَعت جائز ہے اور جو پیداوار ہوگی اس میں کا نصف مالکِ زمین لے گا اور نصف مزارِع دوم لے گا مزارِع اول کے لیے کچھ نہیں بچا۔ اور اگر مزارِع اول نے دوسرے سے یہ طے کرلیا ہے کہ آدھا مالکِ زمین کو ملے گا اور آدھے میں ہم دونوں برابر لیں گے یا ایک تہائی دو تہائی لیں گے تو جو کچھ طے پایا اُس کے موافق تقسیم ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مالکِ زمین نے مزارَعت پر زمین دی اور یہ کہا کہ اپنے بیج سے کاشت کرو اس نے زمین اور بیج دوسرے کو بونے کے لیے مزارعت پر دے دی یہ جائز ہے مالکِ زمین نے صراحۃً یا دلالۃً ایسا کرنے کی اجازت دی ہو یا نہ دی ہو دونوں کا ایک حکم ہے اب اگر پہلی مزارَعت نصف پر تھی اور دوسری بھی نصف پر ہوئی تو نصف غلہ مالکِ زمین لے گا اور نصف مزارِع دوم

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب المزارعة، ج٩، ص٤٦٦.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الخامس فى دفع المزارع...إلخ، ج٥، ص٢٥٠.

3 ......المرجع السابق.

اور مزارِع اول کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر دوسری مزارَعت میں یہ ٹھہرا ہے کہ ایک تہائی مزارِع دوم کی تو نصف مالکِ زمین کا اور ایک تہائی دوم کی اور چھٹا حصہ مزارع اول کا یا اس کے سوا جو صورت طے پا گئی ہو اس کے مطابق تقسیم ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مالکِ زمین نے مزارِع سے کہا کہ تم اپنے بیجوں سے کاشت کرو دونوں نصف نصف لیں گے اور مزارِع نے دوسرے کو دے دی کہ تم اپنے بیج سے کاشت کرو اور جو کچھ پیداوار ہو اس میں دو تہائیاں تمھاری اس صورت میں مزارِع دوم حسب شرط دو تہائیاں لے گا اور ایک تہائی مالکِ زمین لے گا اور مالکِ زمین مزارِع اول سے تہائی زمین کی اُجرت (لگان) لے گا اور اگر بیج مزارِع اول ہی نے دیے مگر مزارِع دوم کے لیے پیداوار کی دو تہائیاں دینا طے پایا اس صورت میں بھی وہی حکم ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: کاشت کے لیے دوسرے کو زمین دی اور یہ ٹھہرا کہ بیج دونوں کے ہوں گے اور بیل کاشتکار کے ہوں گے اور پیداوار دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو جائے گی کاشتکار نے ایک دوسرے شخص کو اپنے حصہ میں شریک کر لیا کہ یہ بھی اس کے ساتھ کام کرے گا اس صورت میں مزارعت اور شرکت دونوں فاسد ہیں۔ جتنے جتنے دونوں کے بیج ہوں اسی حساب سے غلہ دونوں میں تقسیم ہوگا اور مالک زمین مزارع اول سے نصف زمین کی اُجرت مثل لے گا اور یہ دوسرا شخص بھی مزارع اول سے اپنے کام کی اُجرت مثل لے گا۔ اور مزارع اول اپنے بیج کی قدر اور جو کچھ زمین کی اُجرت اور کام کی اُجرت دے چکا ہے ان کی قیمت کا غلہ رکھ لے باقی کو صدقہ کر دے۔[3] (عالمگیری) اور اگر کاشتکار نے دوسرے کو شریک نہ کیا ہو جب بھی فاسد ہے اور وہی احکام ہیں جو مذکور ہوئے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

(مزارَعت فسخ ہونے کی صورتیں)

مسئلہ ۲۶: جن دو شخصوں کے مابین مزارعت ہوئی ان میں کسی کے مرجانے سے مزارعت فسخ ہو جائے گی جیسا کہ اِجارہ کا حکم تھا پھر اگر مثلاً تین سال کے لیے مزارَعت پر زمین دی تھی اور پہلے سال میں کھیت بونے اور اوگنے کے بعد مالکِ زمین مر گیا اور کھیت ابھی کاٹنے کے قابل نہیں ہوا تو زمین مزارِع کے پاس اس وقت تک چھوڑ دی جائے گی کہ فصل طیار ہو جائے اس صورت میں پیداوار حسب قرار تقسیم ہوگی اور دوسرے تیسرے سال کے حق میں مزارعت فسخ ہو جائے گی۔[5] (ہدایہ)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المزارعة، الباب الخامس فی دفع المزارع... إلخ، ج٥، ص٢٥١.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق.

4 ......"الدرالمختار" و"رد المحتار"، کتاب المزارعة، ج٩، ص٤٦٨.

5 ......"الهدایة"، کتاب المزارعة، ج٢، ص٣٤٠.

مسئلہ ۲۷: مزارِع نے کھیت جوت کر طیار کیا مینڈھ[1] بھی درست کرلی نالیاں بھی بنالیں مگر ابھی بویا نہیں ہے کہ مالکِ زمین مرگیا تو مزارَعت فسخ ہوگئی اور مزارِع نے جو کچھ کام کیا ہے اس صورت میں اوس کا کوئی معاوضہ نہیں۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: کھیت بودیا گیا اور ابھی اوگا نہیں کہ مالکِ زمین مرگیا اس صورت میں مزارَعت فسخ ہوگی یا باقی رہے گی اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔[3] (عالمگیری) جو مشائخ یہ کہتے ہیں کہ مزارعت فسخ نہیں ہوگی اون کا قول بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مزارِع کو نقصان سے بچانا ہے جب کہ بیج مزارِع کے ہوں۔

مسئلہ ۲۹: مزارِع نے کھیت بونے میں دیر کی کہ مدت ختم ہوگئی اور ابھی زراعت کچی ہے کٹنے کے قابل نہیں ہوئی مالکِ زمین کہتا ہے کچی کھیتی کاٹ لی جائے اور مزارِع انکار کرتا ہے مالکِ زمین کو کھیت کاٹنے سے روکا جائے گا اور چونکہ آدھی زرَاعت مزارِع کی ہے کھیت طیار ہونے تک دونوں کے مابین ایک جدید اجارہ قرار دیا جائے گا لہٰذا اتنے دنوں کی جو کچھ اُجرت اس زمین کی ہو اس کا نصف مزارِع مالکِ زمین کو دے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: فصل طیار ہونے سے پہلے مزارِع مرگیا اس کے ورثہ کہتے ہیں کہ ہم اس کھیت کا کام کریں گے ان کو یہ حق دیا جائے گا کہ یہ لوگ مزارِع کے قائم مقام ہیں اس صورت میں کام کی ان کو کچھ اُجرت نہیں ملے گی بلکہ پیداوار کا حصہ ملے گا اور اگر یہ لوگ زراعت کے کام سے انکار کرتے ہیں تو ان کو مجبور نہیں کیا جاسکتا بلکہ مالکِ زمین کو اختیار ہے کہ کچی کھیتی کاٹ کر آدھی ان کو دے دے اور آدھی خود لے لے یا ان کے حصہ کی قیمت دے کر زراعت لے لے یا ان کے حصہ پر بھی خرچ کرے اور جو کچھ ان کے حصہ پر صرف ہو[5] وہ ان کے حصہ کی پیداوار سے وصول کرے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۱: کھیت بونے کے بعد مزارِع غائب ہوگیا معلوم نہیں کہاں ہے مالکِ زمین نے قاضی سے حکم حاصل کر کے زراعت پر صرف کیا کھیت جب طیار ہوگیا مزارِع آیا اور اپنا حصہ مانگتا ہے تو جو کچھ صرفہ ہوا ہے جب تک سب نہ دے دے اپنا حصہ لینے کا حقدار نہیں اور اگر بغیر حکم قاضی مالکِ زمین نے صرف کیا تو مُتبرِّع ہے[7] وصول نہیں کرسکتا اور قاضی حکم اس وقت

---

1 ......منڈیر، بنیرا، کنارہ۔

2 ......"الهداية"، كتاب المزارعة، ج ٢، ص ٣٤٠.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المزارعة، الباب التاسع فيما اذا مات رب الأرض... إلخ، ج ٩، ص ٢٥٤.

4 ......المرجع السابق.

5 ......خرچ ہو۔

6 ......"الهداية"، كتاب المزارعة، ج ٢، ص ٣٤١.

7 ......احسان کرنے والا ہے۔

دے گا جب مالکِ زمین گواہوں سے یہ ثابت کردے کہ زمین میری ہے مزارعت پر فلاں کو دے دی ہے وہ کھیت بوکر غائب ہوگیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: فصل طیار ہونے کے بعد مزارع مرگیا مالکِ زمین یہ دیکھتا ہے کہ کھیت میں زراعت موجود نہیں ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کیا ہوئی تو اپنے حصہ کا تاوان اس کے ترکہ سے وصول کرے گا اگرچہ ورثہ کہتے ہوں کہ زراعت چوری ہوگئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: مالکِ زمین پر دَین ہے اور سوا اس زمین کے جس کو مزارعت پر دے چکا ہے کوئی مال نہیں ہے جس سے دَین ادا کیا جائے اگر ابھی فقط عقدِ مزارعت ہی ہوا ہے کاشتکار نے کھیت بویا نہیں ہے تو زمین دَین کی ادا کے لیے بیع کردی جائے اور مزارعت فسخ کردی جائے اور اگر کھیت بویا جاچکا ہے مگر ابھی اوگا نہیں ہے جب بھی بیع ہوسکتی ہے اور دیانت کا حکم یہ ہے کہ مزارع کو کچھ دے کر راضی کرلیا جائے اور زراعت اوگ چکی ہے مگر ابھی طیار نہیں ہوئی ہے تو بغیر اجازت مزارع نہیں بیچی جاسکتی وہ اگر اجازت دے دے تو اب بیچنا جائز ہے۔ اور اس میں دو صورتیں ہیں صرف زمین کی بیع ہو یا زمین و زراعت دونوں کی ہوا گر دونوں کی بیع ہو اور مزارع نے اجازت دے دی تو دونوں میں بیع نافذ ہوگی اور اس صورت میں ثمن کو قیمت زمین اور قیمت زراعت پر تقسیم کریں جو حصہ زمین کے مقابل میں ہو وہ مالکِ زمین کا ہے اور جو حصہ زراعت کے مقابل میں ہے دونوں پر حسب قرارداد تقسیم کیا جائے۔ اور اگر مزارع نے اِجازت نہیں دی تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کو فسخ کردے یا زراعت طیار ہونے کا انتظار کرے۔ اور اگر صرف زمین کی بیع ہوئی ہے اور مزارع نے اجازت دے دی تو زمین مشتری کی ہے اور زراعت بائع و مزارع کی ہے۔ اور اگر مزارع نے اجازت نہیں دی تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کردے یا انتظار کرے اور اگر مالکِ زمین نے زمین اور زراعت کا اپنا حصہ بیع کیا تو اس میں بھی وہی دو صورتیں ہیں۔ اور مزارع یہ چاہے کہ بیع کو فسخ کردے یہ حق اسے حاصل نہیں۔[3] (ہدایہ، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: فصل طیار ہونے کے بعد دَین ادا کرنے کے لیے زمین بیچی گئی اگر صرف زمین کی بیع ہوئی تو بلا توقُّف جائز ہے اور اگر زمین اور پوری زراعت بیع کردی تو زمین اور زراعت کے اس حصہ میں جو مالکِ زمین کا ہے بیع جائز ہے اور

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المزارعة، الباب التاسع فيما اذا مات رب الأرض...إلخ، ج٥، ص٢٥٤.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الثالث عشر فيما اذا مات المزارع...إلخ، ج٥، ص٢٦١.

3 ......"الهداية"، كتاب المزارعة، ج٢، ص٣٤٠.

و"الدر المختار"، كتاب المزارعة، ج٩، ص٤٦٦-٤٦٧.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الحادی عشر فی بيع الأرض...إلخ، ج٥، ص٢٥٩.

مزارِع کے حصہ میں اس کی اجازت پر موقوف ہے اور فرض کرو مزارِع نے اجازت نہیں دی اور مشتری کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ زمین مزارَعت پر ہے تو مشتری کو اختیار حاصل ہے کہ صرف بائع کے حصہ پر قناعت کرے اور حصۂ مزارع کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ ہو وہ کم کردے اور چاہے تو بیع فسخ کردے کہ اس نے پوری زراعت خریدی تھی فقط اتنا ہی حصہ اسے خریدنا مقصود نہ تھا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: کھیت میں بیج ڈال دیے گئے اور ابھی اوگے نہیں کھیت کو بیع کردیا اگر وہ بیج سڑ گئے ہیں[2] تو مشتری کے ہیں اور اگر سڑے نہیں ہیں تو یہ بیج بائع کے ہیں اور فرض کرو مشتری نے پانی دیا بیج اوگے غلہ پیدا ہوا تو یہ سب بائع ہی کا ہے مشتری کو کوئی معاوضہ نہیں ملے گا کہ اس نے جو کچھ کیا تبرع[3] ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مدیون دَین کی وجہ سے قید کیا گیا اور اس کے پاس یہی زمین ہے جو مزارَعت پر اوٹھا چکا ہے اور زمین میں کچی زراعت ہے جس کی وجہ سے بیع نہیں کی جاسکتی کہ بیچ کر دَین ادا کیا جاتا تو اسے قیدخانہ سے رہا کیا جائے گا کہ دَین کی ادا میں جو کچھ دیر ہوگی وہ عذر سے ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۷: مزارِع ایسا بیمار ہوگیا کہ کام نہیں کرسکتا یا سفر میں جانا چاہتا ہے یا وہ اس پیشۂ زراعت ہی کو چھوڑنا چاہتا ہے ان صورتوں میں مزارَعت فسخ کردی جائے گی یا مزارع یہ کہتا ہے کہ میں دوسری زمین کی کاشت کروں گا اور بیج اسی کے ہیں تو چھوڑ سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: مدت پوری ہوگئی اور ابھی فصل طیار نہیں ہے تو مدت کے بعد جتنوں دنوں تک زراعت طیار نہ ہوگی اوتنے دنوں کی مزارع کے ذمہ نصف زمین کی اُجرتِ مثل واجب ہے اور مدت کے بعد زراعت پر جو کچھ صرف ہوگا وہ دونوں کے ذمہ ہوگا کیونکہ عقدِ مزارعت ختم ہو چکا اب یہ زراعت دونوں کی مشترک چیز ہے لہٰذا خرچ بھی دونوں کے ذمہ مگر یہ ضرور ہے کہ جو کچھ ایک خرچ کرے وہ دوسرے کی اجازت سے ہو یا حکم قاضی سے بغیر اس کے جو کچھ خرچ کیا مُتبرِّع ہے اس کا معاوَضہ نہیں ملے گا۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۹: مدت ختم ہوگئی مالکِ زمین یہ چاہتا ہے کہ یہی کچی کھیتی کاٹ لی جائے یہ نہیں کیا جاسکتا اور اگر مزارع کچی

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الحادى عشرفى بيع الأرض...إلخ، ج٥، ص٢٥٩.

2 ......یعنی ثابت نہیں رہے۔ 3 ......احسان۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الحادى عشرفى بيع الأرض...إلخ، ج٥، ص٢٦٠.

5 ......"الهداية"، كتاب المزارعة، ج٢، ص٣٤٠، ٣٤١.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الثانى عشرفى العذر...إلخ، ج٥، ص٢٦٠.

7 ......"الهداية"، كتاب المزارعة، ج٢، ص٣٤١.

کاٹنا چاہتا ہے تو مالکِ زمین کو اختیار دیا جائے گا کہ کچا کھیت کاٹ کر دونوں بانٹ لیں یا مزارع کے حصہ کی قیمت دے کر کل زراعت لے لے یا کھیت پر اپنے پاس سے صرف کرے اور طیار ہونے پر اس کے حصہ سے وصول کرے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۰: دو شخصوں کی مشترک زمین ہے ایک غائب ہے تو جو موجود ہے وہ پوری زمین میں کاشت کرسکتا ہے جب شریک آجائے تو جتنے دنوں تک اس کی کاشت میں رہی اب یہ اوتنے دنوں کاشت میں رکھے یہ اُس صورت میں ہے کہ زراعت سے زمین کو نقصان نہ پہنچے اوس کی قوت کم نہ ہو اور اگر معلوم ہے کہ زراعت سے زمین کمزور ہوجائے گی یا زراعت نہ کرنے میں زمین کو نفع پہنچے گا، اُس کی قوت زیادہ ہوگی تو شریک موجود کو زراعت کی اجازت نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کاشت کی اور مالک کو اُس وقت خبر ہوئی جب فصل طیار ہوئی اُس نے اپنی رضامندی ظاہر کی یا یہ ہوا کہ پہلے ناراض ہوا پھر رضامندی دے دی دونوں صورتوں میں کاشتکار کے لیے پیداوار حلال ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: ایک شخص نے دوسرے کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کیا اور مزارعت پر اوٹھادی[4] مزارع[5] نے اپنے بیج بوئے اور ابھی اوگے نہیں تھے کہ مالکِ زمین نے اجازت دے دی تو اجازت ہوگئی اور جو کچھ پیداوار ہوگی وہ مالکِ زمین اور مزارع کے مابین اس طرح تقسیم ہوگی جو غاصب نے طے کی تھی۔ اور اگر کھیتی اوگ آئی ہے اور ایسی ہوگئی ہے کہ اس کی کچھ قیمت ہو اور اب مالکِ زمین نے اجازت دی تو مزارعت جائز ہوگئی یعنی مالکِ زمین اس کے بعد ناجائز کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا اور اجازت سے پہلے اپنا کھیت خالی کراسکتا تھا مزارعت کے جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پیداوار میں اسے حصہ ملے گا بلکہ اس صورت میں جو کچھ پیداوار ہوگی وہ مزارع و غاصب کے مابین تقسیم ہوگی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: بیج غصب کرکے اپنی زمین میں بودیے تو جب تک اوگے نہ ہوں مالک اجازت دے سکتا ہے کہ ابھی بیج موجود ہیں اور اوگنے کے بعد اجازت نہیں ہوسکتی کہ بیج موجود نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: مالکِ زمین نے اپنی زمین رہن رکھی پھر وہ زمین مرتہن کو مزارَعت پر دے دی کہ مرتہن اپنے بیج

---

1 ......"الهداية"، كتاب المزارعة، ج٢، ص٣٤١.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المزارعة، الباب العاشر في زراعة...إلخ، ج٥، ص٢٥٥.

3 ......المرجع السابق، ص٢٥٦.

4 ......مزارَعت پر دے دی۔ 5 ......کاشتکار۔

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المزارعة، الباب العاشر في زراعة...إلخ، ج٥، ص٢٥٧.

7 ......المرجع السابق، ص٢٥٨.

سے کاشت کرے گا یہ مزارعت صحیح ہے مگر زمین رہن سے خارج ہوگئی جب تک پھر سے رہن نہ رکھی جائے رہن میں نہیں آئے گی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: زمین کسی کے پاس رہن ہے اس کو بطور مزارعت کوئی شخص لینا چاہتا ہے تو راہن سے لے سکتا ہے جبکہ مرتہن بھی اس کی اجازت دے دے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: زراعت طیار ہونے سے پہلے جو کچھ کام ہوگا مثلاً کھیت جوتنا، بونا، پانی دینا، حفاظت کرنا وغیرہ یہ سب مزارِع کے ذمہ ہے چاہے وہ خود کرے یا مزدوروں سے کرائے اور دوسری صورت میں[3] مزدوری اوسی کے ذمہ ہوگی۔ اور جو کام زراعت طیار ہونے کے بعد کے ہیں مثلاً کھیت کاٹنا اوسے لاکر خِرْمَنْ میں جمع کرنا دائیں چلانا بھوسا اوڑانا وغیرہ اس کے متعلق ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ دونوں کے ذمہ ہیں کیونکہ مزارع کا کام فصل طیار ہونے پر ختم ہوگیا مگر امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ کام بھی مزارع کے ذمہ ہیں اور بعض مشایخ نے اسی کو اختیار فرمایا کہ مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔ اور جو کام تقسیم کے بعد ہے مثلاً غلہ مکان پر پہنچانا یہ بالاتفاق دونوں کے ذمہ ہے مزارع اپنا غلہ خود لے جائے اور مالک اپنا غلہ اپنے گھر لائے یا دونوں اپنے اپنے مزدوروں سے اوٹھوا لے جائیں۔[4] (ہدایہ) قسم دوم یعنی فصل تیار ہونے کے بعد جو کام ہیں ان کے متعلق مزارع کے کرنے کی شرط کرلی تو یہ شرط صحیح ہے اس کی وجہ سے مزارعت فاسد نہیں ہوگی تنویر میں اس قول کو اصح کہا اور درمختار میں مُلتقی سے اسی پر فتویٰ ہونا بتایا۔[5] مگر ہندوستان میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ فصل طیار ہونے کے بعد مزدوروں سے کام کراتے ہیں اور مزدوری اسی غلہ میں سے دی جاتی ہے یعنی کھیت کاٹنے والے اور دائیں چلانے والے وغیرہ کو جو کچھ مزدوری دی جاتی ہے وہ کوئی اپنے پاس سے نہیں دیتا بلکہ اسی غلہ کی کچھ مقدار مزدوری میں دی جاتی ہے یہ طریقہ کہ جس کام کو کیا اوسی میں سے مزدوری دی جائے اگرچہ ناجائز ہے جس کو ہم اجارہ میں بیان کرچکے ہیں مگر اس سے اتنا ضرور معلوم ہوا کہ فصل کی طیاری کے بعد جو کام کیا جائے گا یہاں کے عرف کے مطابق وہ تنہا مزارع کے ذمہ نہیں ہے بلکہ دونوں کے ذمہ ہے کیونکہ مزدوری میں دونوں کی مشترک چیز دی جاتی ہے۔

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الخامس عشر في الرهن... إلخ، ج٥، ص٢٦٤.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المزارعة، الباب الرابع والعشرون في المتفرقات، ج٥، ص٢٧٣.

3 ......یعنی مزدوروں سے کروانے کی صورت میں۔

4 ......"الهداية"، كتاب المزارعة، ج٢، ص٣٤١، ٣٤٢.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب المزارعة، ج٩، ص٤٧١.

مسئلہ ۴۷: فصل طیار ہونے کے بعد کے جو کام ہیں اگر مالکِ زمین کے ذمہ شرط کیے گئے یہ بالاتفاق فاسد ہے کہ اس کے متعلق عرف بھی ایسا نہیں جس کی وجہ سے جائز کہا جائے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۸: مزارعت میں جو کچھ غلہ ہے یہ مزارع کے پاس امانت ہے اگرچہ وہ مزارعت فاسدہ ہو لہٰذا اگر مزارِع کے پاس ہلاک ہو جائے مگر اُس کے فعل سے ہلاک نہ ہوا تو مزارع کے ذمہ اس کا تاوان نہیں۔ اور اس غلہ کی مزارع کی طرف سے کسی نے کفالت بھی کی یہ کفالت صحیح نہیں اس کفیل سے مطالبہ نہیں کیا جاسکتا ہاں اگر مالک زمین کے حصہ کی مزارع کی طرف سے کسی نے یوں کفالت کی کہ اگر مزارع خود ہلاک کردے گا تو میں ضامن ہوں اور یہ کفالت مزارعت کے لیے شرط نہ ہو تو مزارعت بھی جائز ہے اور کفالت بھی اور اگر کفالت شرط ہو تو مزارعت فاسد۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: مزارِع نے کھیت کو پانی دینے میں کوتاہی کی جس کی وجہ سے زراعت برباد ہوگئی اگر یہ مزارعت فاسدہ ہے تو مزارع پر تاوان نہیں کہ اس میں مزارِع پر کام کرنا واجب نہیں اور اگر مزارعت صحیحہ ہے تو تاوان واجب ہے کہ اس میں کام کرنا واجب تھا۔ ضمان کی صورت یہ ہوگی کہ زراعت اوگی تھی اور پانی نہ دینے سے خشک ہوگئی تو اس زراعت کی جو قیمت ہو اوس کا نصف بطور تاوان مالک زمین کو دے اور قیمت نہ ہو تو خالی کھیت کی قیمت اور اس بوئے ہوئے کھیت میں جو تفاوت ہو اوس کا نصف تاوان دلایا جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۰: کاشتکار نے پانی دینے میں تاخیر کی اگر اتنی تاخیر ہے کہ کاشتکاروں کے یہاں اتنی تاخیر ہوا کرتی ہے جب تو تاوان نہیں اور غیر معمولی تاخیر کی تو تاوان ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: فصل کاٹنا کاشتکار کے ذمہ شرط تھا اس نے کاٹنے میں دیر کی اور فصل ضائع ہوگئی اگر معمولی تاخیر ہے تو کچھ نہیں اور غیر معمولی دیر کی تو تاوان واجب۔ یوہیں اگر کاشتکار نے حفاظت نہیں کی جانوروں نے کھیت چرلیا کاشتکار کو تاوان دینا ہوگا۔ ٹڈیاں کھیت میں گریں اگر اُڑانے پر قدرت تھی اور نہ اوڑائیں اور ٹڈیاں کھیت کھا گئیں تاوان ہے اور اگر اس کے بس کی بات نہ تھی تو تاوان واجب نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: دو شخصوں نے شرکت میں کھیت بویا تھا ایک شریک اوس میں پانی دینے سے انکار کرتا ہے یہ معاملہ حاکم کے

---

1 ......"الهداية"، كتاب المزارعة، ج٢، ص٣٤٢.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب المزارعة، ج٩، ص٤٧١.

3 ......المرجع السابق. 4 ......المرجع السابق، ص٤٧٢. 5 ......المرجع السابق.

پاس پیش کیا جائے اوس کے حکم دینے کے بعد بھی اگراس نے پانی نہیں دیا اور فصل ماری گئی تو اس پر تاوان ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: مزارعت میں بیج مزارِع کے ذمہ تھے مگر مالک زمین نے خود اس کھیت کو بویا اگر اس سے مقصود مزارع کی مدد کرنا ہے جب تو مزارعت باقی رہے گی اور یہ مقصود نہ ہو تو مزارعت جاتی رہی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: کسی سے اجارہ پر زمین لی مثلاً زمیندار سے بونے کے لیے کھیت لیا پھر اوس مالک زمین کو اوس میں کام کرنے کے لیے اَجیر رکھا یہ جائز ہے اُجرت پر کام کرنے سے زمین کے اِجارہ میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص مرگیا اور اوس نے بی بی اور نابالغ اور بالغ اولادیں چھوڑیں یہ سب چھوٹے بڑے ایک ساتھ رہتے ہیں اور وہ عورت سب کی نگہداشت کرتی ہے بڑے لڑکوں نے زمین مشترک یا دوسرے سے زمین لے کر اوس میں کاشت کی اور جو کچھ غلّہ پیدا ہوا مکان پر لائے اور یکجائی طور پر سب کے خرچ میں آیا جیسا کہ عموماً دیہاتوں میں ایسا ہوتا ہے۔ یہ غلّہ آیا مشترک قرار پائے گا یا صرف بڑے لڑکوں کا ہوگا جنھوں نے کاشت کی اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مشترک بیج بوئے گئے ہیں اور سب کی اجازت سے بوئے ہیں یعنی جو اون میں بالغ ہیں اون سے اجازت حاصل کرلی ہے اور جو نابالغ ہیں اون کے وصی سے اجازت لے لی ہے تو پیداوار مشترک ہے اور اگر بڑوں نے خود اپنے بیج سے کاشت کی ہے یا مشترک سے کی ہے مگر اجازت نہیں لی ہے تو غلہ ان کاشت کرنے والوں کا ہے دوسرے اس میں شریک نہیں۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مُعامَلہ یا مُساقاۃ کا بیان

باغ یا درخت کسی کو اس لیے دینا کہ اوس کی خدمت کرے اور جو کچھ اوس سے پیداوار ہوگی اوس کا ایک حصہ کام کرنے والے کو اور ایک حصہ مالک کو دیا جائے گا اس کو مساقاۃ کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام معاملہ بھی ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فتح خیبر کے بعد وہاں کے باغات یہودیوں کو دے دیے تھے کہ اون باغات کے کام کریں اور جو کچھ پھل ہوں گے اون میں سے نصف اون کو دیے جائیں گے۔[5] جس طرح مزارعت جائز ہے معاملہ بھی جائز ہے اور اس کے جواز

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب المزارعة، ج۹، ص۴۷۲.

2 ......المرجع السابق، ص۴۷۳. 3 ......المرجع السابق، ص۴۷۳.

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب المزارعة، الباب الرابع والعشرون فی المتفرقات، ج۵، ص۲۷۴.
و"ردالمحتار"، کتاب المزارعة، ج۹، ص۴۷۴.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب المزارعة، ج۹، ص۴۷۶.

کے شرائط یہ ہیں۔(۱) عاقدین کا عاقل ہونا (۲) جو پیداوار ہو وہ دونوں میں مشترک ہو اور اگر فقط ایک کے لیے پیداوار مخصوص کر دی گئی تو عقد فاسد ہے (۳) ہر ایک کا حصہ مَشاع ہو جس کی مقدار معلوم ہو مثلاً نصف یا تہائی یا چوتھائی۔(۴) باغ یا درخت عامل کو سپرد کر دینا یعنی مالک کا قبضہ اوس پر نہ رہے۔اور اگر یہ قرار پایا کہ مالک بھی اوس میں کام کرے گا تو معاملہ فاسد ہے۔ (۵) جو درخت مساقاۃ کے طور پر دیے گئے وہ ایسے ہوں کہ عامل کے کام کرنے سے اوس میں زیادتی ہو سکے یعنی اگر پھل پورے ہو چکے جتنا بڑھنا تھا بڑھ چکے صرف پکنا ہی باقی رہ گیا ہے تو یہ عقد صحیح نہیں۔بعض شرائط ایسے ہیں جن کی وجہ سے معاملہ فاسد ہو جائے گا مثلاً یہ کہ کل پیداوار ایک کو ملے گی یا پیداوار میں سے اتنا مالک یا عامل لے گا اوس کے بعد نصف نصف تقسیم ہوگی۔عامل کے ذمہ پھل توڑنا وغیرہ جو کام پھل طیار ہونے کے بعد ہوتے ہیں شرط کر دینا یا یہ کہ تقسیم کے بعد عامل اون کی حفاظت کرے یا مالک کے مکان پر پہنچائے۔ایسے کسی کام کی شرط کر دینا جس کی منفعت مدت معاملہ پوری ہونے کے بعد باقی رہے مثلاً پیڑوں میں کھات ڈالنا انگوروں کے لیے چھپر بنانا باغ کی زمین کھودنا یا اس میں نئے پودے لگانا وغیرہ۔

مسئلہ ۱: معاملہ اونھیں پیڑوں کا ہو سکتا ہے جو ایک سال یا زیادہ تک باقی رہ سکیں اور جو ایسے نہیں ہیں اون کا معاملہ جائز نہیں۔بیگن اور مرچ کے درختوں میں معاملہ ہو سکتا ہے کہ یہ مدّتوں باقی رہتے اور پھلتے رہتے ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: درختوں کے سوا مثلاً بکریاں یا مرغیاں کسی مدت تک کے لیے بطور معاملہ کسی کو دیں یہ ناجائز ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: ایسے درخت جو پھلتے نہ ہوں اور اون کی شاخوں اور پتوں سے نفع اوٹھایا جاتا ہو جیسے سینٹھے، نرکل، بید وغیرہ اگر ایسے درختوں میں پانی دینے اور حفاظت کرنے کی ضرورت ہوتی ہو تو معاملہ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: مزارعت اور معاملہ میں بعض باتوں میں فرق ہے۔معاملہ عقد لازم ہے دونوں میں سے کوئی بھی اس سے انحراف نہیں کر سکتا[4] ہر ایک کو پابندی پر مجبور کیا جائے گا اگر مدت پوری ہو گئی اور پھل طیار نہیں ہیں تو باغ عامل ہی کے پاس رہے گا اور ان زائد دنوں کی اوسے اُجرت نہیں ملے گی اور عامل کو بھی بلا اُجرت اتنے دنوں کام کرنا ہوگا اور مزارعت میں مالکِ زمین اُتنے دنوں کی اُجرت لے گا اور مزارع بھی ان زائد دنوں کے کام کی اُجرت لے گا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۷۶.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق، ص۴۷۷.

4 ...... یعنی پھر نہیں سکتا۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۷۷.

مسئلہ ۵: معاملہ میں مدت بیان کرنا ضرور نہیں بغیر بیان مدّت بھی معاملہ صحیح ہے اور اس صورت میں پہلی مرتبہ پھل طیار ہونے پر معاملہ ختم ہوگا اور ترکاریوں میں بیج طیار ہونے پر ختم ہوگا جب کہ بیج مقصود ہوں ورنہ خود ترکاریوں کی پہلی فصل ہوجانے پر معاملہ ختم ہوگا اور اگر مدت ذکر نہیں کی گئی اور اوس سال پھل پیدا ہی نہ ہوئے تو معاملہ فاسد ہے۔[1] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۶: معاملہ میں مدت ذکر ہوئی مگر معلوم ہے کہ اوس مدّت میں پھل نہیں پیدا ہوں گے تو معاملہ فاسد ہے اور اگر ایسی مدت ذکر کی جس میں احتمال ہے کہ پھل پیدا ہوں یا نہ ہوں تو معاملہ صحیح ہے۔ پھر اس صورت میں اگر پھل آ گئے تو جو شرائط ہیں اون پر عمل ہوگا اور اگر اس مدت میں نہیں آئے بلکہ مدت پوری ہونے کے بعد پھل آئے تو معاملہ فاسد ہے اور اس صورت میں عامل کو اُجرت مثل ملے گی یعنی ابتدا سے پھل طیار ہونے تک کی اُجرت مثل پائے گا اور اگر اس صورت میں کہ مدت مذکور ہوئی اور یہ احتمال تھا کہ پھل آئیں گے مگر اوس سال بالکل پھل نہیں آئے نہ مدت میں نہ بعد مدت تو عامل کو کچھ نہیں ملے گا کیوں کہ یہ معاملہ صحیح ہے فاسد نہیں ہے کہ اُجرت مثل دلائی جائے اور اگر اوس مدت معینہ میں کچھ پھل نکلے کچھ بعد میں نکلے تو جو پھل مدت کے اندر پیدا ہوئے اُن میں عامل کو حصّہ ملے گا بعد والوں میں نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: نئے پودے جو ابھی پھلنے کے قابل نہیں ہیں بطور معاملہ دیے کہ عامل اوس میں کام کرے جب پھل آئیں گے تو دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں گے یہ معاملہ فاسد ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کتنے دنوں میں پھل آئیں زمین موافق ہے تو جلد پھلیں گے ناموافق ہے تو دیر میں پھلیں گے ہاں اگر مدت ذکر کردی جائے اور وہ اتنی ہو کہ اون میں پھلنے کا احتمال ہو تو معاملہ صحیح ہے۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۸: ترکاریوں کے درخت معاملہ کے طور پر دیے کہ جب تک پھلتے رہیں کام کرو اور اتنا حصہ تم کو ملا کرے گا یہ معاملہ فاسد ہے یوہیں باغ دیا اور کہہ دیا کہ جب تک یہ پھلتا رہے کام کرو اور نصف لیا کرو یہ معاملہ فاسد ہے کہ مدت نہ بیان کرنے کی صورت میں صرف پہلی فصل پر معاملہ ہوتا ہے۔[4] (ہدایہ، درمختار)

1 ......"الدرالمختار"، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۷۸.
و"الھدایۃ"، کتاب المساقاۃ، ج۲، ص۳۴۳.

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۷۹.

3 ......"الھدایۃ"، کتاب المساقاۃ، ج۲، ص۳۴۳.
و"الدرالمختار"، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۸۰.

4 ......"الھدایۃ"، کتاب المساقاۃ، ج۲، ص۳۴۳.
و"الدرالمختار"، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص۴۸۰.

مسئلہ ۹: ترکاریوں[1] کے درخت کا معاملہ کیا اور اب ان میں سے ترکاریوں کے نکلنے کا وقت ختم ہو چکا بیج لینے کا وقت باقی ہے جیسے میتھی، پالک، سویا[2]، وغیرہ جب اس حد کو پہنچ جائیں کہ ان سے ساگ نہیں لیا جاسکتا بیج لیے جاسکتے ہیں اور یہ بیج کام کے ہوں ان کی خواہش ہوتی ہو اور عامل سے کہہ دیا کہ کام کرے آدھے بیج اوسے ملیں گے یہ معاملہ صحیح ہے اگرچہ مدّت نہ ذکر کی جائے اور اس صورت میں وہ پیڑ مالک کے ہوں گے صرف بیجوں کی تقسیم ہوگی اور اگر پیڑوں کی تقسیم بھی مشروط ہوتو معاملہ فاسد ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: درختوں میں پھل آچکے ہیں ان کو معاملہ کے طور پر دینا چاہتا ہے مگر ابھی وہ پھل تیار نہیں ہیں عامل کے کام کرنے سے اون میں زیادتی ہوگی تو معاملہ صحیح ہے اور اگر پھل بالکل پورے ہو چکے ہیں اب ان کے بڑھنے کا وقت ختم ہو چکا تو معاملہ صحیح نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: کسی کو خالی زمین دی کہ اس میں درخت لگائے پھل اور درخت دونوں نصف نصف تقسیم ہو جائیں گے یہ جائز ہے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ زمین و درخت دونوں چیزیں دونوں کے مابین تقسیم ہوں گی تو یہ معاملہ ناجائز ہے اور اس صورت میں پھل اور درخت مالکِ زمین کے ہوں گے اور دوسرے کو پودوں کی قیمت ملے گی اور اُجرت مثل۔ اور قیمت سے مراد اوس روز کی قیمت ہے جس دن لگائے گئے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: کسی شخص کے باغ سے گٹھلی اوڑ کر دوسرے کی زمین میں چلی گئی اور یہاں جم گئی اور پیڑ ہو گیا جیسا کہ خودرو[6] درختوں میں اکثر یہی ہوتا ہے کہ اِدھر اودھر سے بیج آکر جم جاتا ہے یہ درخت اوس کا ہے جس کی زمین ہے اس کا نہیں ہے جس کی گٹھلی ہے کیوں کہ گٹھلی کی کوئی قیمت نہیں ہے اسی طرح شفتالو یا آم یا اسی قسم کے دوسرے پھل اگر دوسرے کی زمین میں گرے اور جم گئے یہ درخت بھی مالکِ زمین کے ہوں گے کہ پہلے یہ پھل سڑیں گے اوس کے بعد جمیں گے اور جب سڑ کر اوپر کا حصہ جاتا رہا تو فقط گٹھلی باقی رہی جس کی کوئی قیمت نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: معاملۂ صحیحہ کے احکام حسب ذیل ہیں۔ درختوں[1] کے لیے جن کاموں کی ضرورت ہے مثلاً نالیاں ٹھیک کرنا

---

1 ......سبزیوں۔
2 ......ایک خوشبودار ساگ۔
3 ......"الدرالمختار"، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص ۴۸۰ .
4 ......المرجع السابق، ص ۴۸۱ .
5 ......المرجع السابق، ص ۵۸۱۔۵۸۳ .
6 ......خوداُگے ہوئے۔
7 ......"الدرالمختار"، کتاب المساقاۃ، ج۹، ص ۴۸۴ .

درختوں کو پانی دینا اون کی حفاظت کرنا یہ سب کام عامل کے ذمہ ہیں اور جن چیزوں میں خرچ کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً زمین کو کھودنا اوس میں کھات ڈالنا انگور کی بیلوں کے لیے چھپر بنوانا یہ بقدرِ حصص [1] دونوں کے ذمہ ہیں اسی طرح پھل توڑنا۔ جو کچھ پھل پیدا ہوں وہ حسب قرارداد دونوں تقسیم کرلیں۔ کچھ پیدا نہ ہوا تو کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔ یہ عقد دونوں جانب سے لازم ہوتا ہے بعد عقد دونوں میں سے کسی کو بغیر عذر منع کا اختیار نہیں اور نہ بغیر دوسرے کی رضامندی کے فسخ کرسکتا ہے۔ عامل کو کام کرنے پر مجبور کیا جائے گا مگر جب کہ عذر ہو۔ جو کچھ طرفین کے لیے مقرر ہوا ہے اوس میں کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔ عامل کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو معاملہ کے طور پر دے مگر جب کہ مالک نے یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: معاملۂ فاسدہ کے احکام یہ ہیں۔ عامل کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، جو کچھ پیداوار ہو وہ کل مالک کی ہے اور اوس پر یہ ضرور نہیں کہ اوس میں کا کوئی جز صدقہ کرے، عامل کے لیے اُجرت مثل واجب ہے پیداوار ہو یا نہ ہو اور اوس میں وہی صاحبین [3] کا اختلاف ہے کہ پوری اُجرتِ مثل اگرچہ مقرر سے زیادہ ہو واجب ہے یا یہ کہ مقرر شدہ سے زائد نہ ہونے پائے۔ اور اگر حصہ کی تعیین نہ ہوئی ہو تو بالاتفاق پوری اُجرتِ مثل واجب ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: عامل اگر چور ہے اوس کا چور ہونا لوگوں کو معلوم ہے اندیشہ ہے کہ پھلوں کو چورائے گا تو معاملہ کو فسخ کیا جاسکتا ہے۔ یوہیں اگر عامل بیمار ہوگیا کہ پوری طرح کام نہ کرسکے گا معاملہ فسخ کیا جاسکتا ہے۔ دونوں میں سے ایک کے مرجانے سے معاملہ خود ہی فسخ ہوجاتا ہے اور اسی طرح مدت کا پورا ہونا بھی سبب فسخ ہے جبکہ ان دونوں صورتوں میں پھل طیار نہ ہوئے ہوں۔ [5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: مرنے کی صورت میں اگرچہ معاملہ فسخ ہوجاتا ہے مگر دفعِ ضرر کے لیے عقد کو پھل طیار ہونے تک باقی رکھا جائے گا لہٰذا عامل کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ اگر یہ چاہیں کہ پھل طیار ہونے تک ہم کام کریں گے تو اُن کو ایسا موقع دیا جائے گا اگرچہ مالکِ زمین ان کو دینے سے انکار کرتا ہو۔ اور اگر وُرثہ کام کرنا نہ چاہتے ہوں کہتے ہوں کہ کچے ہی پھل توڑ کر تقسیم کردیے جائیں تو اون کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ اس صورت میں مالک کو اختیار دیا جائے گا کہ یہ بھی اگر یہی چاہتا

---

1 ......اپنے حصوں کے مقدار۔

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب المعاملة، الباب الأول فی تفسیرھا...إلخ، ج٥، ص٢٧٧.

3 ......یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہما۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب المعاملة، الباب الاول فی تفسیرھا...إلخ، ج٥، ص ٢٧٨.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب المساقاۃ، ج٩، ص٤٨٤، ٤٨٦.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب المعاملة، الباب الاول فی تفسیرھا...إلخ، ج٥، ص ٢٧٨.

ہوتو توڑ کر تقسیم کرلیں یا ورثۂ عامل کو اون کے حصہ کی قیمت دے دے یا خود اپنے صرفہ سے کام کرائے اور طیار ہونے کے بعد صرفہ [1] اون کے حصہ سے منہا [2] کر کے باقی پھل اون کو دے دے۔ [3] (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: دو شخص باغ میں شریک ہیں ایک نے دوسرے کو بطور معاملہ دے دیا یہ معاملہ فاسد ہے جب کہ عامل کو نصف سے زیادہ دینا قرار پایا اور اس صورت میں دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں اور اگر یہ شرط ٹھہری ہے کہ دونوں نصف نصف لیں گے تو معاملہ جائز ہے۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: دو شخصوں کو معاملہ پر دیا اور یہ ٹھہرا کہ تینوں ایک ایک تہائی لیں گے یہ جائز ہے اور اگر یہ ٹھہرا کہ مالک ایک تہائی لے گا اور ایک عامل نصف لے گا اور دوسرا عامل چھٹا حصہ لے گا یہ بھی جائز ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: دو شخصوں کا باغ ہے اسے معاملہ پر دیا یوں کہ نصف عامل لے گا اور نصف میں وہ دونوں، [6] یہ جائز ہے اور اگر یہ شرط ہوئی کہ نصف ایک حصہ دار لے گا اور دوسرے نصف میں عامل اور دوسرا حصہ دار دونوں شریک ہوں گے یہ ناجائز ہے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: کاشتکار نے بغیر اجازت زمیندار پیڑ لگا دیا جب درخت بڑا ہوگیا تو زمیندار کہتا ہے میرا ہے اور کاشتکار کہتا ہے میرا ہے اگر زمیندار نے یہ اقرار کرلیا ہے کہ کاشتکار ہی نے لگایا ہے اور پودہ بھی اوسی کا تھا تو کاشتکار کو ملے گا مگر دیانۃً اوس کے لیے یہ درخت جائز نہیں کیوں کہ بغیر اجازت لگایا ہے اور اگر اجازت لے کر لگاتا اور مالک زمین شرکت کی بھی شرط نہ کرتا تو کاشتکار کے لیے دیانۃً بھی جائز ہوتا۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: گاؤں کے بچوں کو معلّم پڑھاتا ہے گاؤں کے لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ میاں جی کے لیے کھیت بودیا جائے تھوڑے تھوڑے بیج سب نے دیے اور میاں جی کے لیے کھیت بودیا گیا تو جو کچھ پیداوار ہوئی وہ اون کی ملک ہے جنھوں نے بیج دیے ہیں معلّم کی ملک نہیں کیوں کہ بیج اونھوں نے معلّم کو دیا نہیں تھا کہ معلّم مالک ہوجاتا ہاں اب اگر پیداوار معلّم

---

1 ......خرچہ۔ 2 ......کٹوتی۔

3 ......"الهداية"، كتاب المساقاة، ج٢، ص٣٤٥.

و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب المساقاة، مطلب: يشترط في المناصبة...إلخ، ج٩، ص٤٨٤.

4 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب المساقاة، مطلب: يشترط في المناصبة...إلخ، ج٩، ص٤٨٧.

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المعاملة، الباب الثاني في المتفرقات، ج٥، ص٢٧٨.

6 ......یعنی نصف میں وہ دونوں شریک ہوں گے۔

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المعاملة، الباب الثاني في المتفرقات، ج٥، ص٢٧٩.

8 ......المرجع السابق، ص٢٨١.

کو دے دیں تو معلم مالک ہو جائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: خربزہ یا تربز کی پالیز[2] مالک نے پھل توڑنے کے بعد چھوڑ دی اگر چھوڑنے کا یہ مقصد ہے کہ جس کا جی چاہے وہ باقی پھلوں کو لے جائے تو لوگوں کو اوس کے پھل لینا جائز ہے جیسا کہ عموماً آخر فصل میں ایسا کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح کھیت کٹنے کے بعد جو کچھ بالیں یا دانے گرتے ہیں اگر مالک نے لوگوں کے لیے چھوڑ دیے تو لینا جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: عامل پر لازم ہے کہ اپنے کو حرام سے بچائے مثلاً باغ کے درخت خشک ہو گئے تو اُن کا جلانا عامل کے لیے جائز نہیں۔ یوہیں سوکھی شاخیں توڑ کر ان سے کھانا پکانا جائز نہیں یوہیں چھپر تھُنیاں[4] اور اس کے بانس پھونس کو جلانا جائز نہیں۔ یوہیں مہمان یا ملاقاتی آجائے تو پھلوں سے اوس کی تواضع جائز نہیں ان سب میں مالک کی اجازت درکار ہے۔[5] (عالمگیری)

ذبح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۫ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ ﴾[6]

''تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سوئر کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور جو گلا گھونٹنے سے مرجائے اور دب کر مرا ہو یعنی بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا ہو اور جس کو کسی جانور نے سینگ مارا ہو اور جس کو درندہ نے کچھ کھالیا ہو مگر وہ جنھیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان[7] پر ذبح کیا گیا ہو اور تیروں سے تقدیر کو معلوم کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔''

---

1 ...... ''الفتاوی الھندیة''، کتاب المعاملة، الباب الثانی فی المتفرقات، ج٥، ص٢٨٢.

2 ...... خربوزہ یا تربوز کی فصل۔

3 ...... ''الفتاوی الھندیة''، کتاب المعاملة، الباب الثانی فی المتفرقات، ج٥، ص٢٨٢، ٢٨٣.

4 ...... وہ لکڑی جو چھپر کے نیچے سہارا دینے کے لیے لگاتے ہیں۔

5 ...... ''الفتاوی الھندیة''، کتاب المعاملة، الباب الثانی فی المتفرقات، ج٥، ص٢٨٣.

6 ...... پ٦، المائدہ:٣.

7 ...... امام ابن جریر طبری نے ابن جریج اور مجاہد رحمۃ اللہ تعالی علیہما سے نقل کیا ہے کہ نُصُب (تھان) وہ پتھر ہیں جو زمانہ جاہلیت میں کعبہ کے اردگرد مشرکین نے نصب کر رکھے تھے ان کی تعداد تین سو ساٹھ تھی، اہل عرب ان کے سامنے جانور ذبح کرتے اور بیت اللہ سے متصل بتوں پر ان کا خون چھڑکتے اور گوشت کاٹ کر ان بتوں پر چڑھاوا چڑھاتے تھے۔ (تفسیر طبری، پ٦، المائدہ تحت الآیۃ:٣، ج٤، ص٤١٤)
اور مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائن العرفان میں فرماتے ہیں: ''اہل جاہلیت نے کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ پتھر (بت) نصب کیے تھے جن کی وہ عبادت کرتے اور ان کے لیے ذبح کرتے تھے اور اس ذبح سے ان کی تعظیم وتقرب کی نیت کرتے تھے''۔
(خزائن العرفان، پ٦، المائدۃ تحت الآیۃ ٣، حاشیۃ ١٣)

اور فرماتا ہے:

﴿ اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُؕ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ٘ ﴾ (1)

''آج تمہارے لیے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا (ذبیحہ) تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا اون کے لیے حلال ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰیٰتِهٖ مُؤْمِنِیْنَ۝۱۱۸ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْهِؕ ﴾ (2)

''کھاؤ اوس میں سے جس پر اللہ (عزوجل) کا نام لیا گیا اگر تم اوس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو اور تمہیں کیا ہوا کہ اوس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ (عزوجل) کا نام لیا گیا۔ اور اوس نے تو مفصل (3) بیان کر دیا جو کچھ تم پر حرام ہے مگر جب تم اوس کی طرف مجبور ہو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌؕ ﴾ (4)

''اور اوس سے نہ کھاؤ جس پر اللہ (عزوجل) کا نام نہیں لیا گیا اور وہ بے شک حکم عدولی ہے۔''

حدیث ۱: صحیح مسلم میں ہے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کو کوئی خاص بات ایسی بتائی ہے جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو فرمایا کہ نہیں مگر صرف وہ باتیں جو میری تلوار کی میان (5) میں ہیں پھر میان میں سے ایک پرچہ نکالا جس میں یہ تھا اللہ کی لعنت اوس پر جو غیر خدا کے نام پر ذبح کرے اور اللہ کی لعنت اوس پر جو زمین کی مینڈھ (6) بدل دے (جیسا کہ بعض کاشتکار کرتے ہیں کہ کھیت کی مینڈھ جگہ سے ہٹا دیتے ہیں) اور اللہ کی لعنت اوس پر جو اپنے باپ پر لعنت کرے۔ اور اللہ کی لعنت اوس پر جو بدمذہب کو پناہ دے۔ (7)

1 ...... پ۶، المائدۃ:۵.

2 ...... پ۸، الأنعام:۱۱۸-۱۱۹.

3 ...... یعنی تفصیل کے ساتھ۔

4 ...... پ۸، الأنعام:۱۲۱.

5 ...... نیام۔ 6 ...... زمین کی حد بندی کا نشان۔

7 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الأضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللّٰہ تعالیٰ... إلخ، الحدیث:۴۵-(۱۹۷۸) ص۱۰۹۳.

حدیث ۲: صحیح بخاری ومسلم میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) ہمیں کل دشمن سے لڑنا ہےاور ہمارے پاس چھری نہیں ہے کیا ہم **کھپچّی** [1] سے ذبح کرسکتے ہیں فرمایا: ''جو چیز خون بہادے اور اللہ (عزوجل) کا نام لیا گیا ہواوسے کھاؤ سوا دانت اور ناخن کے (جو جدا نہ [2] ہوں) اور اسے میں بتاتا ہوں دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔اور غنیمت میں ہم کو اونٹ اور بکریاں ملی تھیں اون میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا ایک شخص نے اوسے تیر مار کر گرادیا حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ان اونٹوں میں بعض اونٹ وحشی جانوروں کی طرح ہوجاتے ہیں جب تم کو اوس پر قابو نہ ملے تو اوس کے ساتھ یہی کرو۔'' [3]

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ان کی بکریاں سلع (مدینہ منورہ میں ایک پہاڑی کا نام ہے) میں چرتی تھیں لونڈی (جو بکریاں چراتی تھی) اوس نے دیکھا کہ ایک بکری مرنا چاہتی ہے اوس نے پتھر توڑکر اوس سے ذبح کردی اونھوں نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم سے دریافت کیا حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے اوس کے کھانے کا حکم دے دیا۔ [4]

حدیث ۴: ابوداود ونسائی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) یہ فرمایئے کسی کو شکار ملے اور اوس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا پتھر اور لاٹھی کی **کھپچّی** سے ذبح کرسکتا ہے فرمایا: ''جس چیز سے چاہو خون بہادو اور اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کرو۔'' [5]

حدیث ۵: ترمذی وابوداود ونسائی **ابو العشراء** اور وہ اپنے والد سے راوی اونھوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کیا ذکاۃ (ذبح شرعی) حلق اور لبہ [6] ہی میں ہوتی ہے فرمایا: ''اگر تم اوس کی ران میں نیزہ بھونک دو تو بھی کافی ہے۔ذبح کی یہ صورت مجبوری اور ضرورت کی حالت میں ہے' جیسا کہ ابوداود وترمذی نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ [7]

---

1 ...... بانس کا چرا ہوا ٹکڑا۔

2 ...... بہارِشریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ''جو جدا ہوں'' لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کہ خود صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ اسی باب کے مسئلہ (۱۲) میں جدا ناخن سے ذبح کرنے کی وضاحت فرماتے ہیں اسی وجہ سے ہم نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے لفظِ ''نہ'' بڑھادیا ہے نیز''عمدة القاری، ج۹،ص۲۶۹''پر وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔... عِلْمِیہ

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الذبائح والصيد،باب التسمية...إلخ،الحديث۵۴۹۸،ج۳،ص۵۵۸
وباب ما ندَّ مِن البهائم...إلخ، الحديث:۵۵۰۹،ج۳،ص۵۶۱.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الوكالة،باب اذا أبصر الراعى...إلخ،الحديث:۲۳۰۴،ج۲،ص۷۹.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الضحايا،باب فى الذبيحة بالمروة،الحديث:۲۸۲۴،ج۳،ص۱۳۶.

6 ...... سینے کا بالائی حصہ۔

7 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الأطعمة،باب ماجاء في الذكاة في الحلق واللبّة،الحديث:۱۴۸۶،ج۳،ص۱۵۴.

حدیث ۶: ترمذی نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے مجثمہ کے کھانے سے منع فرمایا۔ مجثمہ وہ جانور ہے جس کو باندھ کر تیر مارا جائے اور وہ مرجائے۔ (1)

حدیث ۷: ابوداود نے ابن عباس وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے شریطۃ الشیطان سے ممانعت فرمائی یہ وہ ذبیحہ ہے جس کی کھال کاٹی جائے اور رگیں نہ کاٹی جائیں اور چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ مرجائے۔ (2)

حدیث ۸: صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) یہاں کچھ لوگ ابھی نئے مسلمان ہوئے ہیں اور وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ (عزوجل) کا نام اونھوں نے ذکر کیا ہے یا نہیں، فرمایا کہ ''تم بِسْمِ اللہ کہو اور کھاؤ''(3) یعنی مسلم کی ذبیحہ میں اس قسم کے احتمالات نہ کیے جائیں۔

حدیث ۹: صحیح مسلم میں شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر چیز میں خوبی کرنا لکھ دیا ہے لہٰذا قتل کرو تو اس میں بھی خوبی کا لحاظ رکھو (یعنی بے سبب اوس کو ایذا امت پہنچاؤ) اور ذبح کرو تو ذبح میں خوبی کرو اور (4) اپنی چھری کو تیز کرلے اور ذبیحہ کو تکلیف نہ پہنچائے۔''(5)

حدیث ۱۰: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے چوپایہ یا اس کے سوا دوسرے جانور کو باندھ کر اوس کو تیر سے قتل کرنے کی ممانعت فرمائی۔ (6)

حدیث ۱۱: صحیحین میں اونھیں سے مروی نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے اوس پر لعنت کی جس نے ذی روح کو نشانہ بنایا۔ (7)

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس میں روح ہو اوس کو نشانہ نہ بناؤ۔''(8)

---

1 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في كراهية أكل المصبورة، الحديث: ١٤٧٨، ج٣، ص١٥٠.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب في المبالغة في الذبح، الحديث: ٢٨٢٦، ج٣، ص١٣٧.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب السوال باسماء الله تعالى... إلخ، الحديث: ٧٣٩٨، ج٤، ص٥٣٩.

4 ...... غالباً یہاں عبارت ''تم میں کوئی'' متروک ہے۔۔۔ **علمیه**

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيد... إلخ، باب الأمر بإحسان الذبح و القتل... إلخ، الحديث: ٥٧ـ(١٩٥٥)، ص١٠٨٠.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الذبائح و الصيد، باب ما يكره من المثلة... إلخ، الحديث: ٥٥١٤، ج٣، ص٥٦٣.

7 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيد... إلخ، باب النهى عن صبر البهائم، الحديث: ٥٩ـ(١٩٥٨)، ص١٠٨١.

8 ...... المرجع السابق، الحديث: ٥٨ـ(١٩٥٧)، ص١٠٨١.

مسئلہ ۱: گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذَبح کہتے ہیں اوراس جانور کو جس کی وہ رگیں کاٹی گئیں ذبیحہ اور ذِبح کہتے ہیں۔ یہاں ذال کو زیر ہے اور پہلی جگہ زبر ہے۔[1]

مسئلہ ۲: بعض جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں بعض نہیں۔ جو شرعاً ذبح نہیں کیے جاسکتے ہیں ان میں یہ دو۲ مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح حلال ہیں اور جو ذبح کیے جاسکتے ہیں وہ بغیر ذکاۃ شرعی حلال نہیں۔[2] (درمختار) ذکاۃ شرعی کا یہ مطلب ہے کہ جانور کو اس طرح نحر یا ذبح کیا جائے کہ حلال ہوجائے۔

مسئلہ ۳: ذکاۃ شرعی دو قسم ہے۔ اختیاری۱ اور اضطراری۲۔ ذکاۃ اختیاری کی دو۲ قسمیں ہیں۔ ذبح۱ اور نحر۲۔ ذکاۃ اضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے اس سے مخصوص صورتوں میں جانور حلال ہوتا ہے جو بیان کی جائیں گی۔ حلق کے آخری حصہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں۔ ذبح کی جگہ حلق اور لبہ کے مابین ہے لبہ سینہ کے بالائی حصہ کو کہتے ہیں۔ اونٹ کو نحر کرنا اور گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا سنت ہے اور اگر اس کا عکس کیا یعنی اونٹ کو ذبح کیا اور گائے وغیرہ کو نحر کیا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہوجائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے کہ سنت کے خلاف ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: عوام میں یہ مشہور ہے کہ اونٹ کو تین جگہ ذبح کیا جاتا ہے غلط ہے اور یوں کرنا مکروہ ہے کہ بلا فائدہ ایذا دینا ہے۔

مسئلہ ۵: جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں۔ حلقوم۱ یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے، مری۲ اس سے کھانا پانی اوترتا ہے ان دونوں کے اغل بغل اور دو رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے ان کو ودجین۳،۴ کہتے ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۶: پورا حلقوم[5] ذبح کی جگہ ہے یعنی اوس کے اعلیٰ، اوسط، اسفل جس جگہ میں ذبح کیا جائے جانور حلال ہوگا۔ آج کل چونکہ چمڑے کا نرخ زیادہ ہے اور یہ وزن یا ناپ سے فروخت ہوتا ہے اس لیے قصاب[6] اس کی کوشش کرتے ہیں کہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۰.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه... إلخ، ج۵، ص۲۸۵.
و"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۱.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۱-۴۹۳.

5 ...... گلا۔ 6 ...... قصائی۔

کسی طرح چمڑے کی مقدار بڑھ جائے اوراس کے لیے یہ ترکیب کرتے ہیں کہ بہت اوپر سے ذبح کرتے ہیں اوراس صورت میں ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ذبح فوق العقدہ[1] ہوجائے اوراس میں علما کو اختلاف ہے کہ جانور حلال ہوگا یانہیں۔اس باب میں قولِ فیصل یہ ہے کہ ذبح فوق العقدہ میں اگرتین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے ورنہ نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار) علما کا یہ اختلاف اور رگوں کے کٹنے میں احتمال دیکھتے ہوئے احتیاط ضروری ہے کہ یہ معاملہ حلت وحرمت کا ہے[3] اور ایسے مقام پر احتیاط لازم ہوتی ہے۔

مسئلہ۷: ذبح کی چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہوجائے گا کہ اکثر کے لیے وہی حکم ہے جو کل کے لیے ہے اوراگر چاروں میں سے ہرایک کا اکثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہوجائے گا اوراگر آدھی آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۸: ذبح سے جانور حلال ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں۔(۱) ذبح کرنے والا عاقل ہو۔مجنوں یا اتنا چھوٹا بچہ جو بے عقل ہوان کا ذبیحہ جائز نہیں اوراگر چھوٹا بچہ ذبح کو سمجھتا ہواوراس پر قدرت رکھتا ہوتواس کا ذبیحہ حلال ہے، (۲) ذبح کرنے والا مسلم ہو یا کتابی۔ مشرک اور مرتد کا ذبیحہ حرام ومردار ہے۔کتابی اگر غیر کتابی ہوگیا تو اب اس کا ذبیحہ حرام ہے اور غیر کتابی، کتابی ہوگیا تواس کا ذبیحہ حلال ہے اور معاذاللہ مسلمان اگر کتابی ہوگیا تواس کا ذبیحہ حرام ہے کہ یہ مرتد ہے۔لڑکا نابالغ ایسا ہے کہ اوس کے والدین میں ایک کتابی ہے اور ایک غیر کتابی تواس کو کتابی قرار دیا جائے گا اوراس کا ذبیحہ حلال سمجھا جائے گا۔[5]

مسئلہ۹: کتابی کا ذبیحہ اوس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذبح کیا ہواور یہ معلوم ہو کہ اللہ (عزوجل) کا نام لے کر ذبح کیا اوراگر ذبح کے وقت اوس نے حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کا نام لیا اور مسلمان کے علم میں یہ بات ہے تو جانور حرام ہے اوراگر مسلمان کے سامنے اوس نے ذبح نہیں کیا اور معلوم نہیں کہ کیا پڑھ کر ذبح کیا جب بھی حلال ہے۔(۳) اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ذبح کرنا۔ذبح کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ذکر کرے جانور حلال ہوجائے گا یہی ضروری نہیں کہ لفظ اللہ (عزوجل) ہی زبان سے کہے۔[6]

---

1 ......گھنڈی (گلے کی ابھری ہوئی ہڈی) سے اوپر ذبح۔

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۹،ص ۴۹۱.

3 ......یعنی حلال وحرام کا معاملہ ہے۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الذبائح،الباب الاول فی رکنہ...إلخ، ج۵،ص ۲۸۷.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹،ص ۴۹۵۔۴۹۹.

6 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۹،ص ۴۹۶۔۵۰۰.

مسئلہ ۱۰: تنہا نام ہی ذکر کرے یا نام کے ساتھ صفت بھی ذکر کرے دونوں صورتوں میں جانور حلال ہو جاتا ہے مثلاً اللہ اکبر، اللہ اعظم، اللہ اجل، اللہ الرحمن، اللہ الرحیم، یاصرف اللہ یا الرحمن یا الرحیم کہے اسی طرح سُبحٰنَ اللّٰہ یا الحمد للہ یا لآالٰہ الا اللہ پڑھنے سے بھی حلال ہو جائے گا۔ اللہ عزوجل کا نام عربی کے سوا دوسری زبان میں لیا جب بھی حلال ہو جائے گا۔[1] (عالمگیری) (۴) خود ذبح کرنے والا اللہ عزوجل کا نام اپنی زبان سے کہے اگر یہ خود خاموش رہا دوسروں نے نام لیا اور اسے یاد بھی تھا بھولا نہ تھا تو جانور حرام ہے، (۵) نام الٰہی (عزوجل) لینے سے ذبح پر نام لینا مقصود ہو اور اگر کسی دوسرے مقصد کے لیے بسم اللہ پڑھی اور ساتھ لگے ذبح کر دیا اور اس پر بسم اللہ پڑھنا مقصود نہیں ہے تو جانور حلال نہ ہوا مثلاً چھینک آئی اور اس پر الحمد للہ کہا اور جانور ذبح کر دیا اس پر نام الٰہی (عزوجل) ذکر کرنا مقصود نہ تھا بلکہ چھینک پر مقصود تھا جانور حلال نہ ہوا (۶) ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہ لے (۷) جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقت ذبح زندہ ہو اگرچہ اوس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلنا یا جانور میں حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اوس سے اوس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۱: بکری ذبح کی اور خون نکلا مگر اوس میں حرکت پیدا نہ ہوئی اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے حلال ہے۔ بیمار بکری ذبح کی صرف اوس کے مونھ کو حرکت ہوئی اور اگر وہ حرکت یہ ہے کہ مونھ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کر لیا تو حلال ہے اور آنکھیں کھول دیں تو حرام اور بند کر لیں تو حلال اور پاؤں پھیلا دیے تو حرام اور سمیٹ لیے تو حلال اور بال کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہو گئے تو حلال یعنی اگر صحیح طور پر اوس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے اور اگر زندہ ہونا یقیناً معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جائے گا بہر حال جانور حلال سمجھا جائے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: ذبح ہر اوس چیز سے کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے یہ ضرور نہیں کہ چھری ہی سے ذبح کریں بلکہ کَھپَچِّی[3] اور دھار دار پتھر سے بھی ذبح ہو سکتا ہے صرف ناخن اور دانت سے ذبح نہیں کر سکتے جب کہ یہ اپنی جگہ پر قائم ہوں اور اگر ناخن کاٹ کر جدا کر لیا ہو یا دانت علٰیحدہ ہو گیا ہو تو اس سے اگرچہ ذبح ہو جائے گا مگر پھر بھی اس کی ممانعت ہے کہ جانور کو اس سے اذیت ہو گی۔ اسی طرح کند چھری سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مستحب یہ ہے کہ جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کریں اور لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا مکروہ ہے۔

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الذبائح، الباب الاوّل فی رکنه... إلخ، ج٥، ص٢٨٥.

2 ......المرجع السابق، ص٢٨٦.

3 ......بانس کا چرا ہوا ٹکڑا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج٩، ص٤٩٤.

یوہیں جانور کو پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مذبح کو[1] لے جانا بھی مکروہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اوس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔[3] (ہدایہ) عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو اس سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔

مسئلہ ۱۵: ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے مکروہ ہے مثلاً جانور میں ابھی حیات باقی ہو ٹھنڈا ہونے سے پہلے اوس کی کھال اوتارنا اوس کے اعضا کاٹنا یا ذبح سے پہلے اوس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں یا گردن کو توڑنا یوہیں جانور کو گردن کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہے بلکہ اس کی بعض صورتوں میں جانور حرام ہو جائے گا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: سنت یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت جانور کا مونھ قبلہ کو کیا جائے اور ایسا نہ کرنا مکروہ ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: اگر جانور شکار ہو تو ضرور ہے کہ ذبح کرنے والا حلال ہو یعنی احرام نہ باندھے ہوئے ہو اور ذبح کرنا بیرونِ حرم[6] ہو لہٰذا مُحرِم[7] کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے اور حرم میں شکار کو ذبح کیا تو ذبح کرنے والا محرِم ہو یا حلال دونوں صورتوں میں جانور حرام ہے اور اگر وہ جانور شکار نہ ہو بلکہ پلاؤ ہو[8] جیسے مرغی، بکری وغیرہ اس کو محرم بھی ذبح کر سکتا ہے اور حرم میں بھی ذبح کر سکتے ہیں۔ نصرانی نے حرم میں جنگلی جانور کو ذبح کیا تو جانور حرام ہے یعنی مسلم ذبح کرے یا کتابی دونوں صورتوں میں حرام ہے۔[9] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: جنگلی جانور اگر مانوس ہو جائے مثلاً ہرن وغیرہ پال لیتے ہیں اور وہ مانوس ہو جاتے ہیں ان کو اوسی طرح ذبح کیا جائے جیسے پلاؤ جانور ذبح کیے جاتے ہیں یعنی ذبح اختیاری ہونا ضرور ہے جس کا ذکر گزر چکا اور اگر گھریلو جانور وحشی کی طرح ہو جائے کہ قابو میں نہ آئے تو اس کا ذبح اضطراری ہے کہ جس طرح ممکن ہو ذبح کر سکتے ہیں۔ یوہیں اگر چوپایہ کوئیں میں

---

1 ......ذبح گاہ تک۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۴.

3 ......"الھدایۃ"، کتاب الذبائح، ج۲، ص۳۵۰.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۵.

6 ......حرم کے باہر۔ 7 ......یعنی حالتِ احرام میں ہونے والے فرد۔ 8 ......گھریلو ہو۔

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۵، وغیرہ.

گر پڑا کہ اوسے باقاعدہ ذبح نہ کرسکتے ہوں تو جس طرح ممکن ہو ذبح کرسکتے ہیں۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۹: ذبح میں عورت کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے یعنی مسلمہ یا کتابیہ عورت کا ذبیحہ حلال ہے اور مشرکہ و مرتدہ کا ذبیحہ حرام ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: گونگے کا ذبیحہ حلال ہے اگر وہ مسلم یا کتابی ہو اسی طرح اقلف کا یعنی جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور ابرص یعنی سپید داغ[3] والے کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: جن اگر انسان کی شکل میں ہو تو اس کا ذبیحہ جائز ہے اور انسانی شکل میں نہ ہو تو اوس کا ذبیحہ جائز نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: مجوسی نے آتش کدہ[6] کے لیے یا مشرک نے اپنے معبودان باطل کے لیے مسلمان سے جانور ذبح کرایا اور اس نے اللہ (عزوجل) کا نام لے کر جانور ذبح کیا یہ جانور حرام نہ ہوا مگر مسلمان کو ایسا کرنا مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مسلمان نے جانور ذبح کردیا اس کے بعد مشرک نے اوس پر چھری پھیری تو جانور حرام نہ ہوا کہ ذبح تو پہلے ہی ہوچکا اور اگر مشرک نے ذبح کرڈالا اس کے بعد مسلم نے چھری پھیری تو حرام ہی ہے اس کے چھری پھیرنے سے حلال نہ ہوگا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: ذبح کرنے میں قصداً بسم اللہ نہ کہی جانور حرام ہے اور اگر بھول کر ایسا ہوا جیسا کہ بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں بسم اللہ کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔[9] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۵: ذبح کرتے وقت بسم اللہ کے ساتھ غیر خدا کا نام بھی لیا اس کی دو صورتیں ہیں اگر بغیر عطف ذکر کیا ہے

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الذبائح، ج۲، ص۳۵۰.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه...إلخ، ج۵، ص۲۸۶.

3 ...... برص کی بیماری۔

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۷.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه...إلخ، ج۵، ص۲۸۶.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الذبائح، ج۹، ص۴۹۷.

6 ...... آگ کے پجاریوں کا عبادت خانہ۔

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه...إلخ، ج۵، ص۲۸۶.

8 ...... المرجع السابق، ص۲۸۷.

9 ...... "الهداية"، كتاب الذبائح، ج۲، ص۳۴۷.

مثلاً یوں کہا بسم اللہ محمد رسول اللہ یا بسم اللہ اللّٰھم تقبل من فلان ایسا کرنا مکروہ ہے مگر جانور حرام نہیں ہوگا۔ اور اگر عطف کے ساتھ دوسرے کا نام ذکر کیا مثلاً یوں کہا بسم اللہ واسم فلان اس صورت میں جانور حرام ہے کہ یہ جانور غیر خدا کے نام پر ذبح ہوا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ذبح سے پہلے مثلاً جانور کو لٹانے سے پہلے اس نے کسی کا نام لیا یا ذبح کرنے کے بعد نام لیا تو اس میں حرج نہیں جس طرح قربانی اور عقیقہ میں دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور قربانی میں اون لوگوں کے نام لیے جاتے ہیں جن کی طرف سے قربانی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے نام بھی لیے جاتے ہیں۔[1] (ہدایہ وغیرہا)۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ جو حرام ہے اوس کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کے وقت جب غیر خدا کا نام اس طرح لیا جائے گا اوس وقت حرام ہوگا اور وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ آگے پیچھے جب کبھی غیر خدا کا نام لے دیا جائے حرام ہو جاتا ہے بلکہ یہ لوگ تو مطلقاً ہر چیز کو حرام کہتے ہیں جس پر غیر خدا کا نام لیا جائے اون کا یہ قول غلط اور باطل محض ہے اگر ایسا ہو تو سب ہی چیزیں حرام ہو جائیں گی۔ کھانے پینے اور استعمال کی سب چیزوں پر لوگوں کے نام لے دیے جاتے ہیں اور ان سب کو حرام قرار دینا شریعت پر افترا اور مسلم کو زبردستی حرام کا مرتکب بنانا ہے معلوم ہوا کہ بعض مسلمان گائے، بکرا، مرغ جو اس لیے پالتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر کسی ولی اللہ کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے گا یہ جائز ہے اور جانور بھی حلال ہے اس کو مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل کرنا جہالت ہے کیونکہ مسلمان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اوس نے تَقَرُّب اِلٰی غَیْرِ اللہ کی نیت کی، ہٹ دھرمی اور سخت بدگمانی ہے مسلم ہرگز ایسا خیال نہیں رکھتا۔ عقیقہ اور ولیمہ اور ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے متعین کر لیتے ہیں کہ فلاں موقع اور فلاں کام کے لیے ذبح کیا جائے گا جس طرح یہ حرام نہیں ہے وہ بھی حرام نہیں۔

مسئلہ ۲۶: بسم اللہ کی (ہ) کو ظاہر کرنا چاہیے اگر ظاہر نہ کی جیسا کہ بعض عوام اس کا تلفظ اس طرح کرتے ہیں کہ (ہ) ظاہر نہیں ہوتی اور مقصود اللہ کا نام ذکر کرنا ہے تو جانور حلال ہے اور اگر یہ مقصود نہ ہو اور (ہ) کا چھوڑنا ہی مقصود ہو تو حلال نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: مستحب یہ ہے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے یعنی بسم اللہ اور اللہ اکبر کے درمیان واؤ نہ لائے اور اگر بسم اللہ واللہ اکبر واؤ کے ساتھ کہا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہوگا مگر بعض علماء اس طرح کہنے کو مکروہ بتاتے ہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

---

1. ......"الهداية"، كتاب الذبائح، ج ٢، ص ٣٤٨، وغيرها.
2. ......"ردالمحتار"، كتاب الذبائح، ج ٩، ص ٥٠٣.
3. ......"الدرالمختار"، كتاب الذبائح، ج ٩، ص ٥٠٣، وغيره.

مسئلہ ۲۸: بسم اللہ کسی دوسرے مقصد سے پڑھی اور جانور کو ذبح کر دیا تو جانور حلال نہیں اور اگر زبان سے بسم اللہ کہی اور دل میں یہ نیت حاضر نہیں کہ جانور ذبح کرنے کے لیے بسم اللہ کہتا ہوں تو جانور حلال ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: ذبح اختیاری میں شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھے یہاں مذبوح پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے یعنی جس جانور کو ذبح کرنے کے لیے بسم اللہ پڑھی اوسی کو ذبح کر سکتے ہیں دوسرا جانور اس تسمیہ سے حلال نہ ہوگا مثلاً بکری ذبح کرنے کے لیے لٹائی اور اس کے ذبح کرنے کو بسم اللہ پڑھی مگر اس کو ذبح نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ دوسری بکری ذبح کردی یہ حلال نہیں ہوئی یہ ضرور نہیں کہ جس چھری سے ذبح کرنا چاہتا تھا اور بسم اللّٰہ پڑھ لی تو اوسی سے ذبح کرے بلکہ دوسری چھری سے بھی ذبح کر سکتا ہے اور شکار کرنے میں آلہ پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے یعنی اوسی آلہ سے شکار کرنا ہوگا دوسرے سے کرے گا حلال نہ ہوگا مثلاً تیر چھوڑنا چاہتا ہے اور بسم اللہ پڑھی مگر اس کو رکھ دیا دوسرا تیر چلایا تو جانور حلال نہیں اور اگر جس جانور کو تیر سے مارنا چاہتا ہے اوس کو تیر نہیں لگا دوسرا جانور اس تیر سے مارا تو یہ حلال ہے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۰: خود ذبح کرنے والے کو بسم اللہ کہنا ضرور ہے دوسرے کا کہنا اس کے کہنے کے قائم مقام نہیں یعنی دوسرے کے بسم اللہ پڑھنے سے جانور حلال نہ ہوگا جبکہ ذابح نے قصداً[3] ترک کیا ہو اور دو شخصوں نے ذبح کیا تو دونوں کا پڑھنا ضروری ہے ایک نے قصداً ترک کیا تو جانور حرام ہے۔[4] (ردالمحتار) معین ذابح سے یہی مراد ہے کہ ذبح کرنے میں اوس کا معین ہو یعنی دونوں نے مل کر ذبح کیا ہو دونوں نے چھری پھیری ہو مثلاً ذابح کمزور ہے کہ اوس کی تنہا قوت کام نہیں دے گی دوسرے نے بھی شرکت کی دونوں نے مل کر چھری چلائی۔ اگر دوسرا شخص جانور کو فقط پکڑے ہوئے ہے تو یہ معین ذابح نہیں اس کے پڑھنے نہ پڑھنے کو کچھ دخل نہیں۔ یہ اگر پڑھتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ ذابح کو بسم اللہ یاد آجائے اور پڑھ لے۔

مسئلہ ۳۱: بسم اللہ کہنے اور ذبح کرنے کے درمیان طویل فاصلہ نہ ہو اور مجلس بدلنے نہ پائے اگر مجلس بدل گئی اور عمل کثیر بیچ میں پایا گیا تو جانور حلال نہ ہوا۔ ایک لقمہ کھایا یا ذرا سا پانی پیا یا چھری تیز کر لی یہ عمل قلیل ہے جانور اس صورت میں حلال ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰٤.
2. ......"الهداية"، کتاب الذبائح، ج۲، ص۳٤۷.
3. ......یعنی جان بوجھ کر۔
4. ......"ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۲، ص۵۰٤.
5. ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰٤.

مسئلہ ۳۲: دو بکریوں کو نیچے اوپر لٹا کر دونوں کو ایک ساتھ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا دونوں حلال ہیں اور اگر ایک کو ذبح کر کے فوراً دوسری کو ذبح کرنا چاہتا ہے تو اوس کو پھر بسم اللہ پڑھنی ہوگی پہلے جو پڑھ چکا ہے وہ دوسری کے لیے کافی نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: بکری ذبح کے لیے لٹائی تھی بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنا چاہتا تھا کہ وہ اوٹھ کر بھاگ گئی پھر اوسے پکڑ کے لایا اور لٹایا تو اب پھر بسم اللہ پڑھے پہلے کا پڑھنا ختم ہوگیا۔ یوہیں بکریوں کا گلہ[2] دیکھا اور بسم اللہ پڑھ کر اون میں سے ایک بکری پکڑ لایا اور ذبح کر دی اس وقت قصداً بسم اللہ ترک کر دی یہ خیال کر کے کہ پہلے پڑھ چکا ہے بکری حرام ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: پلاؤ جانور اگر بھاگ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے تو اس کے لیے ذبح اضطراری ہے یعنی تیر یا نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح بسم اللہ پڑھ کر ماریں اور اس کے لیے گردن میں ہی ذبح کرنا ضرور نہیں بلکہ جس جگہ بھی زخمی کر دیا جائے کافی ہے۔ یوہیں اگر جانور کوئیں میں گر گیا اوس کو نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح بسم اللہ کہہ کر ہلاک کر دیں ذبح ہوگیا۔ اسی طرح اگر جانور اس پر حملہ آور ہوا جیسا کہ بھینسے اور سانڈ اکثر حملہ کر دیتے ہیں ان کو بھی اوسی طرح ذبح کیا جاسکتا ہے اور اگر محض اپنے سے دفع کرنے کے لیے اوسے نیزہ مارا ذبح کرنا مقصود نہ تھا تو جانور حرام ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: آبادی میں اگر بکری بھاگ گئی تو اس کے لیے ذبح اضطراری نہیں ہے کہ بکری پکڑی جاسکتی ہے اور میدان میں بھاگ گئی تو ذبح اضطراری ہوسکتا ہے اور گائے، بیل، اونٹ اگر بھاگ جائیں تو آبادی اور جنگل دونوں کا ان کے لیے یکساں حکم ہے ہوسکتا ہے کہ آبادی میں بھی ان کے پکڑنے پر قدرت نہ ہو۔[5] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۳۶: مرغی اوڑ کر درخت پر چلی گئی اگر وہاں تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور بسم اللہ پڑھ کر اوسے تیر مار کر ہلاک کیا اگر اوس کے جاتے رہنے کا اندیشہ نہ تھا تو نہ کھائی جائے اور اندیشہ تھا تو کھا سکتے ہیں کہ اس صورت میں ذبح اضطراری ہوسکتا ہے۔ کبوتر اوڑ گیا اگر وہ مکان پر واپس آسکتا ہے اور اوسے تیر سے مارا اگر تیر جائے ذبح پر لگا

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الذبائح، ج۹، ص٥٠٤.

2 ......بکریوں کا ریوڑ۔

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الذبائح، الباب الاول فى ركنه...إلخ، ج٥، ص٢٨٩.

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الذبائح، ج۹، ص٥٠٥.

5 ......"الهداية"، كتاب الذبائح، ج٢، ص٣٥٠، وغيرها.

کھایا جاسکتا ہے ورنہ نہیں اگر وہ واپس نہیں آسکتا تو بہر صورت کھایا جاسکتا ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۷: ہرن کو پال لیا وہ اتفاق سے جنگل میں چلا گیا کسی نے بسم اللہ کہہ کر اوس سے تیر مارا اگر تیر ذبح کی جگہ پر لگا حلال ہے ورنہ نہیں ہاں اگر وحشی ہوگیا اور اب بغیر شکار کیے ہاتھ نہ آئے گا تو جہاں بھی لگے حلال ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۳۸: گائے یا بکری ذبح کی اور اس کے پیٹ میں بچہ نکلا اگر وہ زندہ ہے ذبح کردیا جائے حلال ہوجائے گا اور مرا ہوا ہے تو حرام ہے اوس کی ماں کا ذبح کرنا اوس کے حلال ہونے کے لیے کافی نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۹: بلی نے مرغی کا سر کاٹ لیا اور وہ ابھی زندہ ہے پھڑک رہی ہے ذبح نہیں کی جاسکتی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: جانور کو دن میں ذبح کرنا بہتر ہے اور مستحب یہ ہے کہ ذبح سے پہلے چھری تیز کرلے کند چھری یا ایسی چیزوں سے ذبح کرنے سے بچے جس سے جانور کو ایذا ہو۔[5] (عالمگیری)

حلال و حرام جانوروں کا بیان

حدیث ۱: ترمذی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے دن کیلے والے درندہ سے اور پنجہ والے پرند سے اور گھریلو گدھے اور مجثمہ اور خلیسہ سے ممانعت فرمائی اور حاملہ عورت جب تک وضع حمل نہ کرلے اس کی وطی سے ممانعت فرمائی یعنی حاملہ لونڈی کا مالک ہوا یا زانیہ عورت حاملہ سے نکاح کیا تو جب تک وضع حمل نہ ہو اوس سے وطی نہ کرے۔ مجثمہ یہ ہے کہ پرند یا کسی جانور کو باندھ کر اوس پر تیر مارا جائے۔ خلیسہ یہ ہے کہ بھیڑیے یا کسی درندہ نے جانور پکڑا اوس سے کسی نے چھین لیا اور ذبح سے پہلے وہ مرگیا۔[6]

حدیث ۲: ابوداود و دارمی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنین (پیٹ کے بچہ) کا ذبح اوس کی ماں کے ذبح کی مثل ہے''۔[7]

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصید و الذبائح، ج٤، ص٣٣٨.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج٩، ص٥٠٧، وغیرہ.

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنه... إلخ، ج٥، ص٢٨٧.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"جامع الترمذي"، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في كراهية أكل المصبورة، الحديث: ١٤٧٩، ج٣، ص١٥٠.

7 ......"سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب ما جاء في ذكاة الجنين، الحديث: ٢٨٢٨، ج٣، ص١٣٨.

حدیث۳: احمد ونسائی ودارمی عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس نے چڑیا یا کسی جانور کو ناحق قتل کیا اوس سے اللہ تعالٰی قیامت کے دن سوال کریگا عرض کیا گیا یارسول اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) اوس کا حق کیا ہے فرمایا کہ ''اوس کا حق یہ ہے کہ ذبح کرے اور کھائے یہ نہیں کہ سر کاٹے اور پھینک دے۔''[1]

حدیث۴: ترمذی وابوداود ابوواقد لیثی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں جب نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم مدینہ میں تشریف لائے اس زمانہ میں یہاں کے لوگ زندہ اونٹ کا کوہان کاٹ لیتے اور زندہ دنبہ کی چکی کاٹ لیتے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''زندہ جانور کا جو ٹکڑا کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے کھایا نہ جائے''۔[2]

حدیث۵: دارقطنی جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''دریا کے جانور (مچھلی) کو خدا نے حلال کر دیا ہے''۔[3]

حدیث۶: صحیح بخاری ومسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی انھوں نے حمار وحشی (گورخر) دیکھا اوس کا شکار کیا حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس اوس کے گوشت میں کا کچھ ہے''؟ عرض کی ہاں اوس کی ران ہے اوس کو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے قبول فرمایا اور کھایا۔[4]

حدیث۷: صحیح بخاری ومسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں ہم نے مَرّ الظَّهْرَان[5] میں خرگوش بھگا کر پکڑا میں اوس کو ابوطلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لایا انھوں نے ذبح کیا اور اوس کی پٹھ اور رانیں حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی خدمت میں بھیجیں حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے قبول فرمائیں۔[6]

حدیث۸: صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔[7]

---

1. ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو، الحديث: ٦٥٦٢، ج٢، ص٥٦٧.
   و"سنن النسائي"، كتاب الصيد... إلخ، باب إباحة أكل العصافير، الحديث: ٤٣٥٥، ص٧٠٧.
2. ......"جامع الترمذي"، كتاب الأطعمة، باب ما قطع من الحي... إلخ، الحديث: ١٤٨٥، ج٣، ص١٥٣.
3. ......"سنن الدارقطني"، كتاب الأشربة وغيرها، باب الصيد... إلخ، الحديث: ٤٦٦٦، ج٤، ص٣١٧.
4. ......"صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، الحديث: ٥٧-(١١٩٦) و٦٣-(١١٩٦)، ص٦١١، ٦١٣.
5. ......مکۂ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام۔
6. ......"صحيح البخاري"، كتاب الذبائح... إلخ، باب ما جاء في التصيد، الحديث: ٥٤٨٩، ج٣، ص٥٥٤.
7. ......"صحيح البخاري"، كتاب الذبائح... إلخ، باب الدجاج، الحديث: ٥٥١٧، ج٣، ص٥٦٣.

حدیث ۹: صحیحین میں عبداللہ بن ابی اَوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے ساتھ سات غزوے میں تھے ہم حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کی موجودگی میں ٹڈی کھاتے تھے۔[1]

حدیث ۱۰: صحیحین میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں جیش الخبط[2] میں گیا تھا اور امیر لشکر ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ہمیں بہت سخت بھوک لگی تھی دریا نے مری ہوئی ایک مچھلی پھینکی کہ ویسی مچھلی ہم نے نہیں دیکھی اوس کا نام عنبر ہے ہم نے آدھے مہینے تک اوسے کھایا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوس کی ایک ہڈی کھڑی کی بعض روایت میں ہے پسلی کی ہڈی تھی اوس کی کجی اتنی تھی کہ اوس کے نیچے سے اونٹ مع سوار گزر گیا جب ہم واپس آئے تو حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) سے ذکر کیا فرمایا: ''کھاؤ اللہ (عزوجل) نے تمہارے لیے رزق بھیجا ہے اور تمہارے پاس ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ'' ہم نے اوس میں سے حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کے پاس بھیجا حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے تناول فرمایا۔[3]

حدیث ۱۱و۱۲: صحیح بخاری ومسلم میں ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے وزغ (چھپکلی اور گرگٹ) کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ ''ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے کافروں نے جو آگ جلائی تھی اوسے یہ پھونکتا تھا''[4] اور صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت ہے اوس میں یہ بھی ہے کہ اس کا نام حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے فُوَیْسِق رکھا[5] یعنی چھوٹا فاسق یا بڑا فاسق اس لفظ میں دونوں معنی کا احتمال ہے۔

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الذبائح... إلخ، باب أکل الجراد، الحدیث: ٥٤٩٥، ج٣، ص٥٥٧.

2 ...... اس لشکر میں جب توشہ کی کمی ہوئی تو سب کے پاس جو کچھ تھا اکٹھا کرلیا گیا روزانہ فی کس ایک مٹھی کھجور ملتی جب اور کمی ہوئی تو روزانہ ایک کھجور ملتی جس کو صحابہ کرام منھ میں رکھ کر کچھ چوس کر نکال لیتے اور رکھ لیتے پھر اوپر سے پانی پی لیتے اسی ایک کھجور کو چوس چوس کر ایک دن رات گزارتے اور شدت گُرُسنگی (بھوک) سے درختوں کے پتے جھاڑ کر کھاتے جس سے اون کے منھ چھل گئے اور زخمی ہوگئے اسی وجہ سے اس کا نام جیش الخبط ہے کہ خبط درختوں کے پتوں کو کہتے ہیں جو جھاڑ لیے جاتے ہیں اور پتوں کے کھانے کی وجہ سے اونٹ اور بکری کی مینگنی کی طرح اون کو حاجت ہوتی۔ خدا (تعالیٰ) نے اپنا کرم کیا کہ ساحل پر ٹیلے برابر کی یہ عنبر مچھلی اون کو ملی جس کی آنکھوں کے حلقے سے مٹکے برابر چربی نکلی اوس کو پندرہ دن تک یا ایک ماہ تک جیسا کہ دوسری روایت میں ہے اون حضرات نے کھایا۔ اس واقعہ کو مختصر طور پر بیان کرنے کا یہ مقصد بھی ہے کہ مسلمان دیکھیں اور غور کریں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام کی تبلیغ واشاعت میں کیسی کیسی تکالیف برداشت کیں انھیں حضرات کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام اپنی کمال تابانی سے تمام عالم کو منور کررہا ہے۔ ۱۲ منہ

3 ...... "صحیح البخاري"، کتاب المغازی، باب غزوۃ سِیفِ البحر... إلخ، الحدیث: ٤٣٦٠ و ٤٣٦٢، ج٣، ص١٢٧، ١٢٨.

4 ...... "صحیح البخاري"، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً﴾، الحدیث: ٣٣٥٩، ج٢، ص٤٢٣.

5 ...... "صحیح مسلم"، کتاب السلام، باب إستحباب قتل الوزغ، الحدیث: ١٤٤ ـ (٢٢٣٨)، ص١٢٣٠.

حدیث ۱۳: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو چھپکلی یا گرگٹ کو پہلی ضرب میں مارے اوس کے لیے سَو نیکیاں اور دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم۔''[1]

حدیث ۱۴: ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے جلّالہ[2] اور اس کا دودھ کھانے سے منع فرمایا۔[3]

حدیث ۱۵: ابوداود نے عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔[4]

حدیث ۱۶: ابوداود و ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے بلی کھانے سے اور اس کے ثمن کھانے سے منع فرمایا۔[5]

حدیث ۱۷: امام احمد و ابن ماجہ و دار قطنی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''ہمارے لیے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں۔ دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔''[6]

حدیث ۱۸: ابوداود و ترمذی جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''دریا نے جس مچھلی کو پھینک دیا ہو اور وہاں سے پانی جاتا رہا اوسے کھاؤ اور جو پانی میں مرکر تیر جائے اوسے نہ کھاؤ۔''[7]

حدیث ۱۹: شرح السنہ میں زید بن خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مرغ کو برا کہنے سے منع فرمایا کیونکہ وہ نماز کے لیے اذان کہتا ہے یا خبردار کرتا ہے[8] اور ابوداود کی روایت میں ہے کہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔[9]

تنبیہ: گوشت یا جو کچھ غذا کھائی جاتی ہے وہ جزو بدن ہو جاتی ہے اور اوس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور چونکہ بعض جانوروں میں مذموم صفات پائے جاتے ہیں اون جانوروں کے کھانے میں اندیشہ ہے کہ انسان بھی اون بری صفتوں کے

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب إستحباب قتل الوزغ، الحديث: ١٤٧ ـ (٢٢٤٠)، ص ١٢٣٠.

2 ...... گندگی کھانے والا جانور۔

3 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الأطعمة، باب ما جاء في أكل لحوم الجلالة وألبانها، الحديث: ١٨٣١، ج٣، ص ٣٢٤.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب في أكل الضب، الحديث: ٣٧٩٦، ج٣، ص ٤٩٦.

5 ...... "جامع الترمذى"، كتاب البيوع، باب ماجاء في ثمن الكلب والسنّور، الحديث: ١٢٨٤، ج٣، ص ٤١.

6 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الأطعمة، باب الكبد والطحال، الحديث: ٣٣١٤، ج٤، ص ٣٢.

7 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب في أكل الطافي من السمك، الحديث: ٣٨١٥، ج٣، ص ٥٠٢.

8 ...... "شرح السنة"، كتاب الطب والرقى، باب الديك، الحديث: ٣١٦٣، ج٦، ص ٢٨٨ ـ ٢٨٩.

9 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب ماجاء فى الديك والنهائم، الحديث: ٥١٠١، ج٤، ص ٤٢٢.

ساتھ متصف ہو جائے لہٰذا انسان کو اون کے کھانے سے منع کیا گیا حلال و حرام جانوروں کی تفصیل دشوار ہے۔ یہاں چند کلیات بیان کیے جاتے ہیں جن کے ذریعہ سے جزئیات جانے جاسکتے ہیں۔

مسئلہ ۱: کیلے والا[1] جانور جو کیلے سے شکار کرتا ہو حرام ہے جیسے شیر، گیدڑ، لومڑی، بِجّو، کتا وغیرہا کہ ان سب میں کیلے ہوتے ہیں اور شکار بھی کرتے ہیں۔ اونٹ کے کیلا ہوتا ہے مگر وہ شکار نہیں کرتا لہٰذا وہ اس حکم میں داخل نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: پنجہ والا پرند جو پنجہ سے شکار کرتا ہے حرام ہے جیسے شکرا، باز، بَہری، چیل۔ حشرات الارض حرام ہیں جیسے چوہا، چھپکلی، گرگٹ، گھونس، سانپ، بچھو، بر[3]، مچھر، پسو، کھٹمل، مکھی، کلی، مینڈک وغیرہا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: گھریلو گدھا اور خچر حرام ہے اور جنگلی گدھا جسے گورخر کہتے ہیں حلال ہے گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں یہ آلۂ جہاد ہے اس کے کھانے میں تقلیل آلۂ جہاد ہوتی ہے لہٰذا نہ کھایا جائے۔[5] (درمختار وغیرہا)

مسئلہ ۴: کچھوا خشکی کا ہو یا پانی کا حرام ہے۔ غراب ابقع یعنی کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے۔ اور مہوکا کہ یہ بھی کوے سے ملتا جلتا ایک جانور[6] ہوتا ہے حلال ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے۔ جو مچھلی پانی میں مر کر تیر گئی یعنی جو بغیر مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر اولٹ گئی وہ حرام ہے مچھلی کو مارا اور وہ مر کر اولٹی تیرنے لگی یہ حرام نہیں۔[8] (درمختار) ٹِڈی بھی حلال ہے۔ مچھلی اور ٹڈی یہ دونوں بغیر ذبح حلال ہیں جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ دو۲ مردے حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی۔

مسئلہ ۶: پانی کی گرمی یا سردی سے مچھلی مرگئی یا مچھلی کو ڈورے میں باندھ کر پانی میں ڈال دیا اور مرگئی یا جال میں پھنس کر مرگئی یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس سے مچھلیاں مرگئیں اور یہ معلوم ہے کہ اوس چیز کے ڈالنے سے مریں یا گھڑے یا گڑھے میں مچھلی پکڑ کر ڈال دی اور اوس میں پانی تھوڑا تھا اس وجہ سے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مرگئی ان سب

---

1 ......نوکیلے دانتوں والا۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۷.

3 ......بھڑ۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۸.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۸، وغیرھا.

6 ......یعنی پرندہ۔

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۰۹.

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۱.

صورتوں میں وہ مری ہوئی مچھلی حلال ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں اسی بنا پر اس کی حلت وحرمت میں بھی اختلاف ہے بظاہر اوس کی صورت مچھلی کی سی نہیں معلوم ہوتی بلکہ ایک قسم کا کیڑا معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔

مسئلہ ۸: چھوٹی مچھلیاں بغیر شکم چاک کیے بھون لی گئیں ان کا کھانا حلال ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مچھلی کا پیٹ چاک کیا اوس میں موتی نکلا اگر یہ سیپ کے اندر ہے تو مچھلی والا اس کا مالک ہے۔ شکاری نے مچھلی بیچ ڈالی ہے تو وہ موتی مشتری کا ہے اور اگر موتی سیپ میں نہیں ہے تو مشتری شکاری کو دے دے اور یہ لقطہ ہے۔ اور مچھلی کے شکم میں انگوٹھی یا روپیہ یا اشرفی یا کوئی زیور ملا تو لقطہ ہے اگر یہ شخص خود محتاج وفقیر ہے تو اپنے صرف میں لاسکتا ہے[3] ورنہ تصدق کردے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: بعض گائیں، بکریاں غلیظ کھانے لگتی ہیں ان کو جلّالہ کہتے ہیں اس کے بدن اور گوشت وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس کو کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بدبو جاتی رہے ذبح کر کے کھائیں اسی طرح جو مرغی غلیظ کھانے کی عادی ہو اوسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کر کے کھائیں۔ جو مرغیاں چھوٹی پھرتی ہیں ان کو بند کرنا ضروری نہیں جبکہ غلیظ کھانے کی عادی نہ ہوں اور ان میں بدبو نہ ہو ہاں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی بند رکھ کر ذبح کریں۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اوس میں ایسی سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لیے بدبودار ہو جاتا ہے اس کا بھی حکم وہی ہے جو جلالہ کا ہے کہ اگر اس کے گوشت سے بدبو دفع ہو گئی تو کھا سکتے ہیں ورنہ مکروہ وممنوع۔

مسئلہ ۱۲: بکری کے بچہ کو کتیا کا دودھ پلاتا رہا اس کا بھی حکم جلالہ کا ہے کہ چند روز تک اوسے باندھ کر چارہ کھلائیں کہ وہ اثر جاتا رہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۲.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۵.

3 ......یعنی تشہیر کے بعد اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۵.

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان مایؤ کل...إلخ، ج۵، ص۲۸۹، ۲۹۰.
و"ردالمحتار"، کتاب الذبائح، ج۹، ص۵۱۱.

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان مایؤ کل...إلخ، ج۵، ص۲۹۰.

مسئلہ ۱۳: بکری سے کتے کی شکل کا بچہ پیدا ہوا اگر وہ بھونکتا ہے تو نہ کھایا جائے اور اگر اوس کی آواز بکری کی طرح ہے کھایا جاسکتا ہے اور اگر دونوں طرح آواز دیتا ہے تو اوس کے سامنے پانی رکھا جائے اگر زبان سے چاٹے کتا ہے اور مونھ سے پیے تو بکری ہے اور اگر دونوں طرح پانی پیے تو اوس کے سامنے گھاس اور گوشت دونوں چیزیں رکھیں گھاس کھائے تو بکری مگر اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا جائے کھایا نہ جائے اور گوشت کھائے تو کتا ہے اور اگر دونوں چیزیں کھائے تو اوسے ذبح کر کے دیکھیں اوس کے پیٹ میں معدہ ہے تو کھاسکتے ہیں اور نہ ہو تو نہ کھائیں۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴: جانور کو ذبح کیا وہ اٹھ کر بھاگا اور پانی میں گر کر مر گیا یا اونچی جگہ سے گر کر مر گیا اوس کے کھانے میں حرج نہیں کہ اوس کی موت ذبح ہی سے ہوئی پانی میں گرنے یا لڑھکنے کا اعتبار نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: زندہ جانور سے اگر کوئی ٹکڑا کاٹ کر جدا کر لیا گیا مثلاً دنبہ کی چکی کاٹ لی یا اونٹ کا کوہان کاٹ لیا یا کسی جانور کا پیٹ پھاڑ کر اوس کی کلیجی نکال لی یہ ٹکڑا حرام ہے۔ جدا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ گوشت سے جدا ہو گیا اگرچہ ابھی چمڑا لگا ہوا ہو اور اگر گوشت سے اس کا تعلق باقی ہے تو مردار نہیں یعنی اس کے بعد اگر جانور کو ذبح کر لیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جاسکتا ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: جانور کو ذبح کر لیا ہے مگر ابھی اوس میں حیاۃ باقی ہے اوس کا کوئی ٹکڑا کاٹ لیا یہ حرام نہیں کہ ذبح کے بعد اوس جانور کا زندوں میں شمار نہیں اگرچہ جب تک جانور ذبح کے بعد ٹھنڈا نہ ہو جائے اوس کا کوئی عضو کاٹنا مکروہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: شکار پر تیر چلایا اوس کا کوئی ٹکڑا کٹ کر جدا ہو گیا اگر وہ ایسا عضو ہے کہ بغیر اوس کے جانور زندہ رہ سکتا ہے تو اوس کا کھانا حرام ہے اور اگر بغیر اوس کے زندہ نہیں رہ سکتا مثلاً سر جدا ہو گیا تو سر بھی کھایا جائے گا اور وہ جانور بھی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: زندہ مچھلی میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا یہ حلال ہے اور اس کاٹنے سے اگر مچھلی پانی میں مرگئی تو وہ بھی حلال ہے۔[6] (ہدایہ)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الذبائح،الباب الثالث فی المتفرقات،ج٥،ص ٢٩٠.
و"الدرالمختار"، كتاب الذبائح،ج٩،ص٥١٨.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الذبائح،الباب الثالث فی المتفرقات،ج٥،ص ٢٩٠.

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الذبائح،ج٩،ص٥١٦۔٥١٧.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الذبائح،ج٩،ص٥١٧.

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الذبائح،الباب الثالث فی المتفرقات،ج٥،ص ٢٩١.

6 ......"الهداية"، كتاب الذبائح،فصل فيمايحل أكله...إلخ،ج٢،ص ٣٥٤.

مسئلہ ۱۹: کسی نے دوسرے سے اپنے جانور کے متعلق کہا اسے ذبح کر دو اوس نے اوس وقت ذبح نہیں کیا مالک نے وہ جانور کسی کے ہاتھ بیچ ڈالا اب اوس نے ذبح کر دیا اس کو تاوان دینا ہوگا اور جس نے اس سے ذبح کرنے کو کہا تھا تاوان کی رقم اوس سے واپس نہیں لے سکتا ذبح کرنے والے کو بیع کا علم ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ذبح شرعی سے اون کا گوشت اور چربی اور چمڑا پاک ہو جاتا ہے مگر خنزیر کہ اس کا ہر جز نجس ہے اور آدمی اگرچہ طاہر ہے اس کا استعمال ناجائز ہے۔[2] (درمختار) ان جانوروں کی چربی وغیرہ کو اگر کھانے کے سوا خارجی طور پر استعمال کرنا چاہیں تو ذبح کر لیں کہ اس صورت میں اوس کے استعمال سے بدن یا کپڑا نجس نہیں ہوگا اور نجاست کے استعمال کی قباحت سے بھی بچنا ہوگا۔

اضحیہ یعنی قربانی کا بیان

مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے اور کبھی اوس جانور کو بھی اضحیہ اور قربانی کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لیے باقی رکھی گئی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا، ارشاد فرمایا:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ ﴾[3]

''تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔''

اس کے متعلق پہلے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں پھر فقہی مسائل بیان ہوں گے۔

حدیث ۱: ابوداود، ترمذی و ابن ماجہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا اس کو خوش دلی سے کرو۔''[4]

حدیث ۲: طبرانی حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) نے

---

1. ......''الفتاوی الهندية''، كتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات، ج٥، ص٢٩١.
2. ......''الدرالمختار''، كتاب الذبائح، ج٩، ص٥١٣.
3. ......پ ٣٠، الكوثر: ٢.
4. ......''جامع الترمذي''، كتاب الأضاحی، باب ماجاء في فضل الأضحية، الحديث: ١٤٩٨، ج٣، ص١٦٢.

فرمایا: ''جس نے خوشیِ دل سے طالبِ ثواب ہوکر قربانی کی وہ آتشِ جہنم سے حجاب (روک) ہوجائے گی۔''(1)

حدیث ۳: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا: ''جو روپیہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔''(2)

حدیث ۴: ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔''(3)

حدیث ۵: ابن ماجہ نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) یہ قربانیاں کیا ہیں فرمایا کہ ''تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے'' لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے فرمایا: ''ہر بال کے مقابل نیکی ہے عرض کی اُون کا کیا حکم ہے فرمایا: ''اُون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔''(4)

حدیث ۶: صحیح بخاری میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''سب سے پہلے جو کام آج ہم کریں گے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھیں پھر اوس کے بعد قربانی کریں گے جس نے ایسا کیا اوس نے ہماری سنت (طریقہ) کو پالیا اور جس نے پہلے ذبح کرلیا وہ گوشت ہے جو اوس نے پہلے سے اپنے گھر والوں کے لیے طیار کرلیا قربانی سے اوسے کچھ تعلق نہیں۔'' ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور یہ پہلے ہی ذبح کرچکے تھے (اس خیال سے کہ پڑوس کے لوگ غریب تھے انھوں نے چاہا کہ اون کو گوشت مل جائے) اور عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) میرے پاس بکری کا چھ ماہہ ایک بچہ ہے فرمایا: ''تم اوسے ذبح کرلو اور تمہارے سوا کسی کے لیے چھ ماہہ بچہ کفایت نہیں کرے گا۔''(5)

حدیث ۷: امام احمد وغیرہ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''آج کے دن جو کام ہم کو پہلے کرنا ہے وہ نماز ہے اوس کے بعد قربانی کرنا ہے جس نے ایسا کیا وہ ہماری سنت کو پہنچا اور جس نے پہلے ذبح کرڈالا وہ گوشت ہے جو اوس نے اپنے گھر والوں کے لیے پہلے ہی سے کرلیا۔ نسک یعنی قربانی سے اوس کو کچھ تعلق نہیں۔''(6)

---

(1) ......"المعجم الكبير"، الحديث: ٢٧٣٦، ج٣، ص٨٤.

(2) ......"المعجم الكبير"، الحديث: ١٠٨٩٤، ج١١، ص١٤-١٥.

(3) ......"سنن ابن ماجة"، كتاب الأضاحي، باب الأضاحي واجبة هي أم لا، الحديث: ٣١٢٣، ج٣، ص٥٢٩.

(4) ......المرجع السابق، باب ثواب الأضحية، الحديث: ٣١٢٧، ص٥٣١.

(5) ......"صحيح البخاري"، كتاب الأضاحي، باب سنة الأضحية، الحديث: ٥٥٤٥، ج٣، ص٥٧١.

(6) ......"المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند الكوفيين، حديث البراء بن عازب، الحديث: ١٨٧١٥، ج٦، ص٤٤٤، وغيره.

حدیث ۸: امام مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے حکم فرمایا کہ ''سینگ والا مینڈھا لایا جائے جو سیاہی میں چلتا ہو اور سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں نظر کرتا ہو یعنی اوس کے پاؤں سیاہ ہوں اور پیٹ سیاہ ہو اور آنکھیں سیاہ ہوں وہ قربانی کے لیے حاضر کیا گیا حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''عائشہ چھری لاؤ پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرلو پھر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے چھری لی اور مینڈھے کو لٹایا اور اوسے ذبح کیا پھر فرمایا:

''بِسْمِ اللہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ. وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ.''[1]

الٰہی تو اس کو محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی طرف سے اور اون کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما۔

حدیث ۹: امام احمد و ابوداود و ابن ماجہ و دارمی جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے ذبح کے دن دو مینڈھے سینگ والے چت کبرے خصی کیے ہوئے ذبح کیے جب اون کا مونھ قبلہ کو کیا یہ پڑھا:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَرُ.[2]

اس کو پڑھ کر ذبح فرمایا''[3] اور ایک روایت میں ہے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے یہ فرمایا کہ ''الٰہی یہ میری طرف سے ہے اور میری امت میں اوس کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔''[4]

حدیث ۱۰: امام بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ ''رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے دو مینڈھے چت کبرے سینگ والوں کی قربانی کی اونھیں اپنے دست مبارک سے ذبح کیا اور بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَر کہا، کہتے ہیں میں نے حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کو دیکھا کہ اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا اور بِسْمِ اللہِ وَاللہُ اَکْبَر کہا۔''[5]

حدیث ۱۱: ترمذی میں حنش سے مروی وہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے کی قربانی

---

1. ''صحیح مسلم''، کتاب الأضاحی، باب إستحباب إستحسان الضحیۃ...إلخ، الحدیث: ۱۹۔(۱۹۶۷) ص۱۰۸۷.
2. میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ملت ابراہیمی پر ایک اسی کا ہو کر، اور میں مشرکوں میں نہیں۔ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ (عزوجل) کے لئے ہے جو رب (ہے) سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں ہوں، الٰہی یہ تیری توفیق سے ہے اور تیرے لیے ہی ہے محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) اور آپ کی امت کی طرف سے، بسم اللہ واللہ اکبر۔
3. ''سنن أبي داود''، کتاب الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا، الحدیث: ۲۷۹۵، ج۳، ص۱۲۶.
4. ''سنن أبي داود''، کتاب الضحایا، باب في الشاۃ یضحی بھا عن جماعۃ، الحدیث: ۲۸۱۰، ج۳، ص۱۳۱.
5. ''صحیح مسلم''، کتاب الأضاحی، باب إستحباب إستحسان الضحیۃ...إلخ، الحدیث: ۱۷(۱۹۶۶)، ۱۸(۱۹۶۶) ص۱۰۸۶.

کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا اونھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (1)

حدیث ۱۲: ابوداود ونسائی عبد اللہ بن عَمْرو رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''مجھے یوم اضحیٰ کا حکم دیا گیا اس دن کو خدا نے اس امت کے لیے عید بنایا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) یہ بتایئے اگر میرے پاس منیحہ (2) کے سوا کوئی جانور نہ ہو تو کیا اوسی کی قربانی کردوں فرمایا: ''نہیں۔ ہاں تم اپنے بال اور ناخن ترشواؤ اور مونچھیں ترشواؤ اور موئے زیر ناف کو مونڈو اسی میں تمہاری قربانی خدا کے نزدیک پوری ہو جائے گی''(3) یعنی جس کو قربانی کی توفیق نہ ہو اوسے ان چیزوں کے کرنے سے قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

حدیث ۱۳: مسلم و ترمذی ونسائی وابن ماجہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا اور اوس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہے تو جب تک قربانی نہ کرلے بال اور ناخنوں سے نہ لے یعنی نہ ترشوائے۔ (4)

حدیث ۱۴: طبرانی عبد اللہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''قربانی میں گائے سات کی طرف سے اور اونٹ سات کی طرف سے ہے۔''(5)

حدیث ۱۵: ابوداود ونسائی وابن ماجہ مجاشع بن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''بھیڑ کا جذع (چھ مہینے کا بچہ) سال بھر والی بکری کے قائم مقام ہے۔''(6)

حدیث ۱۶: امام احمد نے روایت کی کہ حضور اقدس صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''افضل قربانی وہ ہے جو باعتبار قیمت اعلیٰ ہو اور خوب فربہ ہو۔ (7)

حدیث ۱۷: طبرانی ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے رات میں قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (8)

---

1 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الأضاحي، باب ماجاء في الأضحية... إلخ، الحديث: ۱۵۰۰، ج۳، ص۱۶۳.

2 ...... منیحہ اوس جانور کو کہتے ہیں جو دوسرے نے اسے اس لیے دیا ہے کہ یہ کچھ دنوں اوس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھائے پھر مالک کو واپس کردے، ۱۲منہ۔

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب ماجاء في إيجاب الأضاحي، الحديث: ۲۷۸۹، ج۳، ص۱۲۳.

4 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الأضاحي، باب ترك أخذ الشعرلمن أرادأن يضحّي، الحديث: ۱۵۲۸، ج۳، ص۱۷۷.

5 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ۱۰۰۲۶، ج۱۰، ص۸۳.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب ما يجوزمن السن في الضحايا، الحديث: ۲۷۹۹، ج۳، ص۱۲۷.

7 ...... "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، حديث جد أبي الأشد، الحديث: ۱۵۴۹۴، ج۵، ص۲۷۹.

8 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ۱۱۴۵۸، ج۱۱، ص۱۵۲.

حدیث ۱۸: امام احمد وغیرہ حضرت علی سے راوی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''چار قسم کے جانور قربانی کے لیے درست نہیں۔ کانا[1] جس کا کانا پن ظاہر ہے اور بیمار[2] جس کی بیماری ظاہر ہو اور لنگڑا[3] جس کا لنگ ظاہر ہے اور ایسا لاغر[4] جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو۔''(1) اسی کی مثل امام مالک و احمد و ترمذی و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ و دارمی براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی۔

حدیث ۱۹: امام احمد و ابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے کی قربانی سے منع فرمایا۔(2)

حدیث ۲۰: ترمذی و ابو داود و نسائی و دارمی حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''ہم جانوروں کے کان اور آنکھیں غور سے دیکھ لیں اور اوس کی قربانی نہ کریں جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہو اور نہ اوس کی جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہو نہ اوس کی جس کا کان پھٹا ہو یا کان میں سوراخ ہو۔''(3)

حدیث ۲۱: امام بخاری ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم عیدگاہ میں نحر و ذبح فرماتے تھے۔(4)

مسائل فقهیه

قربانی کئی قسم کی ہے۔ غنی[1] اور فقیر دونوں پر واجب، فقیر[2] پر واجب ہو غنی پر واجب نہ ہو، غنی[3] پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو۔ دونوں پر واجب ہو اوس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کی منت مانی یہ کہا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر بکری یا گائے کی قربانی کرنا ہے یا اس بکری یا اس گائے کو قربانی کرنا ہے۔ فقیر پر واجب ہو غنی پر نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ فقیر نے قربانی کے لیے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے اور غنی اگر خریدتا تو اس خریدنے سے قربانی اوس پر واجب نہ ہوتی۔ غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کا وجوب نہ خریدنے سے ہو نہ منت ماننے سے بلکہ خدا نے جو اسے زندہ رکھا ہے اس کے شکریہ میں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت کے اِحیا میں(5) جو قربانی واجب ہے وہ صرف غنی پر ہے۔(6) (عالمگیری)

---

(1)...... "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند الكوفيين، حديث البراء بن عازب، الحديث: ١٨٥٣٥، ج٦، ص٤٠٧، وغيره.

(2)...... "سنن ابن ماجة"، كتاب الأضاحي، باب ما يكره أن يضحى به، الحديث: ٣١٤٥، ج٣، ص٥٤٠.

(3)...... "جامع الترمذي"، كتاب الأضاحي، باب مايكره من الأضاحي، الحديث: ١٥٠٣، ج٣، ص١٦٥.

(4)...... "صحيح البخاري"، كتاب الأضاحي، باب الأضحى والنحر بالمصلّى، الحديث: ٥٥٥٢، ج٣، ص٥٧٣.

(5)...... یعنی سنت ابراہیمی کو قائم رکھنے کے لیے۔

(6)...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الاوّل في تفسيرها... إلخ، ج٥، ص٢٩١، ٢٩٢.

مسئلہ ۱: مسافر پر قربانی واجب نہیں اگر مسافر نے قربانی کی یہ تطوّع (نفل) ہے اور فقیر نے اگر نہ منت مانی ہو نہ قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہو اوس کا قربانی کرنا بھی تطوّع ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: بکری کا مالک تھا اور اوس کی قربانی کی نیت کر لی یا خریدنے کے وقت قربانی کی نیت نہ تھی بعد میں نیت کر لی تو اس نیت سے قربانی واجب نہیں ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں، اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں، تونگری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اوس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبادت مالیہ اوس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں۔ عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لیے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اوس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اوس کا باپ اپنے مال سے قربانی کرے گا۔ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اوس کی طرف سے اوس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: مسافر پر اگرچہ واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کر سکتا ہے ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں اون پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسے کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چونکہ یہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لیے جو وقت مقرر ہے اوس کے کسی حصہ میں شرائط کا پایا جانا وجوب کے لیے کافی ہے مثلاً ایک شخص ابتدائے وقت قربانی میں کافر تھا پھر مسلمان ہوگیا اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے اوس پر قربانی واجب ہے جبکہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں اسی طرح اگر غلام تھا اور آزاد ہوگیا اوس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ یوہیں اول وقت میں مسافر تھا اور اثنائے وقت میں مقیم ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہوگئی یا فقیر تھا اور وقت کے اندر مالدار ہوگیا اس پر بھی قربانی واجب ہے۔[5] (عالمگیری)

---

1. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الاوّل في تفسيرها...إلخ، ج٥، ص٢٩١.
2. ......المرجع السابق، ص٢٩١.
3. ......"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢٤، وغيره.
4. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢٤.
5. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الاوّل في تفسيرها...إلخ، ج٥، ص٢٩٣.

مسئلہ ۶: قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائے گئے قربانی واجب ہوگئی اور اس کا رکن اون مخصوص جانوروں میں کسی کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔ قربانی کی نیت سے دوسرے جانور مثلاً مرغ کو ذبح کرنا ناجائز ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: جو شخص دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو وہ غنی ہے اوس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: اوس شخص پر دَین ہے اور اوس کے اموال سے دَین کی مقدار مُجرا کی جائے[3] تو نصاب نہیں باقی رہتی اوس پر قربانی واجب نہیں اور اگر اس کا مال یہاں موجود نہیں ہے اور ایامِ قربانی[4] گزرنے کے بعد وہ مال اوسے وصول ہوگا تو قربانی واجب نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ایک شخص کے پاس دوسو درہم تھے سال پورا ہوا اور ان میں سے پانچ درہم زکوۃ میں دیے ایک سو پچانوے باقی رہے اب قربانی کا دن آیا تو قربانی واجب ہے اور اگر اپنے ضروریات میں پانچ درہم خرچ کرتا تو قربانی واجب نہ ہوتی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مالکِ نصاب نے قربانی کے لیے بکری خریدی تھی وہ گم ہوگئی اور اس شخص کا مال نصاب سے کم ہوگیا اب قربانی کا دن آیا تو اس پر یہ ضرور نہیں کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر وہ بکری قربانی ہی کے دنوں میں مل گئی اور یہ شخص اب بھی مالک نصاب نہیں ہے تو اوس پر اس بکری کی قربانی واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: عورت کا مَہر شوہر کے ذمہ باقی ہے اور شوہر مالدار ہے تو اس مَہر کی وجہ سے عورت کو مالک نصاب نہیں مانا جائے گا اگرچہ مَہر معجّل ہو اور اگر عورت کے پاس اس کے سوا بقدر نصاب مال نہیں ہے تو عورت پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔[8] (عالمگیری)

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الأضحية، ج۹، ص ۵۲۰.
2. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الأضحية، الباب الاوّل فی تفسيرها...إلخ، ج۵، ص ۲۹۲، وغیرہ.
3. ......کٹوتی کی جائے۔
4. ......ایامِ قربانی یعنی دس، گیارہ، بارہ (۱۰، ۱۱، ۱۲) ذوالحجہ۔
5. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الأضحية، الباب الاوّل فی تفسيرها...إلخ، ج۵، ص ۲۹۲.
6. ......المرجع السابق.
7. ......المرجع السابق.
8. ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: کسی کے پاس دوسو درہم کی قیمت کا مصحف شریف (قرآن مجید) ہے اگر وہ اوسے دیکھ کر اچھی طرح تلاوت کرسکتا ہے تو اوس پر قربانی واجب نہیں چاہے اوس میں تلاوت کرتا ہو یا نہ کرتا ہو اور اگر اچھی طرح اوسے دیکھ کر تلاوت نہ کرسکتا ہو تو واجب ہے۔ کتابوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اوس کے کام کی ہیں تو قربانی واجب نہیں ورنہ ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک مکان جاڑے کے لیے[2] اور ایک گرمی کے لیے یہ حاجت میں داخل ہے ان کے علاوہ اس کے پاس تیسرا مکان ہو جو حاجت سے زائد ہے اگر یہ دوسو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے اسی طرح گرمی جاڑے کے بچھونے حاجت میں داخل ہیں اور تیسرا بچھونا جو حاجت سے زائد ہے اوس کا اعتبار ہوگا۔ غازی کے لیے دو گھوڑے حاجت میں ہیں تیسرا حاجت سے زائد ہے۔ اسلحہ غازی کی حاجت میں داخل ہیں ہاں اگر ہر قسم کے دو ہتھیار ہوں تو دوسرے کو حاجت سے زائد قرار دیا جائے گا۔ گاؤں کے زمیندار کے پاس ایک گھوڑا حاجت میں داخل ہے اور دو ہوں تو دوسرے کو زائد مانا جائے گا۔ گھر میں پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے وقت پہننے کے کپڑے اور جمعہ وعید اور دوسرے موقعوں پر پہن کر جانے کے کپڑے یہ سب حاجت میں داخل ہیں اور ان تین کے سوا چوتھا جوڑا اگر دوسو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: بالغ لڑکوں یا بی بی کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو اون سے اجازت حاصل کرے بغیر اون کے کہے اگر کردی تو اون کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا اور نابالغ کی طرف سے اگرچہ واجب نہیں ہے مگر کردینا بہتر ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: قربانی کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذمہ جو قربانی واجب ہے کرلینے سے بری الذمہ ہوگیا اور اچھی نیت سے کی ہے ریاوغیرہ کی مداخلت نہیں تو اللہ (عزوجل) کے فضل سے امید ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب ملے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: یہ ضرور نہیں کہ دسویں ہی کو قربانی کر ڈالے اس کے لیے گنجائش ہے کہ پورے وقت میں جب چاہے کرے لہٰذا اگر ابتدائے وقت میں اس کا اہل نہ تھا وجوب کے شرائط نہیں پائے جاتے تھے اور آخر وقت میں اہل ہوگیا یعنی وجوب کے شرائط پائے گئے تو اوس پر واجب ہوگئی اور اگر ابتدائے وقت میں واجب تھی اور ابھی کی نہیں اور آخر وقت میں شرائط جاتے رہے تو واجب نہ رہی۔[6] (عالمگیری)

---

1. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب الاوّل فی تفسیرها...إلخ، ج٥، ص٢٩٢، ٢٩٣.
2. ......سردی یعنی موسم سرما کے لیے۔
3. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب الاوّل فی تفسیرها...إلخ، ج٥، ص٢٩٣.
   و"ردالمحتار"، کتاب الأضحیة، ج٩، ص٥٢٠.
4. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب الاوّل فی تفسیرها...إلخ، ج٥، ص٢٩٣.
5. ......"الدرالمختار"، کتاب الأضحیة، ج٩، ص٥٢١، وغیرہ.
6. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب الاوّل فی تفسیرها...إلخ، ج٥، ص٢٩٣.

مسئلہ ۱۷: ایک شخص فقیر تھا مگر اوس نے قربانی کرڈالی اس کے بعد ابھی وقت قربانی کا باقی تھا کہ غنی ہوگیا تو اوس کو پھر قربانی کرنی چاہیے کہ پہلے جو کی تھی وہ واجب نہ تھی اور اب واجب ہے بعض علماء نے فرمایا کہ وہ پہلی قربانی کافی ہے اور اگر باوجود مالک نصاب ہونے کے اوس نے قربانی نہ کی اور وقت ختم ہونے کے بعد فقیر ہوگیا تو اوس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے یعنی وقت گزرنے کے بعد قربانی ساقط نہیں ہوگی۔ اور اگر مالک نصاب بغیر قربانی کیے ہوئے انھیں دنوں میں مرگیا تو اوس کی قربانی ساقط ہوگئی۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۸: قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی مثلاً بجائے قربانی اوس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کردی یہ ناکافی ہے اس میں نیابت ہوسکتی ہے یعنی خود کرنا ضرور نہیں بلکہ دوسرے کو اجازت دے دی اوس نے کردی یہ ہوسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: جب قربانی کے شرائط مذکورہ پائے جائیں تو بکری کا ذبح کرنا یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ واجب ہے۔ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہوسکتا بلکہ اونٹ یا گائے کے شرکا میں اگر کسی شریک کا ساتویں حصہ سے کم ہے تو کسی کی قربانی نہیں ہوئی یعنی جس کا ساتواں حصہ یا اس سے زیادہ ہے اوس کی بھی قربانی نہیں ہوئی۔ گائے یا اونٹ میں ساتویں حصہ سے زیادہ کی قربانی ہوسکتی ہے۔ مثلاً گائے کو چھ یا پانچ یا چار شخصوں کی طرف سے قربانی کریں ہوسکتا ہے اور یہ ضرور نہیں کہ سب شرکا کے حصے برابر ہوں بلکہ کم وبیش بھی ہوسکتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ جس کا حصہ کم ہے تو ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: سات شخصوں نے پانچ گایوں کی قربانی کی یہ جائز ہے کہ ہر گائے میں ہر شخص کا ساتواں حصہ ہوا اور آٹھ شخصوں نے پانچ یا چھ گایوں میں بحصہ مساوی شرکت کی یہ ناجائز ہے کہ ہر گائے میں ہر ایک کا ساتویں حصہ سے کم ہے۔ سات بکریوں کی سات شخصوں نے شریک ہوکر قربانی کی یعنی ہر ایک کا ہر بکری میں ساتواں حصہ ہے استحساناً قربانی ہوجائے گی یعنی ہر ایک کی ایک ایک بکری پوری قرار دی جائے گی۔ یوہیں دو شخصوں نے دو بکریوں میں شرکت کرکے قربانی کی تو بطور استحسان ہر ایک کی قربانی ہوجائے گی۔[4]

مسئلہ ۲۱: شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضرور ہے کہ گوشت وزن کرکے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الاوّل فی تفسيرها... إلخ، ج٥، ص٢٩٣.
و"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢٥.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الاوّل فی تفسيرها... إلخ، ج٥، ص٢٩٣، ٢٩٤.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢١۔٥٢٥.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢٥.

کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم و بیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لیے جائز کردے گا کہہ دے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا کہ یہاں عدم جواز حق شرع ہے اور ان کو اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارھویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن، دو راتیں اور ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں اور گیارہ سے تیرہ تک تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں لہٰذا بیچ کے دو دن ایام نحر و ایام تشریق دونوں ہیں اور پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ صرف یوم النحر ہے اور پچھلا دن یعنی تیرھویں ذی الحجہ صرف یوم التشریق ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایام نحر میں داخل ہیں ان میں بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: پہلا دن یعنی دسویں تاریخ سب میں افضل ہے پھر گیارھویں اور پچھلا دن یعنی بارھویں سب میں کم درجہ ہے اور اگر تاریخوں میں شک ہو یعنی تیس کا چاند مانا گیا ہے اور اونتیس کے ہونے کا بھی شبہہ ہے مثلاً گمان تھا کہ اونتیس کا چاند ہوگا مگر ابر وغیرہ کی وجہ سے نہ دکھا یا شہادتیں گزریں مگر کسی وجہ سے قبول نہ ہوئیں ایسی حالت میں دسویں کے متعلق یہ شبہہ ہے کہ شاید آج گیارھویں ہو تو بہتر یہ ہے کہ قربانی کو بارھویں تک مؤخر نہ کرے یعنی بارھویں سے پہلے کرڈالے کیونکہ بارھویں کے متعلق تیرھویں تاریخ ہونے کا شبہہ ہوگا تو یہ شبہہ ہوگا کہ وقت سے بعد میں ہوئی اور اس صورت میں اگر بارھویں کو قربانی کی جس کے متعلق تیرھویں ہونے کا شبہہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت صدقہ کرڈالے بلکہ ذبح کی ہوئی بکری اور زندہ بکری میں قیمت کا تفاوت ہو کہ زندہ کی قیمت کچھ زائد ہو تو اس زیادتی کو بھی صدقہ کردے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: ایام نحر میں قربانی کرنا اوتنی قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ قربانی واجب ہے یا سنت اور صدقہ کرنا تطوّع محض ہے[5] لہٰذا قربانی افضل ہوئی۔[6] (عالمگیری) اور وجوب کی صورت میں بغیر قربانی کیے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔[7]

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵۲۷.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص ۵۲۰ و ۵۲۷۔۵۲۹، وغیرہ.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب الثالث فی وقت الأضحیة، ج۵، ص۲۹۵.

4 ......المرجع السابق.

5 ......یعنی نفلی عبادت ہے۔

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب الثالث فی وقت الأضحیة، ج۵، ص۲۹۵.

7 ......یعنی واجب ادا نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ ۲۶: شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز ہوچکے لہٰذا نمازِ عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہوسکتی اور دیہات میں چونکہ نمازِ عید نہیں ہے یہاں طلوعِ فجر کے بعد سے ہی قربانی ہوسکتی ہے اور دیہات میں بہتر یہ ہے کہ بعد طلوعِ آفتاب قربانی کی جائے اور شہر میں بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ ہوچکنے کے بعد قربانی کی جائے۔[1] (عالمگیری) یعنی نماز ہوچکی ہے اور ابھی خطبہ نہیں ہوا ہے اس صورت میں قربانی ہوجائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۷: یہ جو شہر و دیہات کا فرق بتایا گیا یہ مقامِ قربانی کے لحاظ سے ہے قربانی کرنے والے کے اعتبار سے نہیں یعنی دیہات میں قربانی ہو تو وہ وقت ہے اگرچہ قربانی کرنے والا شہر میں ہو اور شہر میں ہو تو نماز کے بعد ہو اگرچہ جس کی طرف سے قربانی ہے وہ دیہات میں ہو لہٰذا شہری آدمی اگر یہ چاہتا ہے کہ صبح ہی نماز سے پہلے قربانی ہوجائے تو جانور دیہات میں بھیج دے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو تو پہلی جگہ نماز ہوچکنے کے بعد قربانی جائز ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ عیدگاہ میں نماز ہوجائے جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں ہوگئی اور عیدگاہ میں نہ ہوئی جب بھی ہوسکتی ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: دسویں کو اگر عید کی نماز نہیں ہوئی تو قربانی کے لیے یہ ضرور ہے کہ وقتِ نماز جاتا رہے یعنی زوال کا وقت آجائے اب قربانی ہوسکتی ہے اور دوسرے یا تیسرے دن نمازِ عید سے قبل ہوسکتی ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: منٰے میں چونکہ عید کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا وہاں جو قربانی کرنا چاہے طلوعِ فجر کے بعد سے کرسکتا ہے اوس کے لیے وہی حکم ہے جو دیہات کا ہے کسی شہر میں اگر فتنہ کی وجہ سے نمازِ عید نہ ہو تو وہاں دسویں کی طلوعِ فجر کے بعد قربانی ہوسکتی ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: امام ابھی نماز ہی میں ہے اور کسی نے جانور ذبح کرلیا اگرچہ امام قعدہ میں ہو اور بقدرِ تشہد بیٹھ چکا ہو مگر ابھی سلام نہ پھیرا ہو تو قربانی نہیں ہوئی اور اگر امام نے ایک طرف سلام پھیر لیا ہے دوسری طرف باقی تھا کہ اس نے ذبح کردیا قربانی

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الثالث فی وقت الأضحية، ج٥، ص٢٩٥.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢٩.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢٧، ٥٢٨.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٣٠.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢٨، ٥٣٠.

ہوگئی اور بہتر یہ ہے کہ خطبہ سے جب امام فارغ ہوجائے اوس وقت قربانی کی جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: امام نے نماز پڑھ لی اس کے بعد قربانی ہوئی پھر معلوم ہوا کہ امام نے بغیر وضو نماز پڑھا دی تو نماز کا اعادہ کیا جائے قربانی کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: یہ گمان تھا کہ آج عرفہ کا دن[3] ہے اور کسی نے زوال آفتاب کے بعد قربانی کرلی پھر معلوم ہوا کہ عرفہ کا دن نہ تھا بلکہ دسویں تاریخ تھی تو قربانی جائز ہوگئی۔ یوہیں اگر دسویں کو نماز عید سے پہلے قربانی کرلی پھر معلوم ہوا کہ وہ دسویں نہ تھی بلکہ گیارہویں تھی تو اس کی بھی قربانی جائز ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: نویں کے متعلق کچھ لوگوں نے گواہی دی کہ دسویں ہے اس بنا پر اوسی روز نماز پڑھ کر قربانی کی پھر معلوم ہوا کہ گواہی غلط تھی وہ نویں تاریخ تھی تو نماز بھی ہوگئی اور قربانی بھی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: ایامِ نحر گزر گئے اور جس پر قربانی واجب تھی اوس نے نہیں کی ہے تو قربانی فوت ہوگئی اب نہیں ہوسکتی پھر اگر اوس نے قربانی کا جانور معین کر رکھا ہے مثلاً معین جانور کے قربانی کی منت مان لی ہے وہ شخص غنی ہو یا فقیر بہرصورت اوسی معین جانور کو زندہ صدقہ کرے اور اگر ذبح کرڈالا تو سارا گوشت صدقہ کرے اوس میں سے کچھ نہ کھائے اور اگر کچھ کھالیا ہے تو جتنا کھایا ہے اوس کی قیمت صدقہ کرے اور اگر ذبح کیے ہوئے جانور کی قیمت زندہ جانور سے کچھ کم ہے تو جتنی کمی ہے اوسے بھی صدقہ کرے اور فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہے اور قربانی کے دن نکل گئے چونکہ اس پر بھی اسی معین جانور کی قربانی واجب ہے لہٰذا اس جانور کو زندہ صدقہ کردے اور اگر ذبح کرڈالا تو وہی حکم ہے جو منت میں مذکور ہوا۔ یہ حکم اوسی صورت میں ہے کہ قربانی ہی کے لیے خریدا ہو اور اگر اوس کے پاس پہلے سے کوئی جانور تھا اور اوس نے اوس کے قربانی کرنے کی نیت کرلی یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی تو اوس پر قربانی واجب نہ ہوئی۔ اور غنی نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا ہے تو وہی جانور صدقہ کردے اور ذبح کرڈالا تو وہی حکم ہے جو مذکور ہوا اور خریدا نہ ہو تو بکری کی قیمت صدقہ کرے۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الثالث في وقت الأضحية، ج٥، ص٢٩٥.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٢٩.

3 ......یعنی نویں ذی الحجہ کا دن۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الثالث في وقت الأضحية، ج٥، ص٢٩٥.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٣٠.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٣١.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان، ج٥، ص٢٩٦.

مسئلہ ۳۶: قربانی کے دن گزر گئے اور اوس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اوس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقرعید آگئی اب یہ چاہتا ہے کہ سال گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کرلے یہ نہیں ہوسکتا بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اوس کی قیمت صدقہ کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: جس جانور کی قربانی واجب تھی ایامِ نحر گزرنے کے بعد اوسے بیچ ڈالا تو ثمن کا صدقہ کرنا واجب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اوس کی طرف سے قربانی کردی جائے اور یہ نہیں بتایا کہ گائے یا بکری کس جانور کی قربانی کی جائے اور نہ قیمت بیان کی کہ اتنے کا جانور خرید کر قربانی کی جائے یہ وصیت جائز ہے اور بکری قربان کردینے سے وصیت پوری ہوگئی اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ میری طرف سے قربانی کردینا اور گائے یا بکری کا تعین نہ کیا اور قیمت بھی بیان نہیں کی تو یہ توکیل صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: قربانی کی منت مانی اور یہ معین نہیں کیا کہ گائے کی قربانی کرے گا یا بکری کی تو منت صحیح ہے بکری کی قربانی کردینا کافی ہے اور اگر بکری کی قربانی کی منت مانی تو اونٹ یا گائے قربانی کردینے سے بھی منت پوری ہوجائے گی منت کی قربانی میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کردے اور کچھ کھالیا تو جتنا کھایا اوس کی قیمت صدقہ کرے۔[4] (عالمگیری)

قربانی کے جانور کا بیان

مسئلہ ۱: قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں۔ اونٹ، گائے، بکری ہر قسم میں اوس کی جتنی نوعیں ہیں سب داخل ہیں نر اور مادہ، خصی[5] اور غیر خصی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھینس گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔ بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں ان کی بھی قربانی ہوسکتی ہے۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان و الزمان، ج۵، ص۲۹۶، ۲۹۷.

2 ......المرجع السابق، ص۲۹۷.

3 ......المرجع السابق.

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الثاني في وجوب الأضحية...إلخ، ج۵، ص۲۹۵.

5 ......وہ جانور جس کے فوطے نکال دیئے گئے ہوں۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الخامس في بيان محل اقامة الواجب، ج۵، ص۲۹۷، وغيره.

مسئلہ ۲: وحشی جانور جیسے نیل گائے اور ہرن ان کی قربانی نہیں ہوسکتی وحشی اور گھریلو جانور سے مل کر بچہ پیدا ہوا مثلاً ہرن اور بکری سے اس میں ماں کا اعتبار ہے یعنی اوس بچہ کی ماں بکری ہے تو جائز ہے اور بکرے اور ہرنی سے پیدا ہے تو ناجائز۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہیے اونٹ پانچ سال کا گائے دوسال کی بکری ایک سال کی اس سے عمر کم ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہہ بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اوس کی قربانی جائز ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴: بکری کی قیمت اور گوشت اگر گائے کے ساتویں حصہ کی برابر ہو تو بکری افضل ہے اور گائے کے ساتویں حصہ میں بکری سے زیادہ گوشت ہو تو گائے افضل ہے یعنی جب دونوں کی ایک ہی قیمت ہو اور مقدار بھی ایک ہی ہو تو جس کا گوشت اچھا ہو وہ افضل ہے اور اگر گوشت کی مقدار میں فرق ہو تو جس میں گوشت زیادہ ہو وہ افضل ہے اور مینڈھا بھیڑ سے اور دنبہ دنبی سے افضل ہے جبکہ دونوں کی ایک قیمت ہو اور دونوں میں گوشت برابر ہو۔ بکری بکرے سے افضل ہے مگر خصی بکرا بکری سے افضل ہے اور اونٹنی اونٹ سے اور گائے بیل سے افضل ہے جبکہ گوشت اور قیمت میں برابر ہوں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اوس کی قربانی جائز ہے اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گیا اور مینگ تک[4] ٹوٹا ہے تو ناجائز ہے اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے۔ جس جانور میں جنوں ہے اگر اس حد کا ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں ہے تو اوس کی قربانی ناجائز ہے اور اس حد کا نہیں ہے تو جائز ہے۔ خصی یعنی جس کے خصیے نکال لیے گئے ہیں یا مجبوب یعنی جس کے خصیے اور عضو تناسل سب کاٹ لیے گئے ہوں ان کی قربانی جائز ہے۔ اتنا بوڑھا کہ بچہ کے قابل نہ رہا یا داغا ہوا جانور یا جس کے دودھ نہ اوترتا ہو ان سب کی قربانی جائز ہے۔ خارشتی جانور کی قربانی جائز ہے جبکہ فربہ[5] ہو اور اتنا لاغر ہو کہ ہڈی میں مغز نہ رہا تو قربانی جائز نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب، ج٥، ص٢٩٧.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٣٣.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٣٤.

4 ......یعنی جڑ تک۔

5 ......موٹا، صحت مند۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٣٥.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب، ج٥، ص٢٩٧.

مسئلہ ۶: بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو اس کی بھی قربانی ناجائز۔ اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو اور لنگڑا جو قربان گاہ تک[1] اپنے پاؤں سے نہ جاسکے اور اتنا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور جس کے کان یا دم یا چکی[2] کٹے ہوں یعنی وہ عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے اور اگر کان یا دم یا چکی تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو اوس کی ناجائز ہے اور جس کے کان چھوٹے ہوں اوس کی جائز ہے۔ جس جانور کی تہائی سے زیادہ نظر جاتی رہی اوس کی بھی قربانی ناجائز ہے اگر دونوں آنکھوں کی روشنی کم ہو تو اس کا پہچاننا آسان ہے اور صرف ایک آنکھ کی کم ہو تو اس کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو ایک دو دن بھوکا رکھا جائے پھر اوس آنکھ پر پٹی باندھ دی جائے جس کی روشنی کم ہے اور اچھی آنکھ کھلی رکھی جائے اور اتنی دور چارہ رکھیں جس کو جانور نہ دیکھے پھر چارہ کو نزدیک لاتے جائیں جس جگہ وہ چارے کو دیکھنے لگے وہاں نشان رکھ دیں پھر اچھی آنکھ پر پٹی باندھ دیں اور دوسری کھول دیں اور چارہ کو قریب کرتے جائیں جس جگہ اس آنکھ سے دیکھ لے یہاں بھی نشان کر دیں پھر دونوں جگہوں کی پیمائش کریں اگر یہ جگہ اوس پہلی جگہ کی تہائی ہے تو معلوم ہوا کہ تہائی روشنی کم ہے اور اگر نصف ہے تو معلوم ہوا کہ بہ نسبت اچھی آنکھ کی اس کی روشنی آدھی ہے۔[3] (ہدایہ، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: جس کے دانت نہ ہوں[4] یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اوس کی قربانی ناجائز ہے بکری میں ایک کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے۔ جس کی ناک کٹی ہو یا علاج کے ذریعہ اوس کا دودھ خشک کر دیا ہو اور خنثیٰ جانور یعنی جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلاّلہ جو صرف غلیظ کھاتا ہو ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸: بھیڑ یا دنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہے اور جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اوس کی قربانی ناجائز ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......ذبح کرنے کی جگہ تک۔ 2 ......دنبے کی گول چپٹی دم۔

3 ......"الهداية"، كتاب الأضحية، ج۲، ص۳۵۸.
و"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج۹، ص۵۳۵۔۵۳۷.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب، ج۵، ص۲۹۷۔۲۹۸.

4 ......یعنی ایسا جانور جو گھاس کھانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، ہاں البتہ اگر گھاس کھانے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے جیسا کہ **بحر الرائق، ج۸، ص۳۲۳، الهداية، ج۲، ص۳۵۹، تبيين الحقائق، ج۶، ص۴۸۱، الفتاوى الخانية، ج۲، ص۳۳۴، الفتاوى الهندية، ج۵، ص۲۹۸** پر مذکور ہے... **علمیہ**

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج۹، ص۵۳۷.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب، ج۵، ص۲۹۸، ۲۹۹.

مسئلہ ۹: جانور کو جس وقت خریدا تھا اوس وقت اوس میں ایسا عیب نہ تھا جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے بعد میں وہ عیب پیدا ہوگیا تو اگر وہ شخص مالک نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالک نصاب نہیں ہے تو اوسی کی قربانی کرلے یہ اوس وقت ہے کہ اوس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہو اور اگر اوس نے منت مانی ہے کہ بکری کی قربانی کروں گا اور منت پوری کرنے کے لیے بکری خریدی اوس وقت بکری میں ایسا عیب نہ تھا پھر پیدا ہوگیا اس صورت میں فقیر کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔[1] (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: فقیر نے جس وقت جانور خریدا تھا اوسی وقت اوس میں ایسا عیب تھا جس سے قربانی ناجائز ہوتی ہے اور وہ عیب قربانی کے وقت تک باقی رہا تو اس کی قربانی کرسکتا ہے اور غنی عیب دار خریدے اور عیب دار ہی کی قربانی کرے تو ناجائز ہے اور اگر عیبی جانور کو خریدا تھا اور بعد میں اوس کا عیب جاتا رہا تو غنی اور فقیر دونوں کے لیے اوس کی قربانی جائز ہے مثلاً ایسا لاغر جانور خریدا جس کی قربانی ناجائز ہے اور اوس کے یہاں وہ فربہ ہوگیا تو غنی بھی اس کی قربانی کرسکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: قربانی کرتے وقت جانور اوچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہوگیا یہ عیب مضر نہیں یعنی قربانی ہوجائے گی اور اگر اوچھلنے کودنے سے عیب پیدا ہوگیا اور وہ چھوٹ کر بھاگ گیا اور فوراً پکڑ لایا گیا اور ذبح کردیا گیا جب بھی قربانی ہوجائے گی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے اور فقیر کے ذمہ دوسرا جانور واجب نہیں اور اگر قربانی کا جانور گم ہوگیا یا چوری ہوگیا اور اوس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اب وہ مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں جس ایک کو چاہے قربانی کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانیاں کرے۔[4] (درمختار) مگر غنی نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگرچہ اس کی قیمت دوسرے سے کم ہو کوئی حرج نہیں اور اگر دوسرے کی قربانی کی اور اس کی قیمت پہلے سے کم ہے تو جتنی کمی ہے اوتنی رقم صدقہ کرے ہاں اگر پہلے کو بھی قربان کردیا تو اب وہ تصدق[5] واجب نہ رہا۔[6] (ردالمحتار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الأضحية، ج ٢، ص ٣٥٩.

و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج ٩، ص ٥٣٩.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج ٩، ص ٥٣٩.

3 ......المرجع السابق.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج ٩، ص ٥٣٩.

5 ......صدقہ کرنا۔

6 ......"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج ٩، ص ٥٣٩.

(قربانی کے جانور میں شرکت)

مسئلہ ۱۳: سات شخصوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی تھی ان میں ایک کا انتقال ہوگیا اس کے ورثہ نے شرکا سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور اوس کی طرف سے قربانی کرو اونھوں نے کرلی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر بغیر اجازت ورثہ ان شرکا نے کی تو کسی کی نہ ہوئی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۴: گائے کے شرکا میں سے ایک کافر ہے یا ان میں ایک شخص کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی بلکہ اگر شرکا میں سے کوئی غلام یا مدبر ہے جب بھی قربانی نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ لوگ اگر قربانی کی نیت بھی کریں تو نیت صحیح نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: شرکا میں سے ایک کی نیت اس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گزشتہ کی قربانی ہے تو جس کی اس سال کی نیت ہے اوس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گزشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہوسکتی ان لوگوں کی یہ قربانی تطوع یعنی نفل ہوئی اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت کو صدقہ کردیں بلکہ ان کا ساتھی جس کی قربانی صحیح ہوئی ہے وہ بھی گوشت صدقہ کردے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: قربانی کے سب شرکا کی نیت تَقَرُّب ہو[4] اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی کا ارادہ گوشت نہ ہو اور یہ ضرور نہیں کہ وہ تقرب ایک ہی قسم کا ہو مثلاً سب قربانی ہی کرنا چاہتے ہیں بلکہ اگر مختلف قسم کے تقرب ہوں وہ تقرب سب پر واجب ہو یا کسی پر واجب ہو اور کسی پر واجب نہ ہو ہر صورت میں قربانی جائز ہے مثلاً دَمِ اِحصار اور احرام میں شکار کرنے کی جزا اور سر منڈانے کی وجہ سے دَم واجب ہوا ہو اور تمتع و قران کا دَم[5] کہ ان سب کے ساتھ قربانی کی شرکت ہوسکتی ہے۔ اسی طرح قربانی اور عقیقہ کی بھی شرکت ہوسکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: تین شخصوں نے قربانی کے جانور خریدے ایک نے دس کا دوسرے نے بیس کا تیسرے نے تیس کا اور ہر ایک نے جتنے میں خریدا ہے اوس کی واجبی قیمت بھی اوتنی ہی ہے یہ تینوں جانور مل گئے یہ پتا نہیں چلتا کہ کس کا کون ہے تینوں نے

---

1 ......"الهداية"، كتاب الأضحية، ج٢، ص ٣٦٠.

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص ٥٤٠.

3 ......"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص ٥٤٠.

4 ......یعنی اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا مقصود ہو۔ 5 ......یعنی حج تمتع اور حج قران کا دم۔ تفصیل کے لیے بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۶ ملاحظہ فرمائیں۔

6 ......"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص ٥٤٠.

یہ اتفاق کرلیا کہ ایک ایک جانور ہر شخص قربانی کرے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا سب کی قربانیاں ہوگئیں مگر جس نے تیس میں خریدا تھا وہ بیس روپے خیرات کرے کیوں کہ ممکن ہے کہ دس والے کو اوس نے قربانی کیا ہو اور جس نے بیس میں خریدا تھا وہ دس روپے خیرات کرے اور جس نے دس میں خریدا تھا اوس پر کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو ذبح کرنے کی اجازت دے دی تو قربانی ہوجائے گی اور اوس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔[1] (درمختار)

(قربانی کے بعض مستحبات)

مسئلہ ۱۸: مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ اور خوبصورت اور بڑا ہو اور بکری کی قسم میں سے قربانی کرنی ہو تو بہتر سینگ والا مینڈھا چت کبرا ہو[2] جس کے خصیے کوٹ کر خصی کردیا ہو کہ حدیث میں ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلّم نے ایسے مینڈھے کی قربانی کی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرلیا جائے اور ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے اوس کے تمام اعضا سے روح نکل نہ جائے اوس وقت تک ہاتھ پاؤں نہ کاٹیں اور نہ چمڑا اوتاریں اور بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کرے اگر اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر اچھی طرح نہ جانتا ہو تو دوسرے کو حکم دے وہ ذبح کرے مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ وقت قربانی حاضر ہو حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلّم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ''کھڑی ہوجاؤ اور اپنی قربانی کے پاس حاضر ہوجاؤ کہ اوس کے خون کے پہلے ہی قطرہ میں جو کچھ گناہ کیے ہیں سب کی مغفرت ہوجائے گی اس پر ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم) یہ آپ کی آل کے لیے خاص ہے یا آپ کی آل کے لیے بھی ہے اور عامۂ مسلمین کے لیے بھی فرمایا کہ میری آل کے لیے خاص بھی ہے اور تمام مسلمین کے لیے عام بھی ہے۔[4] (عالمگیری، زیلعی، شلبیہ)

مسئلہ ۲۰: قربانی کا جانور مسلمان سے ذبح کرانا چاہیے اگر کسی مجوسی یا دوسرے مشرک سے قربانی کا جانور ذبح کرادیا تو قربانی نہیں ہوئی بلکہ یہ جانور حرام و مردار ہے اور کتابی سے قربانی کا جانور ذبح کرانا مکروہ ہے کہ قربانی سے مقصود

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص ۵۴۱.

2 ......یعنی سفید و سیاہ رنگ والا ہو۔

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب الخامس فی بیان محل إقامة الواجب، ج۵، ص ۳۰۰.
و"سنن أبي داود"، کتاب الضحایا، باب مایستحب من الضحایا، الحدیث: ۲۷۹۵، ج۳، ص ۱۲۶.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب الخامس فی بیان محل إقامة الواجب، ج۵، ص ۳۰۰.
و"تبیین الحقائق"، کتاب الأضحیة، ج۶، ص ۴۸۷.
و"حاشیة الشلبیة" هامش علی "تبیین الحقائق"، کتاب الأضحیة، ج۶، ص ۴۸۷.

تقرب الی اللہ ہے[1] اس میں کافر سے مدد نہ لی جائے بلکہ بعض ائمہ کے نزدیک اس صورت میں بھی قربانی نہیں ہوگی مگر ہمارا مذہب وہی پہلا ہے کہ قربانی ہوجائے گی اور مکروہ ہے۔[2] (زیلعی، شلبیہ)

(قربانی کا گوشت و پوست وغیرہ کیا کرے)

مسئلہ ۲۱: قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص غنی یا فقیر کو دے سکتا ہے کھلا سکتا ہے بلکہ اوس میں سے کچھ کھالینا قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ فقرا کے لیے اور ایک حصہ دوست و احباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے، ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے۔ اور کل کو صدقہ کردینا بھی جائز ہے اور کل گھر ہی رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ تین دن سے زائد اپنے اور گھر والوں کے کھانے کے لیے رکھ لینا بھی جائز ہے اور بعض حدیثوں میں جو اس کی ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے اگر اوس شخص کے اہل و عیال بہت ہوں اور صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچوں ہی کے لیے رکھ چھوڑے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔

مسئلہ ۲۳: قربانی اگر منت کی ہے تو اوس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ اغنیا کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کردینا واجب ہے وہ منت ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ خود نہیں کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے۔[4] (زیلعی)

مسئلہ ۲۴: میت کی طرف سے قربانی کی تو اوس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ خود کھائے دوست احباب کو دے فقیروں کو دے یہ ضرور نہیں کہ سارا گوشت فقیروں ہی کو دے کیوں کہ گوشت اس کی مِلک ہے یہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اگر میت نے کہہ دیا ہے کہ میری طرف سے قربانی کردینا تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کردے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: قربانی کا چمڑا اور اوس کی جھول[6] اور رسّی اور اوس کے گلے میں ہار ڈالا ہے وہ ہار ان سب چیزوں کو صدقہ کردے۔ قربانی کے چمڑے کو خود بھی اپنے کام میں لاسکتا ہے یعنی اوس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں لاسکتا ہے

---

1. ......یعنی اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنا ہے۔
2. ......"تبيين الحقائق"، كتاب الأضحية، ج٦، ص٤٨٧.
   و"حاشية الشلبية" هامش على "تبيين الحقائق"، كتاب الأضحية، ج٦، ص٤٨٧.
3. ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب، ج٥، ص٣٠٠.
4. ......"تبيين الحقائق"، كتاب الأضحية، ج٦، ص٤٨٦.
5. ......"ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٤٢.
6. ......قربانی کے جانوروں پر ڈالنے والا کپڑا۔

مثلاً اوس کی جانماز بنائے، چلنی [1]، تھیلی، مشکیزہ، دسترخوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلدوں میں لگائے یہ سب کر سکتا ہے۔ [2] (درمختار) چمڑے کا ڈول بنایا تو اسے اپنے کام میں لائے اُجرت پر نہ دے اور اگر اُجرت پر دے دیا تو اس اُجرت کو صدقہ کرے۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اوس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب، ایسی چیز سے بدل نہیں سکتا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روٹی، گوشت، سرکہ، روپیہ، پیسہ اور اگر اوس نے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کردے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض میں بیچا مگر اس لیے نہیں کہ اوس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کرے گا بلکہ اس لیے کہ اوسے صدقہ کردے گا تو جائز ہے۔ [5] (عالمگیری) جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے اوسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اوسے بیچ کر دام ان فقرا پر تقسیم کر دیتے ہیں یہ بیع جائز ہے اس میں حرج نہیں اور حدیث میں جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لیے بیچنا ہے۔

مسئلہ ۲۸: گوشت کا بھی وہی حکم ہے جو چمڑے کا ہے کہ اس کو اگر ایسی چیز کے بدلے میں بیچا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے تو صدقہ کردے۔ [6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹: قربانی کی چربی اور اوس کی سری، پائے اور اون اور دودھ جو ذبح کے بعد دوہا ہے ان سب کا وہی حکم ہے کہ اگر ایسی چیز اس کے عوض میں لی جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کرے گا تو اوس کو صدقہ کردے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اُجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے۔ [8] (ہدایہ)

---

1 ...... آٹا وغیرہ چھاننے کا آلہ، چھلنی۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵۴۳.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵۴٤.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵۴۳.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب السادس فی بیان ما یستحب...إلخ، ج۵، ص۳۰۱.

6 ...... "الهدایة"، کتاب الأضحیة، ج۲، ص۳۶۰.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الأضحیة، الباب السادس فی بیان ما یستحب...إلخ، ج۵، ص۳۰۱.

8 ...... "الهدایة"، کتاب الأضحیة، ج۲، ص۳۶۱.

مسئلہ ۳۱: قصاب کو اُجرت میں نہیں دیا بلکہ جیسے دوسرے مسلمانوں کو دیتا ہے اس کو بھی دیا اور اُجرت اپنے پاس سے دوسری چیز دے گا تو جائز ہے۔

مسئلہ ۳۲: بھیڑ کے کسی جگہ کے بال نشانی کے لیے کاٹ لیے ہیں ان بالوں کو پھینک دینا یا کسی کو ہبہ کر دینا ناجائز ہے بلکہ انھیں صدقہ کرے۔[1] (عالمگیری)

(ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے منفعت حاصل کرنا منع ہے)

مسئلہ ۳۳: ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لیے کاٹ لینا یا اوس کا دودھ دوہنا مکروہ و ممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا یا اوس پر کوئی چیز لادنا یا اوس کو اُجرت پر دینا غرض اوس سے منافع حاصل کرنا منع ہے اگر اوس نے اون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اوسے صدقہ کر دے اور اُجرت پر جانور کو دیا ہے تو اُجرت کو صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اوس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اوتنی مقدار میں صدقہ کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: جانور دودھ والا ہے تو اوس کے تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑکے کہ دودھ خشک ہو جائے اگر اس سے کام نہ چلے تو جانور کو دوہ کر دودھ صدقہ کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: جانور ذبح ہو گیا تو اب اوس کے بال کو اپنے کام کے لیے کاٹ سکتا ہے اور اگر اوس کے تھن میں دودھ ہے تو دوہ سکتا ہے کہ جو مقصود تھا وہ پورا ہو گیا اب یہ اس کی مِلک ہے اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: قربانی کے لیے جانور خریدا تھا قربانی کرنے سے پہلے اوس کے بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو بھی ذبح کر ڈالے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا تو اوس کا ثمن صدقہ کر دے اور اگر نہ ذبح کیا نہ بیع کیا اور ایام نحر[5] گزر گئے تو اوس کو زندہ صدقہ کر دے اور اگر کچھ نہ کیا اور بچہ اوس کے یہاں رہا اور قربانی کا زمانہ آ گیا یہ چاہتا ہے کہ اس سال کی قربانی میں اسی کو ذبح کرے یہ نہیں کرسکتا اور اگر قربانی اسی کی کر دی تو دوسری قربانی پھر کرے کہ وہ قربانی نہیں ہوئی اور وہ بچہ ذبح کیا ہوا صدقہ کر دے بلکہ ذبح سے جو کچھ اوس کی قیمت میں کمی ہوئی اسے بھی صدقہ کرے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية،الباب السادس فی بيان ما يستحب...إلخ، ج٥، ص٣٠١.

2 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٤٤.

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية،الباب السادس فی بيان ما يستحب...إلخ، ج٥، ص٣٠١.

4 ......المرجع السابق.

5 ......قربانی کے دن یعنی دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ کے دن۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية،الباب السادس فی بيان ما يستحب...إلخ، ج٥، ص٣٠١۔٣٠٢.

مسئلہ ۳۷: قربانی کی اور اوس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کردے اور اسے صرف میں لاسکتا ہے اور مرا ہوا بچہ ہو تو اسے پھینک دے مردار ہے۔

(دوسرے کے قربانی کے جانور کو بلا اِجازت ذبح کردیا)

مسئلہ ۳۸: دو شخصوں نے غلطی سے یہ کیا کہ ہر ایک نے دوسرے کی قربانی کی بکری ذبح کردی یعنی ہر ایک نے دوسرے کی بکری کو اپنی سمجھ کر قربانی کردیا تو بکری جس کی تھی اوسی کی قربانی ہوئی اور چونکہ دونوں نے ایسا کیا لہٰذا دونوں کی قربانیاں ہوگئیں اور اس صورت میں کسی پر تاوان نہیں بلکہ ہر ایک اپنی اپنی بکری ذبح شدہ لے لے اور فرض کرو کہ ہر ایک کو اپنی غلطی اوس وقت معلوم ہوئی جب اوس بکری کو صرف کر چکا تو چونکہ ہر ایک نے دوسرے کی بکری کھا ڈالی لہٰذا ہر ایک دوسرے سے معاف کرالے اور اگر معافی پر راضی نہ ہوں تو چونکہ ہر ایک نے دوسرے کی قربانی کا گوشت بلا اجازت کھا ڈالا گوشت کی قیمت کا تاوان لے لے اس تاوان کو صدقہ کرے کہ قربانی کے گوشت کے معاوضہ کا یہی حکم ہے۔ یہ تمام باتیں اوس وقت ہیں کہ ہر ایک دوسرے کے اس فعل پر کہ اوس نے اس کی بکری ذبح کرڈالی راضی ہو تو جس کی بکری تھی اوسی کی قربانی ہوئی اور اگر راضی نہ ہو تو بکری کی قیمت کا تاوان لے گا اور اس صورت میں جس نے ذبح کی اوس کی قربانی ہوئی یعنی بکری کا جب تاوان لیا تو بکری ذابح کی[1] ہوگئی اور اسی کی جانب سے قربانی ہوئی اور گوشت کا بھی یہی مالک ہوا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: دوسرے کی قربانی کی بکری بغیر اوس کی اجازت کے قصداً ذبح کردی اس کی دو صورتیں ہیں مالک کی طرف سے اس نے قربانی کی یا اپنی طرف سے، اگر مالک کی نیت سے قربانی کی تو اوس کی قربانی ہوگئی کہ وہ جانور قربانی کے لیے تھا اور قربان کردیا گیا اس صورت میں مالک اوس سے تاوان نہیں لے سکتا اور اگر اوس نے اپنی طرف سے قربانی کی اور ذبح شدہ بکری کے لینے پر مالک راضی ہے تو قربانی مالک کی جانب سے ہوئی اور ذابح کی نیت کا اعتبار نہیں اور مالک اگر اس پر راضی نہیں بلکہ بکری کا تاوان لیتا ہے تو مالک کی قربانی نہیں ہوئی بلکہ ذابح کی ہوئی کہ تاوان دینے سے بکری کا مالک ہوگیا اور اوس کی اپنی قربانی ہوگئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: اگر بکری قربانی کے لیے معین نہ ہو تو بغیر اجازتِ مالک اگر دوسرا شخص قربانی کردے گا تو قربانی نہ ہوگی مثلاً ایک شخص نے پانچ بکریاں خریدی تھیں اور اوس کا یہ خیال تھا کہ ان میں سے ایک بکری کو قربانی کروں گا اور اون میں

---

1 ......ذبح کرنے والے کی۔

2 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص٥٤٤۔٥٤٦.

3 ......المرجع السابق، ص٥٤٦.

سے کسی ایک کو معیَّن نہیں کیا تھا تو دوسرا شخص مالک کی جانب سے قربانی نہیں کرسکتا اگر کرے گا تو تاوان لازم ہوگا ذبح کے بعد مالک اوس کی قربانی کی نیت کرے بیکار ہے یعنی اس صورت میں قربانی نہیں ہوئی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: دوسرے کی بکری غصب کرلی اوراوس کی قربانی کرلی اگر مالک نے زندہ بکری کا اوس شخص سے تاوان لے لیا تو قربانی ہوگئی مگر یہ شخص گنہگار ہے اس پر توبہ واستغفار لازم ہے اوراگر مالک نے تاوان نہیں لیا بلکہ ذبح کی ہوئی بکری لی اور ذبح کرنے سے جو کچھ کمی ہوئی اوس کا تاوان لیا تو قربانی نہیں ہوئی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: اپنی بکری دوسرے کی طرف سے ذبح کردی اوس کے حکم سے ایسا کیا یا بغیر حکم بہرصورت اوس کی قربانی نہیں کیونکہ اوس کی طرف سے قربانی اوس وقت ہوسکتی ہے جب اوس کی مِلک ہو۔[3] (شلبیہ)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص کے پاس کسی کی بکری امانت کے طور پر تھی امین نے قربانی کردی یہ قربانی صحیح نہیں نہ مالک کی طرف سے نہ امین کی طرف سے اگرچہ مالک نے امین سے اپنی بکری کا تاوان لیا ہو اسی طرح اگر کسی کا جانور اس کے پاس عاریت یا اجارہ کے طور پر[4] ہے اوراس نے قربانی کردیا یہ قربانی جائز نہیں۔ مرہون کو[5] راہن نے[6] قربانی کیا تو ہوجائے گی کہ جانور اوس کی مِلک ہے اورمرتہن نے کیا تو اس میں اختلاف ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: مویشی خانہ کے جانور ایک مدت مقررہ کے بعد نیلام ہوجاتے ہیں اوربعض لوگ اوسے لے لیتے ہیں اس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ یہ جانور اس کی مِلک نہیں۔

مسئلہ ۴۵: دوشخصوں کے مابین ایک جانور مشترک ہے[8] اوس کی قربانی نہیں ہوسکتی کہ مشترک مال میں دونوں کا حصہ ہے ایک کا حصہ دوسرے کے پاس امانت ہے اوراگر دو جانوروں میں دوشخص برابر کے شریک ہیں ہرایک نے ایک ایک کی قربانی کردی دونوں کی قربانیاں ہوجائیں گی۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص کے نو بال بچے ہیں اورایک خود، اوس نے دس بکریوں کی قربانی کی اور یہ نیت نہیں کہ کس کی

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵٤٧.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"حاشیة الشلبیة" هامش علی "تبیین الحقائق"، کتاب الأضحیة، ج ٦، ص٤٨٨.

4 ......یعنی کرائے کے طور پر۔ 5 ......رہن رکھی ہوئی چیز کو۔ 6 ......رہن رکھوانے والے نے۔

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵٤٧.

8 ......یہاں جانور سے مراد بکری یا اس جیسا جانور مراد ہے جس میں صرف ایک حصہ ہوتا ہے۔...علمیه

9 ......"ردالمحتار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵٤٨.

طرف سے کس بکری کی قربانی ہے مگر یہ نیت ضرور ہے کہ دسوں بکریاں ہم دسوں کی طرف سے ہیں یہ قربانی جائز ہے سب کی قربانیاں ہوجائیں گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: اپنی طرف سے اوراپنے بچوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی اگر وہ نابالغ ہیں تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور بالغ ہیں اور سب لڑکوں نے کہہ دیا ہے تو سب کی طرف سے صحیح ہے اور اگر اونھوں نے کہانہیں یا بعض نے نہیں کہا ہے تو کسی کی قربانی نہیں ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: بیع فاسد کے ذریعہ بکری خریدی اور قربانی کر دی یہ قربانی ہوگئی کہ بیع فاسد میں قبضہ کر لینے سے مِلک ہوجاتی ہے اور بائع کو اختیار ہے اگر اوس نے زندہ بکری کی واجبی قیمت مشتری سے لے لی تو اب اس کے ذمہ کچھ واجب نہیں اور اگر بائع نے ذبح کی ہوئی بکری لے لی تو قربانی کرنے والا اس ذبح کی ہوئی بکری کی قیمت صدقہ کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹: ایک شخص نے دوسرے کو بکری ہبہ کر دی موہوب لہ[4] نے اوس کی قربانی کر دی اس کے بعد واہب[5] اپنا ہبہ واپس لینا چاہتا ہے وہ واپس لے سکتا ہے اور موہوب لہ کی قربانی صحیح ہے اور اس کے ذمہ کچھ صدقہ کرنا بھی واجب نہیں۔[6] (عالمگیری)

(متفرق مسائل)

مسئلہ ۵۰: دوسرے سے قربانی ذبح کرائی ذبح کے بعد وہ یہ کہتا ہے میں نے قصداً بِسۡمِ اللّٰہ نہیں پڑھی اس کو اوس جانور کی قیمت دینی ہوگی پھر اگر قربانی کا وقت باقی ہے تو اس قیمت سے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اس کا گوشت صدقہ کرے خود نہ کھائے اور وقت باقی نہ ہو تو اس قیمت کو صدقہ کر دے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: تین شخصوں نے تین بکریاں قربانی کے لیے خریدیں پھر یہ بکریاں مل گئیں پتا نہیں چلتا کہ کس کی کونسی بکری ہے اس صورت میں یہ کرنا چاہیے کہ ہر ایک دوسرے کو ذبح کرنے کا وکیل کر دے سب کی قربانیاں ہوجائیں گی کہ اس نے

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب ...إلخ، ج٥، ص٣٠٠.

2 ......المرجع السابق، الباب السابع في التضحية عن الغير...إلخ، ج٥، ص٣٠٢.

3 ......المرجع السابق.

4 ......جسے بکری ہبہ کی گئی۔

5 ......ہبہ کرنے والا۔

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الأضحية، الباب السابع في التضحية عن الغير...إلخ، ج٥، ص٣٠٣.

7 ......المرجع السابق.

اپنی بکری ذبح کی جب بھی جائز ہے اور دوسرے کی ذبح کی جب بھی جائز ہے کہ یہ اوس کا وکیل ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: دوسرے سے ذبح کرایا اور خود اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا کہ دونوں نے مل کر ذبح کیا تو دونوں پر بِسْمِ اللہ کہنا واجب ہے ایک نے بھی قصداً چھوڑ دی یا یہ خیال کر کے چھوڑ دی کہ دوسرے نے کہہ لی مجھے کہنے کی کیا ضرورت دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: قربانی کے لیے گائے خریدی پھر اس میں چھ شخصوں کو شریک کرلیا سب کی قربانیاں ہوجائیں گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر خریدنے ہی کے وقت اوس کا یہ ارادہ تھا کہ اس میں دوسروں کو شریک کروں گا تو مکروہ نہیں اور اگر خریدنے سے پہلے ہی شرکت کرلی جائے تو یہ سب سے بہتر اور اگر غیر مالک نصاب نے قربانی کے لیے گائے خریدی تو خریدنے سے ہی اوس پر اس گائے کی قربانی واجب ہوگئی اب وہ دوسرے کو شریک نہیں کرسکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: پانچ شخصوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی ایک شخص آتا ہے وہ یہ کہتا ہے مجھے بھی اس میں شریک کرلو چار نے منظور کرلیا اور ایک نے انکار کیا اوس گائے کی قربانی ہوئی سب کی طرف سے جائز ہوگئی کیونکہ یہ چھٹا شخص اون چاروں کا شریک ہے اور ان میں ہر ایک کا ساتویں حصہ سے زیادہ ہے اور گوشت یوں تقسیم ہوگا کہ پانچواں حصہ اوس کا ہے جس نے شرکت سے انکار کیا باقی چار حصوں کو یہ پانچوں برابر بانٹ لیں۔ یا یوں کرو کہ پچیس حصے کرکے اوس کو پانچ حصے دو جس نے شرکت سے انکار کیا ہے باقیوں کو چار چار حصے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: قربانی کے لیے بکری خریدی اور قربانی کردی پھر معلوم ہوا کہ بکری میں عیب ہے مگر ایسا عیب نہیں جس کی قربانی نہ ہوسکے اس کو اختیار ہے کہ اوس کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں کمی ہوسکتی ہے وہ بائع سے واپس لے اور اوس کا صدقہ کرنا اس پر واجب نہیں اور اگر بائع[5] کہتا ہے کہ میں ذبح کی ہوئی بکری لوں گا اور ثمن واپس کردوں گا تو مشتری[6] اس ثمن کو صدقہ کردے صرف اوتنا حصہ جو عیب کی وجہ سے کم ہوسکتا ہے اوس کو رکھ سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: قربانی کی ذبح کی ہوئی بکری غصب کرلی غاصب سے اس کا تاوان لے سکتا ہے مگر اس تاوان کو صدقہ

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب السابع فی التضحية عن الغير...إلخ، ج٥، ص٣٠٤.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الأضحية، ج٩، ص٥٥١.

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة فی الضحايا، ج٥، ص٣٠٤.

4 ......المرجع السابق، ص٣٠٤، ٣٠٥.

5 ......بیچنے والا۔　6 ......خریدار۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الأضحية، الباب التاسع فی المتفرقات، ج٥، ص٣٠٧.

کرنا ضروری ہے کہ یہ اوس قربانی کا معاوضہ ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: مالکِ نصاب نے قربانی کی منت مانی تو اوس کے ذمہ دو قربانیاں واجب ہوگئیں ایک وہ جو غنی پر واجب ہوتی ہے اور ایک منت کی وجہ سے۔ دو یا دو سے زیادہ قربانیوں کی منت مانی تو جتنی قربانیوں کی منت ہے سب واجب ہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: ایک سے زیادہ قربانی کی سب قربانیاں جائز ہیں ایک واجب باقی نفل اور اگر ایک پوری گائے قربانی کی تو پوری سے واجب ہی ادا ہوگا یہ نہیں کہ ساتواں حصہ واجب ہو باقی نفل۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

تنبیہ: قربانی کے مسائل تفصیل کے ساتھ مذکور ہو چکے اب مختصر طور پر اس کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ عوام کے لیے آسانی ہو۔ قربانی کا جانور اون شرائط کے موافق ہو جو مذکور ہوئیں یعنی جو اوس کی عمر بتائی گئی اوس سے کم نہ ہو اور اون عیوب سے پاک ہو جن کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی ہے اور بہتر یہ کہ عمدہ اور فربہ ہو۔ قربانی سے پہلے اوسے چارہ پانی دے دیں یعنی بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں۔ اور ایک کے سامنے دوسرے کو نہ ذبح کریں اور پہلے سے چھری تیز کرلیں ایسا نہ ہو کہ جانور گرانے کے بعد اوس کے سامنے چھری تیز کی جائے۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ کو اوس کا موںھ ہو اور اپنا داہنا پاؤں اوس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیا جائے اور ذبح سے پہلے یہ دُعا پڑھی جائے۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ.[4]

اسے پڑھ کر ذبح کر دے۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ[5] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم.

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الأضحیة، الباب التاسع فی المتفرقات، ج۵، ص۳۰۷.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الأضحیة، ج۹، ص۵۴۹، ۵۵۰.

3 ...... المرجع السابق، ص۵۵۱.

4 ...... میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے، ایک اسی کا ہو کر، اور میں مشرکوں میں نہیں۔ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب (ہے) سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں ہوں، الٰہی یہ تیری توفیق سے ہے اور تیرے لیے ہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور آپ کی امت کی طرف سے، بسم اللہ واللہ اکبر۔

5 ...... اے اللہ (عزوجل) تو مجھ سے (اس قربانی کو) قبول فرما جیسے تو نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے قبول فرمائی۔

اس طرح ذبح کرے کہ چاروں رگیں کٹ جائیں یا کم سے کم تین رگیں کٹ جائیں۔اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری گردن کے مہرہ تک پہنچ جائے کہ یہ بے وجہ کی تکلیف ہے پھر جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے یعنی جب تک اوس کی روح بالکل نہ نکل جائے اوس کے نہ پاؤں وغیرہ کاٹیں نہ کھال اوتاریں اور اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کرتا ہے تو مِنّی کی جگہ مِنْ کے بعد اوس کا نام لے۔اور اگر وہ مشترک جانور ہے جیسے گائے اونٹ تو وزن سے گوشت تقسیم کیا جائے محض تخمینہ سے[1] تقسیم نہ کریں۔ پھر اس گوشت کے تین حصے کرکے ایک حصہ فقرا پر تصدّق کرے[2] اور ایک حصہ دوست واحباب کے یہاں بھیجے اور ایک اپنے گھر والوں کے لیے رکھے اور اس میں سے خود بھی کچھ کھالے اور اگر اہل وعیال زیادہ ہوں تو تہائی سے زیادہ بلکہ کل گوشت بھی گھر کے صرف میں[3] لاسکتا ہے۔اور قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لیے دیدے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دیدے یا کسی فقیر کو دیدے۔بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دیا جاتا ہے اگر امام کی تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں۔بحر الرائق میں مذکور ہے کہ قربانی کرنے والا بقرعید کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے اس سے پہلے کوئی دوسری چیز نہ کھائے یہ مستحب ہے اس کے خلاف کرے جب بھی حرج نہیں۔[4]

فائدہ: احادیث سے ثابت ہے کہ سیدعالم حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس امت مرحومہ کی طرف سے قربانی کی یہ حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کے بے شمار الطاف میں سے ایک خاص کرم ہے کہ اس موقع پر بھی امت کا خیال فرمایا اور جو لوگ قربانی نہ کرسکے اون کی طرف سے خود ہی قربانی ادا فرمائی۔ یہ شبہہ کہ ایک مینڈھا ان سب کی طرف سے کیونکر ہوسکتا ہے یا جو لوگ ابھی پیدا ہی نہ ہوئے اون کی قربانی کیونکر ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے خصائص سے ہے۔جس طرح حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے چھ مہینے کے بکری کے بچہ کی قربانی ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے جائز فرمادی اوروں کے لیے اس کی ممانعت کردی۔اسی طرح اس میں خود حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کی خصوصیت ہے۔کہنا یہ ہے کہ جب حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے اُمت کی طرف سے قربانی کی تو جو مسلمان صاحب استطاعت ہو اگر حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے نام کی ایک قربانی کرے تو زہے نصیب اور بہتر سینگ والا مینڈھا ہے جس کی سیاہی میں سفیدی کی بھی آمیزش ہو جیسے مینڈھے کی خود حضور اکرم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے قربانی فرمائی۔

عقیقہ کا بیان

اس کے متعلق پہلے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔

---

1 ......اندازہ سے۔ 2 ......صدقہ کردے۔ 3 ......استعمال میں۔

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ...إلخ، ج ۲، ص ۵۷.

حدیث ۱: امام بخاری نے سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ ''لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے اوس کی طرف سے خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اوس سے اذیت کو دور کرو'' [1] یعنی اوس کا سر مونڈا دو۔

حدیث ۲: ابوداود و ترمذی ونسائی نے اُمّ کرز رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سُنا کہ ''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک اس میں حرج نہیں کہ نر ہوں یا مادہ۔'' [2]

حدیث ۳: امام احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے ساتویں دن اوس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اوس کا نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔'' [3] گروی ہونے کا یہ مطلب یہ ہے کہ اوس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا بچہ کی سلامتی اور اوس کی نشو ونما اور اوس میں اچھے اوصاف ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

حدیث ۴: ترمذی نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور یہ فرمایا کہ ''اے فاطمہ اس کا سر مونڈا دو اور بال کے وزن کی چاندی صدقہ کرو'' ہم نے بالوں کو وزن کیا تو ایک درہم یا کچھ کم تھے۔ [4]

حدیث ۵: ابوداود ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا اور نسائی کی روایت میں ہے کہ دو دو مینڈھے۔ [5]

حدیث ۶: ابوداود بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں جب ہم میں کسی کے بچہ پیدا ہوتا تو بکری ذبح کرتا اور اوس کا خون بچہ کے سر پر پوت دیتا [6] اب جبکہ اسلام آیا تو ساتویں دن ہم بکری ذبح کرتے ہیں اور بچہ کا سر مونڈاتے ہیں اور سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔ [7]

حدیث ۷: ابوداود و ترمذی ابورافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما

---

1 ......"صحیح البخاري"، کتاب العقیقة، باب إماطة الأذی عن الصبي في العقیقة، الحدیث:۵۴۷۲، ج۳، ص۵۴۷.

2 ......"سنن أبي داود"، کتاب الضحایا، باب العقیقة، الحدیث:۲۸۳۵، ج۳، ص۱۴۱.

3 ......"جامع الترمذي"، کتاب الأضاحی، باب من العقیقة، الحدیث:۱۵۲۷، ج۳، ص۱۷۷.

4 ......المرجع السابق، باب العقیقة بشاة، الحدیث:۱۵۲۴، ص۱۷۵.

5 ......"سنن أبي داود"، کتاب الضحایا، باب العقیقة، الحدیث:۲۸۴۱، ج۳، ص۱۴۳.
و"سنن النسائي"، کتاب العقیقة، باب کم یعق عن الجاریة، الحدیث:۴۲۲۵، ص۶۸۸.

6 ......یعنی سر پر مَل لیتا۔

7 ......"سنن أبي داود"، کتاب الضحایا، باب العقیقة، الحدیث:۲۸۴۳، ج۳، ص۱۴۴.

پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے اون کے کان میں وہی اذان کہی جو نماز کے لیے کہی جاتی ہے۔[1]

حدیث۸: امام مسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی خدمت میں بچے لائے جاتے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) ان کے لیے برکت کی دعا کرتے اور **تحنیک** کرتے یعنی کوئی چیز مثلاً کھجور چبا کر اوس بچہ کے تالو میں لگا دیتے کہ سب سے پہلے اوس کے شکم میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کا لعاب دہن پہنچے۔[2]

حدیث۹: بخاری و مسلم حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ ہی میں ہجرت سے قبل میرے پیٹ میں تھے بعد ہجرت قبا میں یہ پیدا ہوئے میں ان کو رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی خدمت میں لائی اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کی گود میں ان کو رکھ دیا پھر حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے کھجور منگائی اور چبا کر ان کے مونھ میں ڈال دی اور ان کے لیے دُعائے برکت کی اور بعد ہجرت مسلمان مہاجرین کے یہاں یہ سب سے پہلے بچہ ہیں۔[3]

مسائل: بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اوس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح و مستحب ہے۔ یہ جو بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ عقیقہ سنت نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں ورنہ جب خود حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اس کی سنیت سے انکار صحیح نہیں۔ بعض کتابوں میں یہ آیا ہے کہ قربانی سے یہ منسوخ ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اوس کا وجوب منسوخ ہے جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسوخ کر دیا یعنی اون کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اوس کے کان میں اذان و اقامت کہی جائے اذان کہنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ بلائیں دور ہو جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ دہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے۔ یہ نہ چاہیے بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان و اقامت کہی جائے۔ ساتویں دن اوس کا نام رکھا جائے اور اوس کا سر مونڈا جائے اور سر مونڈنے کے وقت عقیقہ کیا جائے۔ اور بالوں کو وزن کر کے اوتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔

مسئلہ۱: ہندوستان میں عموماً بچہ پیدا ہونے پر چھٹی (4) کی جاتی ہے۔ بعض لوگوں میں اس موقع پر ناجائز رسمیں برتی جاتی ہیں مثلاً عورتوں کا گانا بجانا ایسی باتوں سے بچنا اور ان کو چھوڑنا ضروری و لازم ہے بلکہ مسلمانوں کو وہ کرنا چاہیے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ عقیقہ سے بہت زائد رسوم میں صرف کر دیتے ہیں اور عقیقہ نہیں

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الصبي يولد فيؤذن في أذنه، الحديث: ٥١٠٥، ج٤، ص٤٢٣.

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع...إلخ، الحديث: ١٠١ ـ (٢٨٦)، ص١٦٥.

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب العقيقة، باب تسمية المولود...إلخ، الحديث: ٥٤٦٩، ج٣، ص٥٤٦.

4 ......بچے کی پیدائش کے چھٹے دن منائی جانے والی خوشی۔

کرتے۔ عقیقہ کریں تو سنت بھی ادا ہو جائے اور مہمانوں کے کھلانے کے لیے گوشت بھی ہو جائے۔

مسئلہ۲: بچہ کا اچھا نام رکھا جائے۔ ہندوستان میں بہت لوگوں کے ایسے نام ہیں جن کے کچھ معنی نہیں یا اون کے برے معنی ہیں ایسے ناموں سے احتراز کریں۔ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسمائے طیبہ اور صحابہ وتابعین و بزرگان دِین کے نام پر نام رکھنا بہتر ہے امید ہے کہ اون کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔

مسئلہ۳: عبداللہ وعبدالرحمٰن بہت اچھے نام ہیں مگر اس زمانہ میں یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبدالرحمٰن اوس شخص کو بہت سے لوگ رحمٰن کہتے ہیں اور غیر خدا کو رحمٰن کہنا حرام ہے۔ اسی طرح عبدالخالق کو خالق اور عبدالمعبود کو معبود کہتے ہیں اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں جس سے حقارت نکلتی ہے اور ایسے ناموں میں تصغیر ہرگز نہ کی جائے لہٰذا جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی یہ نام نہ رکھے جائیں دوسرے نام رکھے جائیں۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۴: محمد بہت پیارا نام ہے اس نام کی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے اگر تصغیر کا اندیشہ نہ ہو تو یہ نام رکھا جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیقہ کا یہ نام ہو اور پکارنے کے لیے کوئی دوسرا نام تجویز کرلیا جائے اور ہندوستان میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ ایک شخص کے کئی نام ہوتے ہیں اس صورت میں نام کی برکت بھی ہوگی اور تصغیر سے بھی بچ جائیں گے۔

مسئلہ۵: مردہ بچہ پیدا ہوا تو اوس کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں بغیر نام اس کو دفن کردیں[2] اور زندہ پیدا ہوا تو اس کا نام رکھا جائے اگرچہ پیدا ہو کر مر جائے۔[3]

مسئلہ۶: عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کرسکیں تو جب چاہیں کرسکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اوس دن کو یاد رکھیں اوس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے وہ ساتواں ہوگا مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتویں دن ہے اور سنیچر کو پیدا ہوا تو ساتویں دن جمعہ ہوگا پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جمعہ کو عقیقہ کرے گا اوس میں ساتویں کا حساب ضرور آئے گا۔

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الثانی والعشرون فی تسمیة الاولاد... إلخ، ج٥، ص٣٦٢، وغیرہ.

2 ......یہ ظاہر الروایہ ہے مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کا مذہب یہ ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ بہر حال اس کی تکریم کے لیے اس کا نام رکھا جائے۔ ملتقی الابحر میں ہے کہ اس پر فتویٰ ہے اور نہر سے مستفاد ہے کہ یہی مختار ہے ایسا ہی درمختار باب صلاۃ الجنازۃ جلد۳ صفحہ ۱۵۳ میں ہے۔ بہارِ شریعت، ج ۱ حصہ ۴، صفحہ ۸۴۱، نمازِ جنازہ کا بیان میں بھی اسی کو اختیار کیا اور اس حصے پر اعلیٰ حضرت کی یہ تصدیق بھی ہے کہ اسے مسائل صحیحہ، رجیحہ، محققہ، منقحہ پر مشتمل پایا لہٰذا مسلمانوں کو اسی پر عمل کرنا چاہیے۔.. علمیہ

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الثانی والعشرون فی تسمیة الاولاد... إلخ، ج٥، ص٣٦٢.

مسئلہ ۷: لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے۔ اور لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حرج نہیں۔ اور عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے یا ایک حصہ۔

مسئلہ ۸: گائے کی قربانی ہوئی اس میں عقیقہ کی شرکت ہوسکتی ہے جس کا ذکر قربانی میں گزرا۔

مسئلہ ۹: بچہ کا سر مونڈنے کے بعد سر پر زعفران پیس کر لگا دینا بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۰: عقیقہ کا جانور اونھیں شرائط کے ساتھ ہونا چاہیے جیسا قربانی کے لیے ہوتا ہے۔ اس کا گوشت فقرا اور عزیز وقریب دوست واحباب کو کچا تقسیم کردیا جائے یا پکا کردیا جائے یا اون کو بطورِ ضیافت [1] ودعوت کھلایا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

مسئلہ ۱۱: بہتر یہ ہے کہ اوس کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ ہڈیوں پر سے گوشت اوتار لیا جائے یہ بچہ کی سلامتی کی نیک فال ہے [2] اور ہڈی توڑ کر گوشت بنایا جائے اس میں بھی حرج نہیں۔ گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں مگر میٹھا پکایا جائے تو بچہ کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔

مسئلہ ۱۲: بعض کا یہ قول ہے کہ سری پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ فقرا کا ایک احباب کا اور ایک حصہ گھر والے کھائیں۔

مسئلہ ۱۳: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی، نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

مسئلہ ۱۴: لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریوں کی جگہ ایک ہی بکری کسی نے کی تو یہ بھی جائز ہے۔ ایک حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ میں ایک مینڈھا ذبح ہوا۔

مسئلہ ۱۵: اس کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے صرف میں لائے یا مساکین کو دے یا کسی اور نیک کام مسجد یا مدرسہ میں صرف کرے۔

مسئلہ ۱۶: عقیقہ میں جانور ذبح کرتے وقت ایک دعا پڑھی جاتی ہے اوسے پڑھ سکتے ہیں اور یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے بھی ذبح کرنے سے عقیقہ ہوجائے گا۔

واللّٰہُ تعالٰی اَعلَمُ قَدْ تَمّ ھٰذَا الْجُزْءُ بِحَمْدِ اللّٰہِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی اَفْضَلِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

وَاَنَا الْفَقِیْرُ اَبُو الْعُلا مُحَمَّد اَمْجَدُ عَلِی الاَعْظَمِی عفی عنه.

---

1 ……یعنی بطور مہمان نوازی۔ 2 ……یعنی نیک شگون ہے۔